

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

أَنْتَ الْبَوَّابُ مِنْ تَصْنِيفِ سُلَامُو بَنِي حَكِيمٍ مُرَوِّعٍ جَبَّارٍ خَلِّصَ بِي



بَاهِمَا نَشَى عَمَلِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِمَنْصَلَةِ سُلَامُو بَنِي حَكِيمٍ مُرَوِّعٍ جَبَّارٍ خَلِّصَ بِي

قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ الْحَكِيمُ

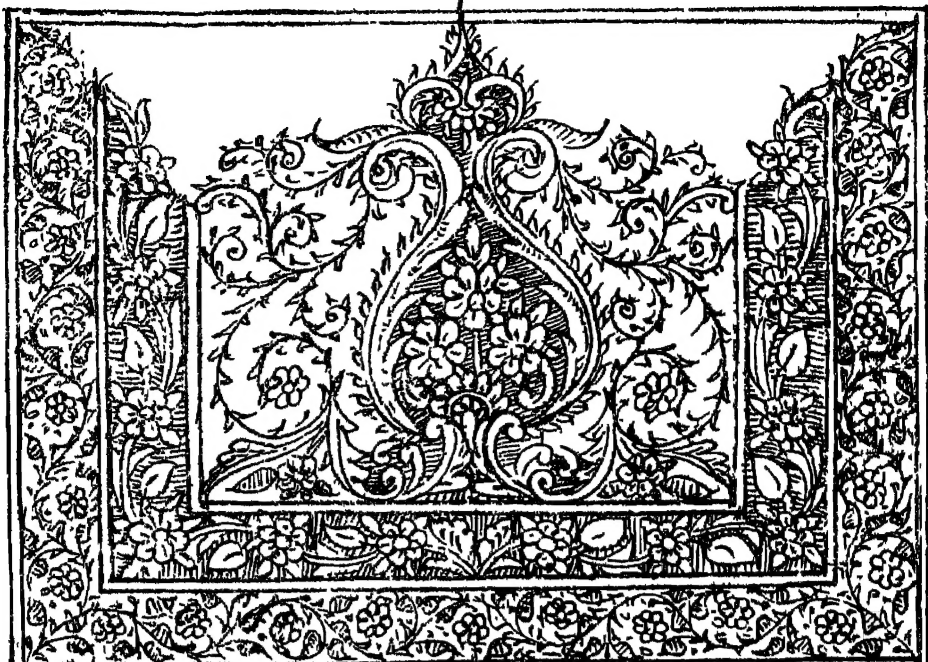
مَا شَاءَ اللَّهُ لَا يَنْفَعُ الْبَشَرُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

نعت الجواب من تصديق مولانا محمد حنیف بکیم محمد عبدالحی حبیب الرحمن صاحب المصنف



بیتام نشی محمد بنیر البیاض استغفور غلام دیوانی مکر علی التعلیق

قَدْ فَتَحَ اللَّهُ لِلْمُطَالَعَةِ دَوْرًا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعر

خود و نعت نبیؐ کس سے ہو بیان
اس تو کیا ملک کی ہی یا انگ سے بیان

التجاء

اے احمد مختاریہ ہے عرض مری
میں اُمّی ہوں آپ ہیں دُعا نبیؐ
تحقیق کی التجاء ہے وقتِ حلت
آسان مشکل ہو یا رسولِ عزّیؐ

مشنوی

بعد حمدِ خدا و نعتِ نبیؐ
پڑھے ہر دم نبیؐ پر در و دوسم
عرض تم سے مجتوب ہے سنو مری
آل و اصحابِ تم مجتوبِ دِام
وصفِ احمدؐ میں تصنیف ہو و کوئی
تمہی تمنا یہ مدت سے دلیں مری

ایک نکاح نہ مومنوں باجرا
 جشن میلاد ہوتا تھا گھر میں چرے
 سرتے پائے تھے وہ مثل نور خدا
 جیسے چہرہ پہ اونٹنے نظر نہ کی
 پوچھا حضرت سے جسوقت میں
 مسکرا کر لگے کہنے وہ بیگمان
 اب تو نعت نبی اور لکھ جھڑپ
 گفتگو اولے میری پتھر ہی مسرور
 حب دنیا ہونی دل سے میر گزیر
 پھر ہوا قصد ہجرت کرنا سفر
 قلب کہتا تھا مجھے یہ یہ ہر دم یکا
 وصفِ حمد میں تالیف کرو لکھتا
 کوئی قصہ نہ کہہ تو کہانی ہے یہ
 ذکر احمد کا سمجھو نہ ہوتا ہے یہ
 صدق دل سے پڑینگے جو نعت نبی
 دل سے سنے کو آئیے جو عاشقان
 ال و زکر کہہ لانا ہے اس جانین

شب کور و یامین مجھ کو بشار ہو
 ایک حب و مان غیب سے آگے
 ہوش جاتے رہے دل پہ لرز اٹھا
 پھرتا اب تک ہے آنکھوں میں جلوہ وہی
 چہرہ تو فرادو آنیکا آقا سبب
 ذکر میلاد آیا ہوں سننے کو بیان
 دیکھ مقصد ترے پور ہو ونگے سب
 کہل گئی آنکھ میری یکایک ادھر
 آگ عشق نبی ہو گئی دلیں تیز
 عمر باقی مدینے میں کرنا بسر
 ہندین رکھ تو اپنا کوئی یادگار
 حکے باعث ہے بخشش ہو روز حسا
 بلکہ بخشش کی واللہ نشانی ہے یہ
 مومنوں رحمت حق کا شعبہ ہے یہ
 ناردوزخ سے بھگ رینگے سبھی
 کل قاصد دلی اپنے پائے یان
 پڑھے صلوات خاموش رہنا نہیں

سرمایہ کی خامی کی بجائے
بکھرتی کی بجائے غفلت کی

اب یہ تحقیق عاصی بابر تر
از طفیل محمد نور اسکویا

ایما بعد خاکسار ازلی عاصی پرمعاصی حکیم محمد عبدالحق
بہ تحقیق جملہ عاشقان روئے احمدی و طالبان فردوس محمدی
کے خدمات بابرکات میں عرض رسا ہے کہ حضرات
ہم تصنیف و ہم تالیف ہے۔ مؤلف کو ایک عرصہ تک
مولود شریف اور سمیع کی محفلات میں حقانی اور نعتیہ اشعار
سننے کا از حد اشتیاق تھا۔ شدہ شدہ دل نے یہہ چاہا
خود بھی کچھ اشعار کہنے کا حوصلہ سیکرے اس ارادہ کے ساتھی
خدا کے یاغی کا یہہ کلام۔ (اشعار عجمیہ الغاویہ)
یعنی شعر کی پروی بہودہ لوگ کرتے ہیں) یاد آ گیا۔
جس سے دل کو از حد تشویش ہوئی آخر عقل نے یہہ بخت پیش کی
کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو مولانا رومی اور مولانا جامی اور مولانا حافظ
شیرازی اور مولانا شیخ سعدی علیہ الرحمن وغیرہ وغیرہ یہہ حضرات
جو تصنیفات کہ لکھے ہیں وہ تمام اشعار ہی اشعار ہیں۔ کیا
وہ حضرات۔ اس آیتہ شریف سے واقف نہ تھے۔ بعد

کے پیچھے نتیجہ نکالا گیا کہ ۔ وہ شعر لکھنا جائز نہ ہو گا کہ جسمین خریات اور دنیا
افسانہ جات اور فحاشی معشوق کی تعریف جو کذب مضمونات
کے ساتھ لکھا جاوے ۔ مان خدا اور اسکے رسول کی صفت و ثنا
جو کہ حدیث اور قرآن سے مطابقت ہو ایسے اشعار کے لکھنے میں کسی
قسم کی ممانعت نہیں ہے ۔ پس دینے چاہا کہ اوسکے حبیب کی صفت و
ثنا میں کچھ اشعار لکھیں تاکہ احقر کی سیاہ کاری ۔ جو بالکل قابل بخشش
نہیں ہے ۔ خداوند کریم کے نزدیک جیسا کہ اوسکا حبیب پیارا ہے
ویسا ہی اوس حبیب کا ثنا گو بھی واجب الرحم گردانا جائے ۔ واللہ
ثم باللہ یہ عاصی پر معاصی صرف اسی خیال سے جو دلیں آیا جیسا
خدا اور اوسکے حبیب نے تائید فرمایا ۔ اپنے طبعی زور اور وفور جذبات
عشق محمدی سے چند قصاید آنجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان میں عرض کیا ۔ اپنے آقا کے مولد اور دوسرے حالات جو اوسکے
اور بھی عشاق چیدہ چیدہ لکھ رہے ہیں ۔ اور مولود شریف کے پڑنے
والوں کو ہر ایک بیان کی تلاش اور جستجو کر کے پڑنے میں ازہد وقت
واقع ہوا کرتی ہے آسانی ہو جائے پس تمام بیانات کو معتبر کتب سے
فراہم کر کے مسلسل ترتیب دیا ۔ اور اوسکو صرف اپنے ہی ایک
نظم و شری منحصر نکلیا بلکہ حسب موقع اور شعرا سے نامدار کی نظم و شری ہر

محل پر شامل کر دی گئی تاکہ کتاب کا لطف بڑھ جائے۔ اور سامعین کے مقبول خاطر ہو۔ کچھ شاعری کے فن میں اوستا و کبڈا یا نام پیدا کر کے غرض نہیں تھی اس لئے تمام حضرات سے امید کی جاتی ہے کہ مصداق (الْأَنسَانُ مُرْتَبُّ مَعَ الْخَطَايَا وَالنِّسْيَانِ) کے اگر عبارت یا اشعار میں سہو واقع ہو تو چشم لطف سے معاف فرماؤ گے۔ حضرت اس کتاب کو احقر نے لکھ کر تھینا دس بارہ سال کا زمانہ گزر گیا۔ بعض بعض اوقات چند مولود و خوانوں نے اس کتاب کو میرے پاس سے لیجا کر اکثر محفلوں میں پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ نعت رسول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی برکت سے جس محفل میں یہ کتاب پڑا گئی اُس محفل مقبول خاطر ہر خاص عام کے ہوئی۔ اور جس تاریخ سے کہ مولف اسکو لکھنا شروع کیا اس کے ابتدائی زمانہ میں بافضال ایزدی و تلطف محمدی نیاز نے عالم رویا میں دیدار سے آنجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ عزت پایا۔ اور دنیا میں جو کچھ احقر کو اس کتاب کے ذریعہ سے فتوحات نصیب ہوئے احقر کا دل ہی جانتا ہے۔ اور جبکہ دیدار سے سرفراز ہوا۔ پھر تو دفعتاً آتش عشق رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم اس زور سے دلیں بھر کی کہ معہ اپنے لواحقین کے

بارادہ ہجرت مدینہ منورہ کے سفر پر آمادہ ہو گیا مگر اللہ جل شانہ
 ارشاد فرماتا ہے کہ **کُلُّ اَمْرِ مَرْهُُونٌ بِاَوْقَاتِهِ**۔ صرف اوست
 اور اس کے ارادہ کی انتظاری باقی رہی ہے وہ بڑا نکتہ نواز ہے
 اور اسی کا قول ہے کہ۔ **وَتَعْرِضُ مَشَاءَ وَتَذِلُّ مَشَاءَ**۔ یعنی
 وہ جسکو چاہتا ہے غرت دیتا ہے۔ اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا
 اور ہر حال میں کُل کا وہ مالک و مختار ہے مگر ہم بندوں کو۔ اس کے
 فضل و کرم سے نا اُمید نہیں ہونا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ وہ اپنے
 حبیب کے صفت و ثناء کے فیض سے میرے اس ارادہ کو پورا کر دے
 حضرات میں ایک نادار اور مفلوک الحال اوس خدا کے پاک کی
 درگاہ کا ادنیٰ بندہ۔ اور اس کے حبیب کا نام لیوا ہوں اکیروز
 شب کو اپنی ناگفتہ بہ بد اعمالی پر نادم ہو کر اپنے اس ارادہ کی ناکامی
 سے مایوس ہو کر۔ سو گیا تھا۔ اوسی شب کو۔ جو بشارہ کہو
 نظم ذیل سے ظاہر ہو سکتا ہے۔

قصیدہ

وور افلاک مشہور و ستارہاں میں مجھ
 شاہ والا سو شیر جب بلاتے ہیں مجھ
 خواب میں ایک کرشمہ یہ دکھائے ہیں مجھ
 حجازِ محمدی دلا خوب لاتے ہیں مجھ
 بختِ خوابیدہ مگر آج جگاتے ہیں مجھ
 پیشوا اہل عرب آکے لیجاتے ہیں مجھ

وور افلاک مشہور و ستارہاں میں مجھ
 شاہ والا سو شیر جب بلاتے ہیں مجھ
 خواب میں ایک کرشمہ یہ دکھائے ہیں مجھ

پوچھا خوش ہو میں ہر ایک سے جب نام و نشان
حکم سے شاہ کے آئے ہیں حفاظت کیلئے
حکم ہے شاہ کا ہم پر نہیں لے جانے کو
شوق دیدار نبی میں جو وطن نکلا
یہ اشارہ ہے سفر ہند سے کرنیلیئے
دوست و بخشند و تم بھر خدایری خطا
صبر کی جا ہے دعا کیجئے تم میرے لئے
جو جو اشتقاق و عنایات تمہارے ہوں
لکھنا لکھو مجھے ساتھ اپنے شاہ

شیخ ہیں کہکے وہ نام اپنا بتائے ہیں مجھے
اب چاہتوں سے تم کہکے خدائیں مجھے
با ادب کہکے یہی شرورہ سنا ہیں مجھے
خضر خود راہ ہمارا رہ تباہ ہیں مجھے
اب یقین ہے کہ شاہ بلا ہیں مجھے
سوئے تیرے تیرے تقدیر لیا ہیں مجھے
لیجئے تسلیم بلا شاہ ہوتا ہیں مجھے
یا تم سبکی تیرے روز دلا ہیں مجھے
خضر خود راہ ہمارا رہ تباہ ہیں مجھے

سکے میرے عالم و بانی تیرے ہونے
ہو مبارک کی صد لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

یہ خواب تخینا ہے مہینے پیشتر دیکھا گیا تھا۔۔۔ ہر چند یہ مسرور سا خواب
بخدا امسال حجاج کے قافلے کے ساتھ عمر سفر کر کے زاد و سفر کیا
مترد تھا لیکن خدائے تعالیٰ مسبب الاسباب کے ایک روز یہ کتاب
کسی مولو وخوان کے ذریعہ۔۔۔ مولانا مولوی جناب میر برکت علی صاحب
سابق مددگار صدر مہتمم صفائی بلدہ حال و طبقہ یاسر کا صاحب
پڑا لکھے تھی۔ جناب مدوح نے سکر پسند فرمایا۔ اور مولانا کے

ارادہ سے واقف ہو کر۔ بیچارہ شاد فرمایا کہ۔ چند جلدیں اس کتاب کے
 فیض عام کے لئے طبع کروادینا مناسب ہے۔ اور اسکو ہدیہ کر کے اوسنی دیر
 میں تم اپنے زاد راہ کا سامان مہیا کر لینا انسب ہے۔ اور دوسرے
 چند احباب نے بھی۔ اس رائے کو پسند کیا اور ہر طرح کی امداد
 فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ یعنی بیشک
 اللہ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ ورنہ مجھے بیش اتنی
 استطاعت تھی جو اپنی ذات سے طبع کرواتا۔ نظر ثانی کے وقت
 اس کتاب کی صحت میں میرے ایک اشتقاق فرما دوست حضرت
 بلحا صاحب جرم و مغفور کے سیرت منشی محمد علی صاحب منصب دار المخلص بہ بیدار
 نے جو عالم فارسی اور شعر گوئی میں یقیناً اپنا نظیر نہیں کہتے ہیں مجھکو بڑی امداد
 دے۔ اب میں بعد حمد و سپاس پروردگار عالم و نعت رسول
 مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب مولوی میر برکت علی صاحب
 او مشفق منشی محمد علی صاحب بیدار کا تھے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں
 اور تمامی دیندار بھائیوں کے نسبت جناب باری میں یہ التماس
 پیش کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ تمام حضرات کو اپنی رحمت کے نظر
 دیکھے اور سعادت دارین سے سرفراز فرماوے اور اپنے حبیب کے
 ویدار سے مشرف کرے اور یہ طفیل اس نعت مبارک کے تمام دیندار

مبارک کو ایک ہزار پست وادیوں سے اور عشق رسول معظم میں مبتلا کر دے
اور اس کی شہادت کے پابند کرے ضلالت اور گمراہی سے محفوظ رکھو
اور اولیٰ سے کہ ہمہ شفا و صمد دینی و دنیوی کو پورا کر دیوے اور خاتمہ بالخیر کرے
اور تبارک و تعالیٰ ہر مہینہ شہین نصیب کرے اور تمام حضرات کی طفیل سے
مذہب و دین عالم میں شہکار اور عاجز و لاچار کا بھی خاتمہ کرے اور اس حقیر کے
مقصد دلی کو بھی بر لاوے آمین ثم آمین۔

قصیدہ

وہی دل خدا دل کا بھی ارمان نکلتے	نکلے
لے اوڑھی باد صبا سو گدینہ بھکو	یا و گیسوئے نبیٰ جو پریشان نکلتے
خاک رہتی ہے بگولہ کی طرح چکر میں	اتوار مان ترے گردش دورا نکلتے
جب گنہگار ہوئے حشر کے دن ہم تھکا	بخشوانیکے لئے احمد ذیشان نکلتے
رخ پر نور پیر سے ہٹا ہے گیسو۔	ابر سے اتو بہلا مہر و زخاں نکلتے
فیض سے داغ غم فرقت پیغمبر کے	شکر ہے قلب و جگر شک گلستان نکلتے
دیکھ کر آپ کے عشاق کو کتہو ہین ملک	مور سمجھتی تھے جنہیں رشک سلیمان نکلتے
چشم حق میں ترے نور کو ہم دیکھتے ہیں	شکر کی جا ہے کہ ہم صاحب عرفان نکلتے
جب بیا بان میں ہوا آپ کو وحشی کا گنہ	پائے بوسی کیلئے شیرستان نکلتے
پیشوا کیلئے سجدہ کی مجنون آیا	جوش و حشر میں جو ہم چاک گریبا نکلتے

مستحق ہو گئے فروس برین کی تحقیق
شکر برقم چن بھیجے کے نماوان حکم

قطع در مدح ثواب مستطاب خورشید قیاب سکندر آفتاب و آراستہ
فریدون جشمت ارسطو زمان حاکم دوران لایب یہ ہوا علی خان فتح خجاست
تظام الملک آصفیہ بہادر اعلیٰ حضرت فیض رب بہت دینہ سان عالم و عالمیا
ہند کا عالم سے تعالیٰ مظاہر عالمی شاہ و کن خدا تکریم و داد و خستہ و خستہ

لہذا الحمد

شاد رکھے تجھو مارین میں لقی میرا
نہ پھر ہے کوئی دوسری خواہ

دربیان شجاعت
گربان تیری شجاعت کا، کلک کھینچ
سرقلم ہو کر گریگ تیرے دشمن گربان

دربیان فراست
ہو بیان مجھس فراست کا بہلا کیا اطل
توسن فکر سوتیری در سوط حیران
دربیان عدل

دربیان آجائے اگر عدل کی جانب تیرا
ظلم بر سو پھرے ہو سوتیر فضل لان
دربیان سخاوت

کیا سخاوت کی تیری مجھس رقم ہو تو
حاصل ہے کیا اتنا
دربیان شکر

اسے میرے شاہد کے لطف و کرم کا
 ہر عیاں یہ دکن کی خوش و خرم شاہان

دربیان التماس

میں نے ہی اولی ہوں نیکو ارادہ کیا تری
 حال پر میرا اگر ہو تو ترا لطف و کرم
 کر کے ہر سو میں دکن ہو جو دینہ جاوے
 میرے مجبور و سلیخان جو دکن کا تو ہوا
 ہل دلاور ہو پتیری ہمیشہ تسلیم
 یہ دعا ہے کہ یہی خالق ہو اس کا دکن
 رو سید ہو یہی ہو کہ اس کی صورت
 یہاں تیاست ہو کہ اس کی صورت
 کر دیا چاہتا ہوں کہ اس کے ستر کا سامان
 یہی ہے کہ اس کے ستر کا سامان
 میں اس کے ستر کا سامان
 یہی ہے کہ اس کے ستر کا سامان
 یہی ہے کہ اس کے ستر کا سامان
 یہی ہے کہ اس کے ستر کا سامان
 یہی ہے کہ اس کے ستر کا سامان

طبعش او شاعر نازک خیال مولانا جناب امینا علی خان صاحب
منصب دار دیوانی علاقہ سرکار عالی المتخلص بہ نامی۔

جام فدا گیت بہ پرس از ادای خویش	اے ترک ناز باچہ کنی بر جفاے خویش
جامستان و باز بدہ نیست مشکلت	ازیتغ جانستان و لب جان فخر خویش
چون پردہ ہائے دیدہ من فرش رست	سکن پایمال از روش دلربائے خویش
جان و دلم چو صبر و خود کرد و ست نثار	خزور عشق یاسچ نثارم برائے خویش
از خویش فتنہ ام چو ترا یا فتنم بخویش	صد شکر موش خویش نازم بجان خویش
شمس الضحیٰ ز عالم بالا خطاب او است	بے سایہ زان شدہ است قد حق ناخویش
یار بکجا است نامہ بری یا کبوتری	بر باد دادہ ام چہ ہوس نامہ ناخویش
یکدل کہ بود رفت بسودا گیسویش	مایم و صد وبال ز آہ و بکائے خویش
آن تنگ دل ہر آنچہ بختدانان بست	از کو پیچ نہ شنوی الا صد آخویش
خالی ز خویش باش کہ از یار پر شوی	قانونش شمع ساز و دلار بہنہائے خویش
آخر کبوترے یار مرا بہرے کسند	مربہون مٹم ز دل مبتلائے خویش

لعش چہ نوش دار وے جان است نامیا
درداگز و کام نگیرم دوائے خویش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الہی نام تیرا ہے و طبیعت دوست دشمن کا
 خدا کردون میں تیری راہ میں سیر کرتا
 یہ دل زخمی ہوا ہے خیر ابرو احمد سے
 چلا دل میرا چلو کرو اسکو جاؤ
 چلکے جان کہتی ہر نکل جانگی میں تیرے
 بنا لوں آنکھ کی پٹی میں تپتی چاہ اوس کو
 منے وحدت کو سیکر چکیا ہوں نغمہ پیش
 لکھا کرنا ہوں جہم وصف تیرا مجھ میں
 مرون گرسند میں لاشہ چلا جائیگا شرب کو
 تصور جب سیر ایں تیرے جلوہ کا ہوتا ہے
 میں بلبل گلشن تیرے ہوں تحقیق تم مجھ کو

ترے ہی کر میں ہر دم چلے میں کامیاب من کا
 کسی ڈھب سے اتر جاؤ یا بوج گردن کا
 طبیعت تم نہ سمجھو اسکو ہی پھر زخم آہن کا
 وہ عاشق ہے محمد کا ہی شیدا اونکی حقون کا
 خدا جا ارادہ ہے کہ ہر کس کے روشن کا
 جو مل جائی کبھی محکو نظارہ رو روشن کا
 ملا مجھ کو سمجھا لا جب میرا قاکہ دامن کا
 میری طبع روان میتی ہے جہم کام تو سن کا
 نہ باقی ہند میں ہوگا نشان تک سیر فراق کا
 اگر انا برق ہے جان پر تجلاروی روشن کا
 کوئی پوچھ تو کہدینا پتا بس میرے مسکن کا

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ کہ ذات مجتمع الصفات اوس کی یعنی اوس اندکی
 برسی ہے شرک اور زوال سے۔ اور الوہیت اور صمدیت اوسکی پاک ہو
 اور اک وہم و خیال سے مشابہت اعراض و جوابہر سے قطعاً مبرا۔

کیا بیان وصف کرے بندہ ادبائے معرفت جسکو ہونہ دیکھے تماشا تیرا کونسا دل ہو کہ حسین نہیں جلو تیرا کہلے ایمان کی قسم کہتا ہوں جانوں سے ہر توشہ رگ سر بھی انسان کے نزدیک بخش کر میرے جو عیسان تو بڑی بابت	قصیدہ نہ ہو حال فرشتوں نہ ہو دیانت ایک ایک ذرہ میں موجود ہر جلو تیرا کونسا سر ہے کہ جس میں نہیں ہو دیانت مثل مانند نہیں ہم میں حق تیرا نہیں معلوم فرشتوں کو ٹھکانا تیرا نام مشہور ہے غفار حق دیا تیرا
--	--

واسطہ دیکے محمد کا دعا کر حق سے

دستگیر آج ہی حل ہوتا ہے عقدا تیرا

وہ ایسا معبود مطلق ہے کہ جس نے بنی آدم کے واسطے چراغ رہنمائی کا انبیاء
 ہاتھ میں دیا۔ اور تمام عالم کو سید الانبیاء سید الاصفیاء احمد مجتبیٰ
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیعہ جمال جہان آرا سرور شن کیا۔
 بقول مولف۔

قصیدہ

ہے جہان میں اوسے کا اجالا
 ہے وہی اپنا بخشا نے والا

نور احمد ہے سب سے نرالا
 نام جس کا شفیع الورا ہے

گردِ حضرت نہ کیونکر ہو اُمت
 جس نے رُخ پھیرا اپنا نبی سے
 مجھ گدا کے گلے میں آ لھی
 کیا عرض اوس کو خلید برین
 ایسا رویا سراقِ نبی میں
 جوشِ دریا ہے کیا میرے آگے
 حوض کوثر پہ جس وقت پھنچوں
 جبہ سا ہوں درِ مصطفیٰ پر
 ہے پھلِ سین و طہ سے ثابت
 میں گدا کے درِ مصطفیٰ ہوں
 کب وہ آتا ہے جنت کے جانب
 نور سے جس کے روشن جہان ہے
 مثل پروانہ اسے شمعِ تیر
 قلبِ صد پارہ میرا نہیں ہے
 ہے جدائی میں حالتِ بھیری
 یا نبیؐ جان اب جا رھی ہے
 اس قصیدے سے پاؤں گا جنت

مہ کے اطراف ہوتا ہے ہالا
 ہو گا خوشترین مٹھ اوس کا کالا
 ہو درودِ ہمیشہ کا مالا
 جو دینے کا ہے رہنے والا
 عسکر کا بھر گیا ہے پیالا
 ہجر احمد میں ہوں رونے والا
 مجھ کو ہو یک میسر پیالا
 ہوں بڑا میں بھی تفتِ دیر والا
 انبیاء میں ہو تم سب سے اعلیٰ
 ہے میرے حق میں کمال و شالا
 سوئے شرب جو ہے جانی والا
 ہے وہ آنکھوں کا میرے اوجھالا
 ہوں میں تم پر فدا ہونے والا
 ہے یہ عشقِ نبیؐ کا رسالا
 دل میں ہے آہ لب پر ہونا
 کوئی دم میں ہوں میں آنے والا
 ہے یہ خلید برین کا قبالا

ہیں جو تحقیق مداح حضرت
یا بنی اُون کا ہو بول بالا

پس اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے۔ تمام نبیا
مرسلین اور ملائکہ مقبرین۔ اور آسمان۔ اور زمین۔ اور سجدہ ہزار عالم
کو عالم ظہور میں لایا۔ اور اوس کے وجود و باوجود و مابین مقصود کو قبل وجود
جمیع کائنات کے خزانہ اختصاص کُنْتُ لَكَ تَحْفِيًّا سے خلعت
خاص کُوْلَاكَ لِمَا خُلِقْتُ الْاَوَّلَاكَ کا پہنایا۔

بیان واجب محفل مولود شریف

حضرات تعظیم و تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس طرح آپ کی حیات
میں واجب تھی اسی طرح ہی آپ کے وفات شریف کے بھی واجب اور
لازم ہے روایات کثیر سے ثابت ہے کہ جس محفل میں ذکر خیر آپ کا
باادب اور صدق دل سے ہوا کرتا ہے۔ اوس محفل میں رحمت کے
فرشتے درود و خوان حاضر ہا کرتے ہیں اور اوس محفل پر بار بار رحمت
الہی کا نزول ہوا کرتا ہے۔ آپ کا ذکر خیر سننا اور شہنا موجب
سعادت و آیین ہے کیونکہ عِنْدَ ذِكْرِ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ
یعنی وقت ذکر اولیاء اللہ کے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اب غور

کیا جائے جب اولیاء اللہ کا ذکر کرنے سے رحمت نازل ہوتی ہے تو
ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کرنے سے زیادہ تر
رحمت کیون نہ نازل ہوگی۔ رباعی

جوئی ہے جہاں مجلس میلاد شریف	لائی ہو مان روح پیمبر شریف
برائین نہ کیوں اونکی مقاصد میدار	پڑھتے ہیں کوئی کہ مولود شریف

رباعی

اے اہل بزم ذکر نبی ہم سناتے ہیں	فیض ثنائے پاک سحر و جلائے ہیں
داخل ہو جو بزم میں بیشک ہو جنتی	لوگو ہم آج دولتِ جنت لگاتے ہیں

رباعی

محبوبِ کمال دو جہاں رحمت خدا کی ہے	پچھاؤ فرشتہ جانِ امجد کبریا کی ہے
اگر کھو آگاہ ہو نہ پردہ آنکھ دلی کھول کر دیکھو	زمین سوسا کیدار و شنی نور خدا کی ہے

رباعی

پچاس میلاد جو کرواتے ہیں	وہ اپنے مقاصد کو صدایا کرتے ہیں
ہو تاج و جہان شکر نبی الے میدار	سُن نے کو ملائک بھی چلاتے ہیں

قطعہ

کرواتے ہیں جو پچاس میلاد نبی	یارب مع اولاد وہ آباد رہیں
عقبتی ہیں بچپنِ نازِ سفرِ تحقیق	وہ نیامینِ مذہم و شاد رہیں

قصہ

<p>بیاد مجلس میلاد ختم الانبیاء اینجا تو ابے بیمار و درون مسیحا راجہ میوئی اگر در محفل میلاد آئی با ادب نشین خدا را دوست گرداری طلعت کن تجمل رہی زہم عجیب زہم خوشا زہم غیب قی</p>	<p>شنود کر جناب سید ہر دوسرا اینجا طیب مہربان اینجا و ایشیا شفا اینجا نداری گراوب بہرہ اہل گزسیا اینجا قل ان کنتم محبتو را بخوان با صد اینجا ملک اینجا بشر اینجا بنی اینجا خدا اینجا</p>
---	--

بیان فضائل درود شریف

حضرات درود شریف حلال کل مشکلات ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا سَلَامًا۔ یعنی تحقیق کہ اللہ اور فرشتے اسی اللہ کے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اسے ایمان والہ ہم بھی درود و سلام بھیجو ایسے نبی کریم سرار ایم پر کہ جس کے طفیل سے کیسی کیسی بزرگی تم کو حاصل ہوئی اور ارشاد فرماتے ہیں خود حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِنَّہُ کَیْرٌ دَنَ عَلَی الْخَوْضِ الثَّبَتِ اِلَیْ یَوْمِ الْقِیَامَتِ اقْوَامٌ مَا اَقْرَبُھُمْ اِلَّا بِکَرَّةِ الصَّلٰوۃِ عَلَی۔ یعنی البتہ بے انتہا توین قیامت کے روز خوض کوثر پر آئینگے ہیں اونکو نہیں پہچانوں گا مگر جانوں گا

مین اون کو درود کی وجہ سے جو مجھ پر ٹپکے۔

قصیدہ

<p>تشنہ لبونکہ ساقی کو تر صلی اللہ علیہ وسلم سعدان عرفان سینہ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم لحنہ بخان لطف معینہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ادا کر سہ کو جھکا کر صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ہر شوق خالق اکبر صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہر برقعہ ہم کالیکر صلی اللہ علیہ وسلم بین شہ شامان فخر سکنہ صلی اللہ علیہ وسلم نائب بہن اپنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہر صبح والا ہر منور صلی اللہ علیہ وسلم خدائے دین کے رب صلی اللہ علیہ وسلم میرا غم آزار میں پر صلی اللہ علیہ وسلم</p>	<p>اگر یہ سل حامی محشر صلی اللہ علیہ وسلم معین ایمان ہر رخ اترے صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کسبہ باجہ ہر صبر صلی اللہ علیہ وسلم کیا لاکھوں صفت چھوڑے صلی اللہ علیہ وسلم جسم کو اویس سایہ ہو کیونکر صلی اللہ علیہ وسلم رشک سلیمان سعد بن عرفان مخزن ایمان الی اور امی لقب بہن عالی نسب بہن الحب بن بہن حسن بن علی سے لڑا لڑا لڑا لڑا لڑا لڑا لڑا و البروم شاہ دو عالم گل کے کرم گل کے معطر برج حمل سے نکلا ہر اترے شکر و کمال کا مقد</p>
---	--

ہندین تحقیق اب ہو کیونکہ اولین ہر شوق
 پھر تاجی جلوہ چشمین ان کثر صلی اللہ علیہ وسلم

<p>ہے مجلس میلا و مبارک اسجا دینا کے تشکرات چھوڑے</p>	<p>ٹپکتے رہو بیان درود جب سے تعظیم کی جا ہی پھر ادب سے</p>
--	---

حضرات فضائل و درود و دین بیسیون اماریت اور سیکڑوں روایات اور ہزار
 حکایات موجود ہیں جبکہ بیان اس مختصر اوراق میں غیر ممکن ہی چنانچہ بہت ائمہ
 ہے کہ ایک شخص وقت طواف کعبہ بجائے ارکان مقبرہ کے درود شریف
 پڑھتا اور طواف کرتا ہوا آگے بڑھتا تھا۔ ایک محدث نے پوچھا کہ اس
 بھائی طواف کعبہ کے جداگانہ ارکان و انداز میں تو ہر مقام پر درود شریف
 پڑھتا ہے اس میں کیا امر الہی ہے اوسنے جواب دیا کہ گو میرا ز قابل بیان
 میں ہمیشہ سی ریخ و غم میں رہتا ہوں اور جناب باری کی تعظیم کرتا ہوں۔

قسم ہے یا آلہی یا آلہی	قصیدہ میرے دل میں تری الفت سمانی
نہ دے اب غم کی دلیں میرے بجا	جو دے تو دے نبی کی آتش نابی
الہی اور ہے یہ عرض تجھے	نبی کے در کی ہو حاصل گدائی
رہوں یا رب گدائے مصطفیٰ	ہنہیں میں چاہتا ہوں تجھ سے شائے
دینے میں مجھے پھنچا دے یا رب	ہنہیں بجاتی مجھے اون کی جدا
فراق مصطفیٰ میں مر رہا ہوں	میری اب جلد ہو وائیک رسا
یہی تجھ سے دعا یا رب ہر دم	میرے ایمان کو دے تو روشنائی
الہی از طفیل مصطفیٰ	خدا ب قبر سے پاؤں نائی
خداوند ابراہیم فاطمہ تو	میری اب جلد کر شکل کشائی
الہی از پیئے شبیر و شبیر	میری کر جلد تو حاجت روائی

اس کے بعد اس شخص نے حدیث صاحب کہا کہ اسے جناب پیاس خلا کے
 کہتا ہوں کہ یہاں پہاڑ بڑا گہرا تھا اور فشق و مجبور میں گرفتار تھا اتفاقاً مسافر
 میں رنج اور جانا تھا ایک عارفہ مہلک نے اکیس ملک موت نے دفعتاً نجر
 قضا کیا پہچان نہ ہو کر روح نے نفس تن سے پرواز کی مشیت ایزدی سے
 چارہ نہیں جہنمی بن گیا کیونکہ کے طرف میت کے جو دیکھا تو تمام سیاہ
 سمجھا کہ یہ صورت ہیئت کثرت گناہ ہے اسے براوراب میں کیا کھوں۔
 ایک تو عالم مسافر میں خود حیران و دوسرا خوف بدنامی پدر سے پریشان
 کس سے کھوں کوئی ناہنگار نہیں حالت غربت میں کوئی مونس و غماز نہیں۔
 جس طرح ہو سکا اس کی تجنیف تکفین کی وہ میت پیوند زمین کی۔ مگر مجھے
 اس وقت ایک تو باب کے مرنے کا الم۔ دوسرے مشاہدہ عذاب کا ستم
 ہجوم اندوہ سے ماتم وار مجاور قبر بنا سو گوار پدر کا ہوا اور شبانہ روز حضور
 اقدس میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض رسا تھا۔

فقیدہ

بے سہارا ہوں یا رسول اللہ
 میں تمھارا ہوں یا رسول اللہ
 جان نہا ہوں یا رسول اللہ
 ناہنگ مارا ہوں یا رسول اللہ

میں آوارہ ہوں یا رسول اللہ
 لو براے خدا خبر میری
 نام اقدس یہ آپ کے میں نے
 ہر صیبت میں آپ کو میں نے

میں پسار اہوں یا رسول اللہ	دل بچھ دو دامن کو
جب پکارا ہوں یا رسول اللہ	آپ نے مشکلیں میں حل کیں
بے کنار اہوں یا رسول اللہ	کرد و آب یا بحرِ سرِ غمت مجھے

اس اثنائ میں کیا دیکھتا ہوں کہ یکایک ایک روشنی سی نمود ہوئی وہ تیار
شب سے مفقود ہوئی۔ ناگاہ ایک سواری پر شوکت و جاہ کا ظہور ہوا
تمام فز زمین چادر نور ہوا۔ دیکھا کہ ایک بزرگ صاحب وقار نہایت
حسین کمال پر تکمیل چہرہ سے نور ٹپکتا ہے۔ خوشبو سے دماغ قدسیا
مھکتا ہے۔ قریب قریب ہے۔ اور یوں زبان معجز لاسے کہ اس شخص لعلی
طہر ہے۔ ہمارے قہر کوہ اگر میت کو دکھلا۔ اس وقت عجک و ایسی ہیبت
آئی فی الفور قبر کو کھولا اور مٹی کو سر کا کے تختہ کن کو نکالا الغرض حضرت
سے قبر میں اتر کے دست شفاعت میت کے منہ پر پھیرا۔ فوراً چہرہ
میت کا آفتاب۔ اپنے گنے لگا۔ مھتاب سادہ گنے لگا زائل ہوا سب
اندھیرا میں۔ نے جو غور کیا تو بجائے روسیہا ہی تمام چہرہ نورانی ہے۔
صاف کچھ شمش کی نشانی ہے۔ قدموں پر گر کے کھیا کہ یا حضرت پہلے اپنے
اسم مبارک سے مطلع فرمائے۔ پھر اس گناہ گار پر رحم فرمائے کا سبب
بتائے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے شخص میں محمد رسول اللہ ہوں امتِ عامی
کا مغفرت خواہ ہوں سبحان اللہ مان مومنوں کیون ہوا آپ کی ذاتِ مقدس

ایسی ہی ہے جس سے مدد مل سے آلودہ کار اور جواب دہانہ کی نسبت

بے بسی ہے جس سے محمد کی نمائندگی ہے قصیدہ روضہ پاک سے ایک نمائندگی ہے

التجائی ہے یارب نہ وعائی ہے سے آفاکی فقط مجھ کو شہنائی ہے

کواریشی کو مرے صاف مٹا دیتی ہے جلوہ یار کی حسن وقت مٹا آتی ہے

طوبیہ طوبیہ کے بدلے تو کھانا مٹا دیتی ہے اس کے جلوہ کی جھلک سے ہر شے مٹا دیتی ہے

نزدہ کرتے تو ہر مرد و وان کو مسیحا لیکن درہ عصیان کی بجائے تم کو آواز دیتی ہے

رحمت توی کا ادا شکوہ و کیونکر ہے ہم گنہ گارے ہیں وراو سے بھلائی ہے

شایدانی جو دینے کے چمن سے صبا آج اسے بلباؤ کیہ بوسہ دیتی ہے

اپکے روئے منور کا فدا ہوں حضرت خور پر میری طبیعت نہ ڈالتی ہے

غم غمت سے جو غش کھا کرین گریہوں غم غمت راضا سے باو صبا آتی ہے

تیج ابرو سے تمھاری جو ہوا ہوں بل چوٹ میرے قدم آج حسا آتی ہے

انکے ہجرین جیسے ہوئی تن سیروان حقیر بادنی کی صدا لیکے قضا آتی ہے

ڈسکسی زلف کی ناگن تو مسیحا بنکر بھیننی بھیننی تر و دامن کی ہوا آتی ہے

اتش عشق میر دل میں بھڑکے کیونکر ہر طرف سے تر و کو چے کی ہوا آتی ہے

یا الھی کہیں سنبھلے بھیر قلب خیر روزیک فکر نہی دل پہ ہوا آتی ہے

یاد کیسو کوئی من میرے سر پر تحقیق ہر طرف سے تر و کو چے کی ہوا آتی ہے

شب قوت کی نہی روز بدلتی ہے

شب قوت کی نہی روز بدلتی ہے

جب جو ان تشریف فرما کی سبب دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
 شخص ہر شب تین سو بار بچہ درود پڑھتا تھا۔ ہمیشہ اسی میں مشغول
 رہا کرتا تھا۔ فرشتے فوراً وہ ہدیہ درود میرے پاس بھیج دیتے۔ مجھے کسی روز
 دیر نہ لگاتے تھے۔ تین دن سے جو درود نہ بھیجا۔ میں نے فرشتوں سے
 استفسار کیا۔ انھوں نے اس کے جواب میں یہ اطلاع دیا کہ اس نے وہ درود
 وہ شخص مر گیا ہے۔ انواع النواع عذاب میں مبتلا ہے۔ مجھے شرم آیا
 کہ جس شخص کو میرے درود کا ورور ہے۔ حیف ہے کہ وہ شمار فیروز
 عذاب گور ہے۔ لہذا میں خود بھان آیا۔ اس کو شاید عذاب سے بچھڑایا
 مومن غور کا مقام ہے کہ ہم سیاہ کار حضرت کی شریعت کے بابت
 نہیں اور کبھی ذکر خیر کے ذریعہ یاد تک نہ کریں۔ اور آپ جان وال کہ
 اپنی الفت میں رفق برابر شمار نہ کریں۔ رات دن پاؤں پھیلائے سوتے
 رہیں۔ اور فکر معیشت میں سرگرم نہ کریں۔ پس ہماری ناہنجاری کو دیکھو اور
 حضرت کے اشتقاق و عنایات پر نظر کرو جو ہر حال میں مصیبت میں ہمارے
 شریک حال رہتے ہیں۔ پس کیونکر نہ شمار ہوں ہمارے ماباب۔ اور
 کیونکر نہ تصدق ہوں ہمارے زن و فرزند۔ ہم سیاہ کاروں کو بوجہ ذات
 عالی کے کس کا سہارا ہے جس سے امید نجات کی رکھتے۔ بیشک
 آپ ہی رَحْمَتُ الْعَالَمِينَ اور شَفِيعُ الْمُنِینِ ہیں گو آپ کے غلام

کہیں یہی کیسے سیاہ کار کیوں نہوں۔ میان گل کے دن آپ ہی کو بخشوا
بے گنی بہ بیسارہ عشاق عرض کرے نہیں۔

غلاموں کی اللج اب بچھا تو نیگی کرہاں چھوڑے تہیں گنہگار دامن کچھیں کیا نکیرن ہسکو لحد میں نہ نکلے گی جان آپ جتنا کہ آئین سیاہ کار دنیا میں غیبی کے مجرم ہیں سنگیں گناہوں کے اعمال نامے پھستے ہیں پل پر تدم عاصیوں کے فرشتے جہنم کے کھینچنے کے جدم	قیس ہرے ہن تو اب چھہ بناتے بینگی میان گل کے دن بخشواتے بینگی مصور آپ تشریف لاتے بینگی وہ نور منور دکھاتے بنے گی یہاں بھی دامن بھی بچاتے بینگی جناب آپ ہی کو ٹکاتے بینگی رسول خدا وان بچاتے بینگی نبی کے مکر م پیوڑاتے بنے گی
---	---

اگر دستگیر عشق احمد ہوا ہے
یہ فرقہ کے صدر اٹھا تو بینگی

الحاصل اوس جوان نے محدث صاحب سے کہا کہ اوس دن سے میں نے بھی
مداومت ورد درود شریف کی اختیار کی۔ اور کثرت کی یہی وجہ ہو جو اظہار کی
سبحان اللہ مومن خوش نصیب ہمارے جو خداوند کریم نے ہم کو اپنے حبیب کی
امت میں پیدا کیا۔ اور رہے قسمت ہمارے جو ہم ایسے شفیق و رفیق
سلطان کے غلام کھلاتے ہیں بیشک بجز ذات انحضرت کے ہم سیاہ کاروں

کا کوئی غمخوار نہیں جو امید بجات کی رکھتے بقدر دل رخصت۔

غیر نواز پیر امت مولیٰ غمخوار نیست لطف نزار روز محشر بر گروہ عاصیان من گنہگار تو ام لیکن نظر بر رحمت است از من بیدل چہ پر سی شرح غم یا صفا بہر دیدار تو من تاکنے بگریم خون دل اسے میسای زمانہ از تو پی روی تو قبر تار یکم ندارد استیاج از روشی	یا بقی روز جزا بر تو شفیع و یار نیست جز تو دانش پیش حق مارا کسی غمخوار نیست ہر چہ خواہی کن مرا بر گزیر آن انکار نیست کے بود پوشیدہ بر تو لایق اظہار نیست طالب دیدار را تشکین بخیز دیدار نیست خاک گشتم زار گشتم طاقت گفتار نیست داغ مائے محنت کجھار کہ تر از انوار نیست
--	--

ہر چہ خواہد میکنند تحقیق رب العالمین
بندہ را در حکم مولا حاجت اصرار نیست

پھر روایت ہے مسلمانوں کے حق میں سراسر ہدایت ہو کہ ایک مرد صالح پتھر کی
دینار کا قرضدار تھا کمال تنگدستی کے باعث اسکو زر قرضہ دارا بادشوار تھا
قرض خواہ نے تنگ ہو کر حاکم سے فریاد کی طلب اپنی جانا دار کی قاضی نے
حب و درخواست اور سکے و این سے کہا کہ اچھا تجھ کو پالیس دن کی مہلت
دیجاتی ہے۔ اس عرصہ میں ادائیگی کی جبری گنجائش ہے۔ مرد صالح
سیچارہ منیبت کا مارا مایوس و پریشان رہ کر بیان اپنے کو جناب
قاضی الحاجات کے طرف رجوع کیا اور نہایت حسن اعتقاد و شہانہ روز

اور بدوشمیع کا اور وکرتا اور بار بار پکارتا کہ اَعْتَنی یا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَعْنِ
مجھے فوراً کہ میرے یا رسول اللہ۔ اور بعد درودِ دل پھر عرض کرتا تھا۔

قصہ

بچہ نذر آباد سحر ہو رہا تھا۔ یہ سن کر نذر اوس شاہ کو تسلیم کر غلین یا کو جو کم کر
کھڑا کیا۔ شاہ کی قمر شاہنشاہین و شہر یک عاشق شہنشاہ کی تھی جو یاد کر
اسی لایران خوش بیان کر ہوا۔ دینی کو روانہ پھر روئے بیگانہ سیرنی کی تھی
کر صاف یون کر نامیان اے حامی دربانان گن یک پکا ہر مخ خواہو کم کی نظر
اے آفتاب پر نیسا بچہ خدا بچہ نذر اوس شاہ کے روضے پہ جا جو ہی امام و مہر
کہنا ہی سکر تھی کہ اسے نور ذات کہ یا ایک آپکا ہی شیفقہ کی لہجہ اوسکی خبر
نہ ہو تھی یہ تھی کہ وہ دنیا ہون پھی اگہی تھی کہ قسم ہر اگلی جا گرنے میں کبھی
کر کے اوسے بندگی کہنا کہ تیرا سہی عاشق تھا ہر گھڑی تیرا ہی غم و شرم
تیس اوسکا وہ درود و ریحہ عرض رسا مقبول بارگاہ رسول خدا ہوئی یک بیک
دریا سے جسے جست جوش زن ہوا شب کو وہ جوان نے آپکو خواب میں دیکھا
ارشاد فرمائے ہیں کہ۔ اسے شخص تو بھان کے بادشاہ کے پاس جا اور
اوس سے تین ہزار دینار لے۔ جب وہ بیدار ہوا سوچا کہ کوئی دلیل اس بات کے
ثبوت کی میرے پاس نہیں۔ کسی طرح تین ہزار دینار ملنے کی آس نہیں۔
دوسری شب آپ نے پھر جلوہ فرما ہو کر تاکید فرمائی۔ اوس جوان نے

مارے حجاب کے کچھ زبان نہ ہلائی۔ تیسری شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانے کاسبب استغفار فرما یا۔ اوس کے جواب میں اوس نے دست بستہ بیٹھ اٹھا کر کیا کہ یا رسول اللہ میرے تعذیب کا کام کی اوس کے پاس کیا دلیل ہے۔ اوس کے یقین لائیکل کون سبیل ہے۔ ارشاد ہوا۔ اوس سے کہنا کہ تو بعد نماز صبح کے طلوع آفتاب تک پانچہار مرتبہ درود شریف پڑھنا ہے بعد اوسکے کوچہ کار و بار میں جو قدم دھرتا ہے وہ سب تیرا مقبول ہے۔ اور تجھ کو درجہ اعلیٰ الحصول ہوا۔ اس بات سے سوائے حق تعالیٰ اور کون امانا کاتبین کے کوئی ماہر نہیں یہ راز تیرا کسی پر ظاہر نہیں اسے عاشقان رسول مقبول شایگان کا مقام ہے۔ دیکھو ہم غلاموں پر حضرت کی کیسی کمینگی اور شہدائے اکرام پر حدیث شیریں کیا ہے کہ۔

(مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى حَقّاً يَا رَسُولَ اللَّهِ خُشَا نَفِيبِ اَوْسِ شَخْصِ كَيْ حَبْنِي كَوِيْدَارِ مَبَارَكِ سِيْ اَيْكِيْ مَشْرِفِ هُوَا۔ اور جس نے اپکو دیکھا بیشک اوس نے خدا کے دید کا اقرار کیا۔ بقول مولف۔

حبلوہ حق یا محمد روئے تو	قصیدہ	کعبہ حن و بشیر ابروئے تو
طوق شد عجب دل دیوانہ ام		حلقہ کیسوئے عجب بروئے تو
بحیرت لم حاجت شمشیر نیست		فوج کن از جنبش ابروئے تو
دل پریشانست چون سنبل دم		در خیال زلف عجب بروئے تو

نہیں تم نے از سدا گان گوئے تو
ہست مارا باغ جنت کوئے تو
ہست این وایستہ گیسوئے تو
بینم از بھر شفاعت سوئے تو
جز ہو اے دامن خوش بوئے تو
بھوپو طوبی آن تہو و لہوئے تو
دل تصدق جان فدا کر دے تو
درفین من گر شود در کوئے تو
شہب تحقیق آد سوئے تو

کئے بگرد و قرب تو حاصل مرا
مانی خواہیم گلزار چمن ان
بھر حق کن لطف بر صید و لم
رحم فرما روز محشر یا شفیع
غنجہ دل یا نبی کے بش گفد
روز و شب باشد مرا پیش نظر
عین ایمانم نوہ و عقیق رخت
زندہ جاں دیدار شہم تا اید
جام و صلت لطف کن بچہ دنیا

پس اوس مد و صالح نے بادشاہ کے پاس جا کر احوال خواب کا بیان کیا اور
جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ بیان کیا۔
بادشاہ ماجسہ کے خواب سن کر بہت شاد ہوا۔ بند غم سے آزاد ہوا
تین ہزار دینار اسی وقت اوس شخص کے پیش کش کیا اور کھا۔ یہ بہت
سچ ہے جو کچھ کہتے تھے۔ اب بامین تمہارے اور ہمارے
رہنما محبت۔ اے شہنشاہ۔ آج سے تم میرے محرم دار ہوئے۔ جو کچھ تم کو
ضرورت ہو جس چیز کی حاجت ہو بے تکلف بیان کرنا۔ اور اس خادم
کو اپنا مہر و نعت کرنا۔ اسکے بعد بادشاہ نے۔ جناب باری میں سجدہ

شکر ادا کیا اور باشتیاق۔ دیدار رسول پروردگار یون عرض کیا بقول مولف

دیر کیا ہر رخ سے پردہ اب ٹھانکے	قصیدہ طالب دیدار کو جلوہ دکھانے کیلئے
سیکڑوں لاکھوں ہزاروں میں خدا و چہاں	منتخب تمکو کیا دلبر بنانے کے لئے
ایک عاشق تھی لہجہ حسن یوسف کی مگر	آپ ہو محبوب اب ساری زمانہ کیلئے
روتے روتے بنگلی سے آنکھوں کی ٹھہری	ہو ارادہ ہجرین دریا بھانے کیلئے
جب تمھاری یاد میں نے تہن مجھ کو چھپا	جام کو شربتاتہن جوین پلانے کیلئے
عشق احمدین فنا ہو کر جو پائی ہو بقا	موت آئی ہے مجھے دیکھو جلانے کیلئے
ہو میسر جام وصلت کی تمہارا رسول	چاہئے کہ تو لگی و لگی کھانے کیلئے
یاد احمدین کل جای جو دم تن ہو میرے	اگر میسجاق نہ آؤ پھر جلانے کیلئے
کشتہ ہجر بنی کا کیا کرو گے تم علاج	کیون طہیر آئے ہو ناحق ستان کیلئے
جرم میرے چلین گرسوؤ و فزع یا نبی	خوف کیا ہے آپ میں مجھ کو چھڑانے کیلئے
کثرت عھیان کرباعت منہ کفن میں ہو	شرم آئی ہے مجھ کو صورت دکھانے کیلئے
دوستو حاجت نہیں تلقین کی نہ کام نزع	آئنگے آقا میرے کلیدر ہانے کیلئے

حسرت دیدار میں تحقیق مرنا خوب ہے
آئنگے شہ قبر میں جلوہ دکھانے کیلئے

الہام و صالح بادشاہ سے رخصت ہو کر۔ قاضی کے پاس آیا قرض خواہ کے
دنیار دیکر مضمون خواب سنایا۔ قاضی نے کہا۔ سبحان اللہ جس شخص کے

رَسُولِ خُذْ اَصْلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِي مَدَدِ گار سپون ہم
 اوس سے طالب و نیاز ہوں۔ میں ہرگز نہ ٹون گا۔ تمہارا اور تمہیں میں اپنی بات سے
 دو ٹوکا انقضی قاضی نے ویسا ہی کیا۔ قرآن خواہ جب یہ ماہ ایشیا پیشیاں ہوں۔
 اور قاضی سے کہا۔ کہ یہ بھی تمہیں نہ ہر روز نیازا۔ عین کو دیکھتے آپ بھی دولت بخشی
 لیجئے۔ اور میں نے بھی اپنا قرضہ معاف کیا آئینہ بول کو رنگ گل سے پاک کیا۔
 اسے و نیاز بھائیو کیون نفاصل رہتے ہو ہر وقت و ہر آن درود و شریف سے
 نفاصل نہ ہو بیشک درود شریف علّٰی مشکلات ہے۔ درود شریف کے
 پڑھنے والے کو۔ دنیا میں راحت اور عقبی میں نجات ہے۔

نام حضرت پہ لاک بار درود	بے عدد اور سینے سے شمار ہو
سہ کو پڑھنا خدا فیض کرے	دم بدم اور بار بار درود

بیان فضائل محفل میلادِ پیر

حضرت امام جذری رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص خلو صفت سے
 مجلس میلادِ پیر ادا کرنا ہے۔ ویسا صدق دل سے ذکر خیر سنتا ہے وہ
 سال بھر ہر بلا سے محفوظ رہتا ہے۔ اور مقصدِ دلی و سب کچھ برآتا ہے۔

بیاد مصطفیٰ جو اشک و امن بھگو تو میں	ارباعی وہ گویا حرف عصیان اپنی لوح دل کے چھوچھو
ہو کیا لہرِ رحمت اونکا جو طبع میں فنا ہو کر	قریبِ خدا اون پر خفاک سوئے تے ہیں

تاسے پر حال ماکہ بظلمات اسکے کہیں کہیں عاشقانِ رسول مقبول سندھ میں
 رشیدی پڑھواتے ہیں تو کسی نے اسکو بدعت کہتا ہے اور کسی نے عذر لیا کہ
 یہ رو سر کا حید کر کے جگنا مضر حکیم کا مقولہ سناتا ہے۔ اور کسی نے بانی مخفل کے
 خاطر آنکھ ملایا ہیں حاضر بھی ہوتا ہے تو غلبہ خواب سے پڑھ جاتا ہے
 و یا ضائع غری کہنا شروع کرتا ہے۔ ان کہیں ناچ رنگ ہو دیا ڈومینا گیت
 ہون بھان لی شوق سے حاضر ہوتے ہیں ایسے جلسوں میں تمام تمام شب
 شوق سے عکلتے ہیں۔ ایسا جگنا حکیم تو کیا اگر آسمانی فرشتہ بھی کہہ دے
 مضر سبیل بہ شفا ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کا خج سعادت دارین کروانا
 جاتا ہے۔ اسے دیندار بھائیوں سے میرے پیار سے بھگت کر چپ کہ میرا
 یہ بیان اسوقت تکوتم قتال معلوم ہوتا ہو گا۔ دیکھو خدا سے ڈرو جو روزہ
 زندگی ملک جھپکتے ہی جھپکتے فسق و فحش میں گزر جاوے گی آخر ایک روز
 بعد اقول کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے سکو مرنے اور پھر قیامت
 کے دن زندہ ہونا اور خداوند کریم کو جواب دینا برحق ہے اسوقت خدا
 و رسول سے ٹرانا ہو گا۔ پس تو متیق رہے اللہ جل شانہ تمام دنیا
 بھائیوں کو۔ کہ غدا خدا سے ڈرین اور اس کے رسول کریم کی اطاعت
 کے پابند ہیں۔ اور اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی عشق و محبت میں مبتلا ہو جائیں۔ اسے بر حال من۔

<p>خوفِ بھیاں بچیں آنسو جو بھاتا جاتا پر تو نور نبی کا شے کے گرا دل پر حشم گر ہوتی جو دیدار نبی کے قابل سنگِ زینہ جو بنا رہتا در اقدس کا بختِ خوابیدہ اگر چلے گئے ہو تیار لوگ یوانہ نہ کہتے مجھے عی و حشرِ دل سوزِ شمعِ عشقِ نبی دلمین الہی ہوتی باغِ شرب سے نسیمِ سحری گراتی دل میرا اونکی جدائی میں بہت دق تھا</p>	<p>ہر یقین کج بکرم جوش میں آتا جاتا مھر سا آئینہ قلب چمکتا جاتا جلوہ حق میرے آنکھوں میں ہی تھا جاتا بو سے نعلین مبارک کے میں لیتا جاتا شہرِ شرب کو سر آنکھوں سے میں چلتا جاتا سر سے کیسوئے ہمیشہ کا جو سودا جاتا شمع سان بھفل عالمِ من میں جلتا جاتا غنچہ دل صفت گل میرا کھلتا جاتا مرضِ عشقِ جواے رشکِ مسیحا جاتا</p>
--	--

بسلِ عشقِ نبی گر حید میں ہوتا تحقیق
 پس مردن مرا لاشہ بھی ٹپتا جاتا

اے مسلمانوں افضل ترین عبادت اور بزرگ ترین ریاضت ہم گدا یوں کی
 اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جو کہ وسیلہ حاجات
 دنیا اور ذریعہ نجاتِ عقبی ہے۔ خوشحال اور غشاقون کا جو کہ ایک عشق
 و محبت میں اپنا مال و زر ٹکا کر جنابِ اقدس کی حضوری پا سکتے ہیں
 اور ایک ہم ہی بد قسمت اور پریشان حال مہند ہیں۔ رہ کر کفِ افسوس
 مل سکتے ہیں۔ بقول مولف۔

<p>سند چٹکر جو دینہ مرا سکن ہوتا عشق و شہار بنی قلب پہ کرتا جو اثر جذبہ عشق نبی سے جو میں ہوتا بیا تاب خوب تھا خلد میں ہمارا پیسہ جاتا الفت اچھا مہر سل مرے ولین ہوتی قہر اچھا کار ہوتا جو پیل بل عاشق لب دندان پیسہ کی جوا الفت ہوتی اثر عشق پیسہ سے جو ہوتا عارف قلب میں عارض نگین کی جوا الفت ہوتی</p>	<p>سائے روضہ پر نور کے مدفن ہوتا مثل خورشید کو دل میر بھی روشن ہوتا خواب میں اچھا مختار کا درشن ہوتا ہاتھ میں اچھا مختار کا دامن ہوتا درہم داغ محبت کا یہ نچوڑ ہوتا شاخ توبی یہ یقین ہے نہ نشیمن ہوتا دل مرا گہر و یعقوت کا معدن ہوتا نور عرفان کا مرا قلب بھی مخزن ہوتا دل پر داغ مرا غیرت گلشن ہوتا</p>
---	---

ولین ہوتی مہر عشق نبی کی الفت
 سینہ گنجینہ اسرار کا معدن ہوتا

حضرت مولانا عبد اللہ بن علی انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دوس میں ایک
 بدیعیانیک بخت پر نیر کار رہتی تھی شہادت عباد کرتی تھی جیسے مرگئی تو اس کو اسباب کی
 دنیا کہ وہ بھلی دوس غریبہ نہ سو بیچ بیچ کر جمع کیا تھا انکا لوس کے بیٹے نے عہد کیا کہ اس دنیا کو
 کسی ایسے کام میں صرف کیا چاہے کہ جس سے بچو اور اس ضعیف کو تو اب حاصل ہوئی فکر میں
 کہ ایک وراو سے کسی مقام پر جانکا جہان چند فقر الیکھے ہو کر ذکر خیر سبب الا انما
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرہی تھی اور حالت شوق ووق میں خوشحال تھی

جوان نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے لوگوں نے جواب دیا۔

جسٹین میلاوتی کرتے ہیں ہم	قصیدہ غم غم ہے خوشی رستہ ہیں ہم
ہے بدینہ کا ارادہ کاہنہ	نقصہ ہفت کا جیسے جو کر رہے ہیں ہم
کیون نہ ہو دینے دار احمد	ولسے رحمت اوکلی اس کے رہا ہیں ہم
جب کتہ پاکی نصیحت پڑتی ہیں	فانسلو نے ہمہ ہی کرتے ہیں ہم
کیون نہ پتھر سے زل زل ہوتا ہے	آپ ہی کی پیروی کرتے ہیں ہم
جب شب تیرہ میں کھیل رہا ہوں	ملح گیسو کے بنی کرتے ہیں ہم

اسکے یوہا ایل فلڈ اور چارلس اوس ایلڈان سے کہے کہ اسے براور اس فرخیر کی برکت سے مقام نازل است الہی جو جوان بھی اوس محفل مبارک میں شامل ہوا۔ پھر اوس جوان نے اوسے شب خواب دیکھا۔ کہ گویا قیامت قائم ہے اور منادی غیب ہر ایک شخص کو فلان یا بوز فلان کہنے کے نام بنام پکارتا ہوگا۔ نوبت اوس جماعت کے بلانے کی پہنچی ہمیں یہ جوان بھی شامل تھا۔ اور منادی غیب نے کہا کہ صر حبا کہ اللہ۔ یعنی رحمت ہو خدا کی تم پر اسے لوگوں میں سوج حق تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک ایک محل جنت میں رہنے کو عطا فرمایا جو ان وقتا ہے کہ میں بھی اوس جماعت کے ساتھ چلا رہا ہوں ایک مکان عظیم الشان دیکھا کہ۔ اوسکے بالا خانے پر حورین بناؤ سنگا کئے بیٹھے ہیں۔ جب میں نے اوس مکان میں جبا نیکا قصد کیا تو

ایک فرشتے نے میرا دامن پکڑ کر کھاکہ۔ اے غریب مکان و مکان
جس نے مولود شریف کی محفل کی تھی۔ اور یہ دوسرے مکانات
جو اسکے گرد ہیں۔ حاضرین محفل کے لئے ہیں جنہوں نے ذکر میلاد شریف
شوق دل سے سنا ہے۔ اور ان کے نام پر درود سلام بھیجا ہے
غرض یہ جوان بیدار ہوا۔ اور صبح کو اوسی دینار کے صوفے سے
محفل میلاد شریف ترقیب و تکریم کا بیان میں لایا۔

یہ بزم بزم مولود ذکر الہ ہے	یہ بزم بزم رسول فلک بارگاہ
اس گھر سے تابعش بریں ایک ہوا	جلو دی جلو کہ محفل میلاد شہاد
جو آگیا بھان بہ تن نور ہو گیا	ساری کناہ مٹ گئی نہ رہی ہو گیا
یہ بزم جلوہ گاہ رسول زمانکی ہے	یہ بزم جلوہ گاہ مرے بہان جہانکی ہے
یہ بزم جلوہ گاہ شہر مسلمان کی ہے	یہ بزم جلوہ گاہ شفیع جہانکی ہے
اس بزم کی تمام زمانے میں جھوم	ملتی نہیں بلکہ کچھ جی تباہیہ مجرم ہے
اس جا فلک سی بارش باران نور ہے	رفعت سے یا نکی پست بلندی طور ہے
یہ محفل حبیب خدا غفور ہے	جو کوئی اس سے دور سی جنت دور ہے
کہہ ہی ہیں جبکو عرش ہی ہر مقام	یہ بزم ذکر مولود رحیم لا الہ الا
ہر فرش نوریان سے و انتک بچھا ہوا	سیر پر ہر شامیانہ رحمت پھینکا ہوا
چھو لو نکاہے در کچھ نیہ پر دا پڑا ہوا	ہر سمت سے ہے باب شفاعت کھلا ہوا

پنکھا لگا ہے رحمت رب مجید کا	کمرہ سجا ہے جد حسین شہید کا
شیشے میں آصاف کہ باؤ گرد ہے	جنکی چمک سے چہرہ خورشید زرد ہے
جو کیہ ہے وہ محفل عالم میں فرد ہے	کوئی گھاس سبز کوئی لا جورد ہے
بھیللا جو کائنات میں عالم ہیہ نور کا	گل ہو گیا چراغ سرشام طور کا
ہے عطر اعتقاد تو پان اکھا دکا	ہے چہاالیہ جو جب کی ٹوکھا دوا دکا
چونا ہے نور روضہ دین و داد کا	زرد ہے ازردی رخ عاشق کی یاد کا
بٹتے ہیں خوب باز ثواب و رود کے	ملتے ہیں پہول رحمت رب دود کے
تقسیم ہو گئے ثقل ثواب عظیم کے	ساعہ چلنے کے رحمت رب جیم کے
حصہ لینے لطف خدا کریم کے	تورے لینے نعمت فیض عیم کے
اس بزم پاک میں جو کوئی دلے آئیگا	فردوس میں مکان وہ رہنے کو پائیگا
مسند وہ چار باغ کہ نایاب روزگار	تکیو نہ وہ بھار کہ حسیہ پر ابھار
ہر ایک تپتے پر گل فردوس ہوتا رہا	ہر پرل شک و سنبیل گیسو پچھو دار
ہر نوٹہ گلین چین روزگار ہے	ہر پہول باغ صنعت پروردگار ہے
ہر ایک گلاب پاش پہلو باغ خلد	دو دو گچو گیسو حوران باغ خلد
مجر ہے شک لہ حرائے باغ خلد	ہر عطر دان ہے گل رعنائے باغ خلد
عطر مراد سے ہے یہ غنچہ بھرا ہوا	اجر و ثواب سے بھرا چین ہے ہر ابرا
کیسا مکان ہر کسی عمارت و نشان	کیسا دین صحیح کیا خوب نشان

قصہ شہید خلد کہا اور یہ کہان	حورین تصدق اسپہین گلشن جانا
یہہ جائے پاک مقدم خیر الانام ہے	دروازہ اس مکان کا باب السلام ہے
یاں آمد رسول علیہ السلام ہے	یاں کا ادب کرو یہ ادب کا مقام ہے
حوران باغ خلد کا یان از وہام ہے	جن جن ملک کے ورد زبان یہہ کلام ہے
اس نریم پاک میں جو ہم آئے خوش نصیب	رونق فراہمان میں خود اللہ کے حبیب
موسیٰ میں گرم روشنی کے اہتمام پر	مصرف خواجہ حضرتین تقسیم جام پر
ہیں حضرت خلیل مکان طعام پر	مشغول نہ رہتی ہے غرض ایک کام پر
نطین اہل نریم کا تو ما سببان ہے مسکین سے نجات کا بس یہہ نشان ہے	
<p>بعد اوسکے اہل نریم سے خواب کا حال کھا جسے یہہ ماہر اسے بنا۔ اوسنے عہد کیا کہ نازندگی اس مجلس عالی کے چھوڑنے کا اتفاق نہ ہو گا۔ دوسرے روز پھر اوس جوان نے خواب دیکھا۔ کہ دو مکان جڑاؤ کہ اوسکے ادنیٰ جواہر کے آگے سات ولایت کا حراج ایک جوگے برابر ہے۔ تیار ہیں۔ اور بہت سے مکانات اونسکے اطراف ہیں اون دونو مکانوں میں سے ایک مکان میں وہ ضعیفہ بہت عمدہ کپڑے پہنی ہوئی۔ نہایت شان و شوکت سے مسند زرنگار پر تکیہ نورانی لگائی بیٹھی ہے۔ اور اوسکے لباس سے ایسی خوشبو آرہی ہے</p>	

اگر مُردے کے دماغ میں پہونچے تو۔ قبر سے جی اوٹھے۔ جوان نے اُس
 ضعیفہ سے سبب اس مرتبے اور عزّت کا پوچھا۔ اوستنے کہی کہ۔ اے
 بیٹا یہ مرتبہ بدولت اوسی دینار کے ہے جو تو نے محفل میاؤ شریفین
 خرچ کیا۔ اور یہ دوسرا مکان۔ اوس خدمت کے انعام میں۔
 تیرے واسطے تیار ہوا ہے۔ اور دوسرے سب مکانات اطراف کے
 حاضرین مجلس کے واسطے بنے ہیں جنہوں نے مجلس مولود شریف میں
 حاضر ہو کر ذکر محبوبِ خدائے سُنا ہے اور اپنا جان و مال آپکی محبت میں
 فدا کیا ہے۔ اے مسلمانو۔ ایسے جناب کے نام پر جان و مال نثار کرو۔
 تاکہ قیامت کے دن وسیلہ نجات ہم کنہگاروں کا ہو۔ جیسا کہ
 کسی عاشق کا قول ہے۔

جان دل و شہ لولاکِ قربان کیجے مال کیا چیز او جان کی حقیقت کیا ہے بھگے جسکی شفاعت کے سبب دوزخ سے آج جب لٹ دیا رہی ہم کو نہ ملی + سنا آ پکے اے مھر سپھر رحمت	او کی قدم نہ تہ نصرت بہ لوجان کیجے لاکھ جانِ شیریں بہ مقدم جانان کیجے ایسے محسن کا ادشکر کس عنوان کیجے کیون نہ اس غم کو صرف غمِ حزان کیجے عرض کیا کیا الم شام غمِ سیر بیان کیجے
--	---

شدتِ رنج و محنِ جُرم و گنہ کی ظلمت
 کیا غمِ درد کو اظہار و نمایان کیجے +

نقل ہے کہ جب حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو طوفان کی خبر دی گئی اور حکم ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بناؤ۔ اور ادنیٰ ہمارے نام سے شروع کرے سب پیغمبروں علیہم السلام کے نام ایک ایک تختے پر لکھو۔ چنانچہ حضرت نوح ؑ نے ویسا ہی کیا۔ اور ہر تختے پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا۔ صبح کو وہ سب نام مٹ گئے۔ پھر دوبارہ لکھے دوسرے دن پھر وہ نام سب مٹ گئے۔ تب حضرت نوح ؑ نے بارگاہِ صمدیت میں۔ مناجات شروع فرمائی ارشاد ہوا کہ جس طرح ہمارے نام سے شروع کیا ہے۔ اسی طرح۔ ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تمام کرو۔ جب حضرت نوح ؑ نے نام نامی ہمارے پادشاہ دو عالم کا لکھا غیب سے آواز آئی۔ کہ اے نوح اب تمام ہوئی کشتی تمہاری۔ سبحان اللہ مومنوں کی شانِ محمدی ہے۔ جس کے اظہار میں زبان ہر فرد بشر کی قاصر ہے۔ بقول مولف

نرالی نہ کیونکر ہو شانِ محمدؐ	خدا آپ سے مدح خوان محمدؐ
بلا کر شب وصلِ عرشِ بریں	خدا ہی تو تھا مینِ زبانِ محمدؐ
کلامِ الہی سے ثابت ہوا ہے	زبانِ خدا ہے زبانِ محمدؐ
زبانِ میری قاصر و صفِ نبیؐ	خدا ہی سے پوچھو بیانِ محمدؐ

سرسر ہے نور خداوند عالم
محمدؐ کے جلوہ میں خالق عیان
جو دیکھا محمدؐ کو دیکھا خدا کو
خدا اور ساری خدائی کو واللہ
نہ قربان کیونکر ہو وقت تبسم
قدم چومتا دل کی حسرت نکلتی
مرے مرغ دل کے لئے دام ہو کر
پڑا داغ دل پر ہے عشق نبیؐ کا
سمجھ کر میں خبر ہی بہرِ دن گلے پر
خودی مٹھ ہی جائیگی خود بنا کر
نہیں قصرِ جنت کی پرواز ہیلی
خدا یا تو اپنے ہی فضل و کرم سے
کروں شکر کس طور باری تعالیٰ

وہ جسم محمدؐ وہ جان محمدؐ
بیان کرتے ہیں نکتہ دان محمدؐ
یہہ گویا تھی ہر دم زبان محمدؐ
تھی مرغوب بے دمان محمدؐ
جو دیکھے قمر درفشان محمدؐ
میں ہوتا خدا یا زمان محمدؐ
کئے صید میں گیسوان محمدؐ
میں رکھتا ہوں بس یک نشان محمدؐ
نظر آئیں گرا بر وان محمدؐ
جو دیکھوں رخِ دلستان محمدؐ
ملے مجھ کو گراستان محمدؐ
بناوے مجھے داربان محمدؐ
بنا یا مجھے مدح خوان محمدؐ

میں بلبیل ہوں شیر کا تھقیق سمجھو
ہے مسکن مرا بوستان محمدؐ

بعد اوسکے چار تختوں کی جگہ اور خالی رہی۔ حضرت نوحؑ نے
جبریلؑ امین سے پوچھا کہ۔ تختہ اخیر تو ختم المرسلین کے نام سے

پورا کیا۔ اب یہ چار تختوں کی جگہ جو خالی ہے۔ اون تختوں پر۔
 حیران ہوں کہ وہ کون ہیں ایسے۔ جنکا نام لکھا جائیگا۔ کس واسطے
 کہ۔ بعد ختم المرسلین کے۔ کوئی پیغمبر نہوگا۔ جبریلؑ نے کھا۔
 اے نوحؑ۔ اوس شاہِ نامدار کے چار یار ہیں کہ دین و اسلام
 کے اور آئینِ ایمان کے چار کن ہیں۔ یہ چاروں تختے اونکے ناموں
 مرتب کیجئے۔ تب یہ کشتی کتارہ نجات پر پہنچے گی۔

رحم کر یارب محمد مصطفیٰ کیواسطے	مجرمون کو بخش صدیق ہدایا کیواسطے
راہ دین دکھلا عمر سے رہنا کیواسطے	شکر سے رکھ دو عثمانؓ با حیا کیواسطے

حل مشکل کر علیؑ مر قاضی کیواسطے

ہول محشر سے ہے دل پناہ بیت یقین	دیکھ کر بارگناہوں کو سد اہوں اشکبار
وقت پرش کے جو پوچھ گیا مجھے پروردگار	تنبیٰ کہتا رہوگا فضل کر اے کردگار

رحم کر حضرت حسنؑ شاہِ علا کے واسطے

مین ہوں اپنی عمر سب صوبائیں کہو	خواب غفلت میں جہانکے مین ہوں اگر سوز
یاد کر کے دن قیامت کا سد اہوں روربا	خوف محشر سے دل مغموں پر غم ہو رہا

کر کریم یارب شہید کر بلا کیواسطے

ہے یہی پروردگار بادشاہِ التجا	صدرہ جانکدنی اور قبر سے کر دے را
نور سے ایمان کے میری لحد پر ضیا	یا الہی یہ میری مقبول کر تو اب دعا

از برائے فاطمہ خیر النساء کی واسطے	تجسس پر نہیان نہیں تو واقف اسرار ہے لطف فرما لطف فرما یہ عامر بار ہے	میں نے جو کچھ کہ کیا ہوں تجھ پہ اظہار ہے تو مرا لک ہے یارب اور تو عفا ہے
حمرہ و عباس و نو یارسا کے واسطے	نار و فرخ بچے جنت کی دکھلا سیر تو یہ مری مقبول کر یارب عا و رجب تو	عاقبت باخیر کر یارب یہی سے آرزو میں در و فرخ نہ دیں فضل سے تیر کبھو
باقر و جعفر امام باصفا کے واسطے	شغل دلوں مری تیری محبت کا دام تیر الفت کا بلا د بہر کے یارب کھجور جام	تو مرا مالک ہے یارب میں ترانہ علام حرص نسا کی چھوڑا دے دے میرے تمام
<p>آئے عاشقان روئے محمد وے شیفگان کیسے احمد - جانو اور آگاہ ہو کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا - مادہ تمام موجودات اور خلاصہ جمیع کائنات کا ہے - یعنی جب صانع با کمال کو ظاہر کرنا اپنے حسن بے زوال کا منظور ہوا - پہلے نور احدیت سے نور احمدی پیدا کیا - اور تمام موجودات کو اس کے نور سے - عالم ظہور میں لایا اور ظہور اس ذات ستودہ صفات کا سب انبیاء کے بعد شخص اس واسطے تھا کہ بطرح بعد طلوع آفتاب کے - روشنی مہتاب اور ستاروں کی چھپ جاتی ہے - فروغ ملت محمدی ناسخ کل ملتوں کا ہو</p>		

اگر وہ نور قدم پہلے سب کے ۔ جلوہ افروز ہوتا تو ۔ اور انبیاء رسالت
اور نبوت سے محروم رہتے ۔ بقول کافی ۔

<p>طیفیل سر عالم ہوا سارا جہان پیدا تہو تا اگر فروغ نور پاک رحمت عالم شہ لہ اک کے باعث حبیب پاک کے باعث ظہو ذات اکرم سے فیوض خیر مقدم جہاں وحسن میں عنایا کمال خلق میں ملتا</p>	<p>زمین آسمان پیدا زمین پیدا مکان پیدا تہو تو خلق آدم سنگزار جہان پیدا جناب حق تعالیٰ نے کیا کون و مکان پیدا نسیم بستان پیدا بجا گلستان پیدا کوئی پیدا ہوا ایسا نہو گیا یہاں پیدا</p>
---	---

انہیں کے واسطے دنیا انہیں کے واسطے عالم
انہیں کے واسطے کافی تھے سب آتش و جان

رباعی

ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

پیش از ہمشایان غیور آمدہ
اے ختم رسل قرب معلوم شد

نقل ہے کہ ایک دن جناب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اے جبریل اے عمر تمہاری کس قدر ہو
عرض کیا ۔ یا رسول اللہ خدا کے عظیم داتا کے حال ہے ۔ استقدر
جاتا ہوں کہ جب مجھے خلعت وجود عنایت ہوا ۔ ایک ستارہ نورانی
کے سونہر برس کے بعد طلوع ہوتا تھا ۔ اور میں نے اوس ستارہ کو

کئے سو بار دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ ستارہ ابھی نظر آتا ہے
 لکھا کہ بعد ظہور ذاتِ بابرکات کے پھر کبھی نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ
 وہ ستارہ نورانی نورِ محمدی تھا کہ صانعِ مطلق نے قبلِ تخلیقِ جمیع
 موجودات کے پیدا کیا تھا۔ سبحان اللہ مومنو قربان جائیں
 اوس نور پاکؑ نے کیا شانِ نوری ہے۔ بقولِ ضامن۔

<p>مشہور عن حق ہے کمالِ محمدی منظور حق سدا ہے وصالِ محمدی ظاہر ہے جا بجا خط و خالِ محمدی ہے شمعِ نبرمِ عشقِ جلالِ محمدی لیکن علیٰ ہنِ خاصِ نحالِ محمدی تھا حق سے بھر عفو سوالِ محمدی دلیں ہو یاد خاصِ خیالِ محمدی ظاہر ہیں جا بجا ہے مثالِ محمدی</p>	<p>پہچان</p>	<p>ہر طرف جلوہ گر ہے جمالِ محمدی ہر رنگ و بوئے گل میں نورِ جمالِ پاک عالمِ تمام مظہرِ نورِ حضورِ ستے پڑے قربانِ جان و دل سے ہوں اوس ذاتِ پاک طوبیٰ ہی ایک شاخ ہے حضرت کی باغی روتے رہے ہمیشہ وہ امت کی واسطے اس سے سوا نہیں ہے وظیفہ کوئی بزرگ باطن میں حق ہے جلوہ افروز کائنات</p>
---	--------------	--

ضامن ہی ہے اپنا وسیلہ نجات کا
 صلواتِ بر محمد و آلِ محمدی

نقل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضہٴ منورہ میں ایک درخت ہے
 ہر سال میں دو بار پہوتا ہے۔ اور ہر ایک پہول میں سات پتے ہوتے ہیں

ہر پتے پر۔ لا الہ الا محمد الرسول اللہ منقوش ہے۔ والی اوس
ملک کا۔ اون پتوں کو بہ احتیاط تمام رکھتا ہے۔ مریض اوسکے استعمال سے
شفا پاتے ہیں۔ اور نابینا بینا ہوتے ہیں۔ اگر کوئی پتیا اوس درخت کا
زمین پر گرتا ہے تو فرشتے اوسکو فوراً اوٹھا لے جاتے ہیں۔ کسی جانور
کی مجال نہیں کہ۔ اوسکو کھائے اور آتش کا جبہ نہیں کہ۔ اوسے
جلائے۔ دوستو مقام تھنیت ہے۔ کہ جب برگ درخت انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لگی برکت سے جل نہیں سکتا ہے تو۔
بندہ مومن جسکے دل پر کلمہ طیب نقش ہو۔ کیونکر آتش دوزخ سے
محفوظ رہے گا۔ سبحان اللہ مومنو عجب شان و عجب نام حضرت ہے
کیونکہ کس کا حبیب پاک ہے۔ بقول حضرت شمس و طبریز رحمۃ اللہ علیہ

برگزیدہ ذوالجلال پاک بے تمنا توئی
پیشواے انبیا چشم چراغ ماتوئی
پانچادہ برس سر گنبد خضر اتوئی
عاجزان رارہ نما و پیشواے ماتوئی

یا رسول اللہ حبیب خالق مکتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بد رکائات
در شب معراج بود جبریل اندر رکاب
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز

شمس طبریزی چہ داند لغت آن بنمبر
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی

نقل ہے کہ زمانہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت فاجر و بدکار تھا

دوسو برس تک فاسق و فاجر رہا۔ سب لوگ اوسکے فسق و فجور سے
 عاجز تھے۔ جب مرے تو لوگوں نے۔ اوسکو ایک مزلہ بول و برازین
 پہنیک دیا۔ جبریل امین اوسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 پاس آئے۔ اور کہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ آج ہمارے
 دوست نے دنیا سے انتقال کیا۔ لوگوں نے اوسکی نعش کو بول و
 برازین پہنیک دی ہے۔ ابھی اوسکی تجھیز و تکفین لازم ہے۔ اور نبی سرا
 سے کہو کہ۔ اپنی اگر مغفرت چاہتے ہو تو اسی وقت اوسکے جنازہ
 کی نماز پڑھیں۔ حضرت موسیٰ ؑ نے بعد تعمیل حکم رب العالمین۔ کمال تعجب
 سبب اوسکے آمرزش کا پوچھا۔ حکم ہوا کہ۔ جس قدر گناہ اوس گنہگار نے
 دوسو برس کی مدت میں کیا تھا خدا خوب جانتا ہے۔ اور حال اوسکا
 کبھی لایق بخشایش نہ تھا۔ لیکن ایک روز یہ شخص توریت دیکھتا تھا
 جسوقت نام نامی ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 پڑنا۔ آبدیدہ ہوا۔ اور اوس ورق کو آنکھوں سے لگایا۔ ہمکو
 تعظیم و توقیر اپنے حبیب کی پسند آئی۔ ایک اس تعظیم کی برکت سے
 دوسو برس کے گناہ عفو کئے گئے۔ اے عاشقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 تھنیت کا مقام ہے کہ۔ خداوند کریم کو اوسکا حبیب جیسا کہ پیارا تھا
 واللہ ثم باللہ اوسکے حبیب کو اوسکی اُمت وہ چند زیادہ پیاری ہے

خوشا نصیب ہم سیاہ کارون کے۔ کہ ہم آپکی اُمت کے زمرہ میں
شامل ہیں شکر کا مقام ہے کہ ہم بھی اوس سردارِ دو عالم کے غلام کہلائے
ہیں۔ بیشک ہم غلاموں کو دین و دنیا میں بجز ذاتِ بابرکات کے کوئی
وسیلہ نہیں۔ بقول مولف -

خدا کے ہو پیارے وہ پیار تمہارا فلک کو گوارا نہیں ہے یہ ہرگز ہے پھر ساغرِ وصل کی دلیں جرت مرے خواب میں لا کے تشریف احمد کسی ڈھب سے آکر ملو یا بلا کر پڑ خدا جانے کیا کیا کریں ہم شکایت کہیں کیوں سر کہہ پائے نبی پر فدا جان بھی ہوگی تن سے نکل کر مرے دل کی بستی بسے گی یقیناً بصارت مرے دل کی ہو جاؤنی ترستے ہیں آنکھیں شہور و زمیر تمہارے ہی کہنے سے ثابت ہو یا جو چاہو کرو ہین گنہگار حاضر	محمد ہے ہم کو سہارا تمہارا نبیؐ ملے رہنا ہمارا تمہارا پلا دو وہ جامِ آبِ بارِ تمہارا دکھا دو خدا را نظرِ اتمہارا ہنیں رنجِ فُرت گوارا تمہارا ملے گر کہی دل ہمارا تمہارا یہ رتبہ ہے حسبِ ہمارا تمہارا دمِ نزع ہو گر نظرِ اتمہارا اگر ہو نبیؐ وان گذارا تمہارا یسیر اگر ہو نظرِ اتمہارا وہ جلوہ دکھا دو خدا را تمہارا ہے دیدار خالقِ نظرِ اتمہارا ہے محشر میں بیشک جارا تمہارا
--	--

زبان کے ہلانے کی حاجت نہیں ہے

ہے کافی فقط یک اشارت مہار

شمار محمد میں تحقیق بیشک
مقتدر سے چمکاست مہار

نقل ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب مصر کے قریب پہنچے اور یوسف علیہ السلام تمام فوج اور لشکر سے استقبال کو آئے حضرت یعقوب علیہ السلام ایک بلندی پر کھڑے تھے۔ جوق بوق لشکر سامنے سے گذرتا جاتا تھا۔ جسدم حضرت یوسف علیہ السلام پر نبرگوار کو دیکھے عماری زرنگار سے زمین پر گرے۔ اور حضرت یعقوبؑ بھی حضرت یوسفؑ کو دیکھتے ہی خاک پر غلطان ہوئے۔ یہاں تک کہ دونو لپٹ کر بیہوش ہو گئے۔ ملائکہ مقربین نے یہ حال دیکھ کر رویا اور کہا کہ۔ خداوند اجتنی محبت حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کے ساتھ ہے۔ کوئی اور بھی ایسی محبت کسی سے رکھتا ہوگا۔ ارشاد ہوا۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی کہ۔ مجھے اُمّیان محمدؐ سے اتنی ہی محبت ہے کہ جتنی یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ہے۔ محبوبین نہیں جانتا کہ یہ کیا مقام ہے۔ اور حق تعالیٰ کی اپنے محبوب کی اُمت پر کس قدر نوازش و اکرام ہے۔ کیونکہ

بقول مؤلف -

و جہت

ہے مقبول اور یہ امت زیادہ
 کہے بارہا میں نسب ہی کرم
 تو بخشنے نہ بخشنے سے مختار و ملک
 گنہگار بے حد ہوں لیکن ایا
 طفیل نبی کرم سے یارب
 محمد نہوتے خدا ہی نہوتا
 ادھر تیرا اور ہر نور تیرا
 بسا میرے دلین صنم اور ہی ہے
 جو ہر شے کل خیر ہیں ابرو نبی کے
 مئے حب احمد پلاک تو ساقی
 مجھے جام وحدت عطا کر تو عارف
 مجھے در پہ اپنے بلا لو خدا را
 نہ رہنے کا یا نہ آئین کی قدرت
 کسی طور سے دیکھو دیدار حضرت
 اگرچہ تھے شاہد ہونے سے سرور دین

ق

نہ کیونکر ہو مستحق جنت زیادہ
 ہے پیاری مجھے سب امت زیادہ
 گناہوں کی میرے ہے کثرت زیادہ
 ہرے جرم سے تیری رحمت زیادہ
 تو دے مجھ کو ایمان کی دولت زیادہ
 انہیں سے ہوئی حق کی شہریت زیادہ
 کروں کسی یارب میں حُریت زیادہ
 بتو تم سے کیوں ہو محبت زیادہ
 ہو اجماع کو شوق شہادت زیادہ
 نہیں اس بڑے بکر سخاوت زیادہ
 اوسی پر راغب طبیعت زیادہ
 ستاتی ہے حضرت فیہرقت زیادہ
 جدائی کی دلیں نہ طاقت زیادہ
 یہی دلیں باقی ہے حسرت زیادہ
 پسیدہ اونکو تہی غربت زیادہ

زمانے میں دیکھا ہے تحقیق مینے
 ہے اسلام میں پہلی بدعت زیادہ

نقل ہے کہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن کمر شفا
 کی مضبوط باند بن گئے۔ اور تاج نبوت کا فرق مبارک پر رکھا عرصہ
 قیامت میں جس طرح مادر شفیعہ فرزند گم گشتہ کی جستجو کرتی ہے۔
 اُمتی اُمتی فرماتے ہوئے اُمت گنہگار کی جستجو فرماوینگے۔ علم ہوگا۔
 اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اپنی اُمت کو حساب کے واسطے لاؤ۔
 آپ خلفائے راشدین۔ اور صحابہ۔ اور انصار۔ اور شہداء۔
 اور زما۔ اور عباد۔ کو سامنے لے جائینگے۔ خطاب ہوگا۔ اے محمد
 یہ لوگ مطیع ہیں یا منحرف۔ و مخلص ہیں یا دشمن۔ عالم ہیں یا جاہل
 روزہ دار ہیں یا حرام خوار۔ کس کس طرح کے لوگ لائے ہو۔ خواجہ عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ملول اور مغموم۔ آب دیدہ ہو کر عرض کرینگے
 پروردگار میرے مجھے تیرے رحم اور کرم سے یہ امید نہ تھی کہ استقدر
 میرے اُمت کی نفی فرمائیں گے۔ ارشاد ہوگا اے حبیب آج روزِ حسنا
 گاہ گاہ قطرہ قطرہ حساب کرونگا۔ تا تجھے معلوم ہو کہ تیری اُمت سے
 کس قدر نافرمانی ہوئی ہے۔ اور کوہ کوہ دریا بخشتو گناہ دیکھے تو
 مجھے کہ کس قدر تیری پاسداری اور غم خواری منظور ہے۔ بیشک یا رسول
 آپ ہمارے شفیع المذنبین اور رحمت العالمین ہیں بخیر آپ کی شفاعت کے
 ہم گنہگاروں کا بیڑا پار ہو نہیں سکتا ہم غلاموں کی لاج آپ ہی کے ہاتھ

مختصر میں ہم غلاموں کی ہی یاد رہے۔ بقول مولف

خدا را تم نہ پہنچاؤ یا نبی ہم کو قیامت میں کوئی ہم سر نہیں تیرا یہ ہر حکم قدرت میں سبے افضل اور اعلیٰ تو عبادت میں نہایت اگرچہ ہیں ہزاروں ہی حسنین جہاں لیکن تجہی سے پایا ہے ہمنے خداوند دو عالم کو احادیث میں ملا کر جو کلام اللہ سے دیکھا ہٹا کر ہم کا پر داجو دیکھا چہرہ انور حدیث میں رائی سے ہوا ثابت بھی ہو بنالیتا پلے سجدہ ترے درہی کو میں کعبہ بلا لوند سے مجھ کو کوئی دم کا ہون میں نہان نہ تن کی ہے خبر مجھ کو نہ جانکی ہے مجھ پر وا	ذرا رہنا گنہگار ان اُمت کی حمایت میں نہوگا اور نہ تھا کوئی ثبوت میں شفاعت میں نہیں تیرا کوئی ثانی شجاعت میں شرافت میں نہیں تمسا نظر آیا کوئی حسن و ملاحیت میں ہے منکر وہ جو شک لایا تیری سالیت میں نہیں کم ہیں ہدایت میں فصاحت میں بلاغت میں عیان ہے حق کا جلوہ یا محمد تیری صورت میں خدا کی دید ملتی ہے نبی تیری ہی رویت میں اگر ایسا روا ہو تانی تیری شریعت میں لبو نہر آگئی ہے جان نیم تیری فقرت میں پھر کرتا ہوں میں یوانہ بکرتیری الفت میں
---	---

سر سر ہے جو یہ تحقیق شرمندہ گناہوں سے
جو بخشے تو کمی کیا ہے یا تیری رحمت میں

نقل ہے کہ جب بہشت میں حضرت ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پر
عتاب نازل ہوا۔ اور عہد بہشت لے لیا گیا۔ آدمؑ نے شرم برہنگی سے
بہاگنے کا ارادہ کیا۔ موئے سر درخت عتاب سے اوچھلے حکم آیا۔ آدمؑ

مجھے بھاگتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار تجھے
 مجال گزیر کی نہیں۔ مگر تجھے ہی پناہ مانگتا ہوں۔ تو غفور و رحیم ہے۔
 میری خطا سے درگزر۔ تجھے اثر پذیر نہوا بلکہ حکم ہوا کہ۔ (اَذْهَبُوا بِعِبْدِي)
 لیجاؤ میرے بندہ کو فرشتے کشان کشان لیچلے۔ پھر عرض کیا کہ خداوند
 تو نے مجھ اپنے یدِ قدرت سے پیدا کیا۔ اور بہشت میں جائے
 آسائش کی دی۔ ملائکہ کو میرے سجدہ کا حکم فرمایا۔ صرف ایک
 گناہ سے یہ سب کرامتیں زائل نہ کر۔ پھر حکم ہوا (اَذْهَبُوا بِعِبْدِي)
 ملائکہ کہتے ہوئے چلے۔ عرض کیا خداوند اچھے بہشت میں نکال
 میں تیرے فراق کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔ فرمایا (اَذْهَبُوا بِعِبْدِي)
 فرشتے اسی طرح لے چلے۔ التماس کیا۔ پروردگار بے نیاز
 تو نے وعدہ کیا تھا کہ تیری اولاد سے انبیا اور اولیا پیدا کروں گا۔
 اب مجھ پر رحم کر۔ سودمند نہوا۔ عرض ہر بار منت اور الحاج حضرت
 آدمؑ کی زیادہ ہوتی تھی اور جس درخت سے پناہ مانگتے تھے۔ وہ
 درخت دور بھاگتا تھا۔ اور ہر وقت یہی حکم ہوتا تھا کہ۔
 اَذْهَبُوا بِعِبْدِي۔ اور ملائکہ کشان کشان لے جاتے تھے۔ آخر
 آدمؑ نے عرض کیا کہ تیرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 طفیل سے مجھ پر رحم کر۔ حکم ہو چکا کہ اے ملائکہ اس وقت آدمؑ ہماری

در گاہ مین - بڑا شفیع لایا ہے - اب تعظیم کرو اوسکی - کہ بدولت
 نام میر حبیب کے مین نے اوسکا گناہ عفو کیا - دیکھو مومنو ہمارے
 آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر خداوند اکبر کو
 کس درجہ منظور ہے - کیون نہو کسکے معشوق مین - بقول مولف

<p>۵۰</p> <p>ہن معشوق داور محمد ہمارے خدا کا ہے دیدار دیدار اونکا ابھی عرش پر ہم چلا جاتے حضرت اونہن دین دنیا کی ہوں فکر کیونکر سنا آئی ہم جو لکھتے مین ہر دم عجب عمر غفلت مین کہو یا جوتے بیہیار گران سرچھیان کا لیکر ہے گردا عصبیان مین کشتی سہاوی مین در پد بھائی فرزندوزن سب نہ سات آوے کوئی نہ کام آو کوئی شفاعت کے منکر جو مین تیرے مولا تجھی سے توجا تے مین امداد خالق اونہن دین دنیا مین رہتا دیار</p>	<p>۵۱</p> <p>اونہن پر جان اپنی جتنے تھارے جو دیکھن کھان اپنی قسمت ہمارے جو لہجائے نعلین ہم کو تمہارے جو دامن لپٹے رنگے تمہارے مقدر کے چکین نہ کیونکر ستارے ازل ہی بد مین مقدر ہمارے تہی دست آئے مین عاصی تمہارے لگا اپنی رحمت اوسکو گناہے بیہ مین سار دنیا مین م کے نظر سو آئیے یا محمد مد ہمارے مین فرعون ثانی و ملعون سار تو مقصد بھر دے بیہ دامن ہمارے مین شہاد کن جو کہ والی ہمارے</p>
--	--

صدائے آتی ہے سُن لے تو تحقیق
میں مقبولِ خیرت بہرہ اشعار سارے

تقل ہے بلکہ سراسر اصل ہے کہ جب ابلیس لعین راندہ درگاہ ہوا۔
ایک فرشتہ ہر روز طمانچہ غضب کا۔ اوسکے منہ پر مارتا تھا۔ اثر اوس
طمانچہ کا دوسرے دن تک زائل نہ ہوتا تھا۔ بعد بغشت سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم۔ جب یہ آئیہ کریمہ۔ وَاَرْسَلْنَاكَ الْاَرْحَمٰتِ لِلْعَالَمِیْنَ۔
نازل ہوئی۔ اوسنے عرض کیا۔ یا رب العالمین عالم میں میں ہی ہوں۔
مجھے ہی تو اوس نعمت سے محروم مت رکھ۔ حکم ہوا۔ آج سے ضرب
طمانچہ موقوف ہو۔ یہ سیلما نو ہر گاہ مرد و بارگاہ ایزدی بدولت
محمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلا سے نجات پائے۔ طالبانِ محمد اگر
صدائے آتشِ دوزخ سے محفوظ رہیں کیا عجب ہے۔ بشرطیکہ احکام
الہی کے پابند رہیں۔ اور عشقِ محمدی تین جلوہ گر ہو۔ اللہ جل شانہ
یہ نعمت عظمیٰ سب مومنوں کو نصیب کرے۔ بقول مؤلف۔

قربان اوسپہ دل ہوا دلپر جگر ہوا
در دگر کہی تو کہی درد سر ہوا
صد شکر ہے جو عشقِ نبی کار گر ہوا
یوسف کے دلین تو زلیخا کا گھر ہوا

عشقِ نبی جو دلیں سے جلوہ گر ہوا
فرقت کا رنج و غم مجھے شام و سحر ہوا
دلکی طیش کو دیکھ کے گویا جگر ہوا
لاکھوں ہی صدے سہلکی شوق وصال میں

طالب سوا میں دید کا آئی یہی نذر
 دو نوجوان سے کہو گیا شوق وصال
 نور جمال نے مجھے بخود ہی کر دیا
 اعجاز حق نہا تھی جو انگشت اپنی
 نور نبی نے آئینہ دل کو بنا دیا
 قصہ ہوا جل کا جو روح نجیب پر
 اشکون نے میرا دھو دیا دگر گناہ کا
 مقصد مراد کے ہوئے لاکھوں ہی ہو گئے
 معرودہ بس یہی کہ دیکھو جمالِ افغان
 حفظ و امان میں اپنے نور کو اوسکویا الہ

موسیٰ کا حال دیکھ لے جو طور پر ہوا
 وحد کا جام پیکے جو میں سنجب سہوا
 گردن ہی جھک گئی مرا سجد میں سر ہوا
 کرتے ہی یک اشارہ دو ٹکڑے قمر ہوا
 حیران دیکھ کر جسے آئینہ گر ہوا
 نور نبی وہیں مرے پیش نظر ہوا
 محشر کا دل میں جب مگھ خوف و خطر ہوا
 حُب نبی کا دلیں جو پیدا شجر ہوا
 منظور ہو تو قصہ مرا مختصر ہوا
 پیدائشہ دکن کو جو نور نظر ہوا

صد شکر نعت احمد مرسل فیض سے
 تحقیق شعر اپنا ہر ایک پر اثر ہوا

نقل ہے کہ ایک دن حضرت جبریل السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام
 ہر دو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جبریل
 علیہ السلام رداۓ مبارک کو بوسہ دیتے تھے۔ اور بار بار انکو بوسے
 لگاتے تھے۔ حضرت نے پوچھا اے جبریل یہ کیا حالت ہے۔
 میکائیل نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جبریل ۲ نے آج شہر مرتبہ

جناب باری سے رخصت طلب کی کہ حضور میں حاضر ہو۔ ملائکہ کہتے تھے کہ
استقدر مبالغہ اور اصرار کیا ضرور ہے۔ اوسنے کھا مجھے اس کے
جواب سے معاف رکھو کہ بدون زیارت جمال رسول خدا کے مجھے
چین نہیں آتا۔ کیونکہ۔

دل چہن لیا امک جو ان عربی نے کہو یا تہی تھا مجھ کو مری دنیا طلبی نے بندہ سے فزون تر ہے خدا کہہ نہیں سکتا اوستہنوت کی زیارت بھی نہوتی آدم تو گیا عرش پہ سجد و ملائک	کی مدنی ہاشمی و مطلبی نے کیا خوب سمجھا لا رسول عربی نے مارا مجھے اے شوج تری بلجی نے کیا کام نکالا ہے مری ادبی نے کیا رنگ دکھایا تیری عالی نسی نے
--	--

تسلیم کہو ہند میں کس طرح رہو نہیں
بے چین آیا دل کو مرے مضطرب نے

بیان ابتداء نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اسے مسلمانو۔ دانایان غواض بحر حقیقت۔ و ماہران رموز شریعت
یون لکھا ہے کہ۔ جب حضرت صمدیت کو اظہار ذات جامع الکمالات کا
منظور ہوا۔ موافق اس حدیث کے۔ اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰهِ وَ اَلْحَقِّ کَلِمَةٍ مِنْ نُورِ
یعنی حضرت نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے عاود کبر نور سے باری
مخلوق ہے۔ اور حضرت نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرًا

یعنے سب آگے جو چیز اللہ نے پیدا کیا وہ نور میرا تھا۔

پس خداوند کریم نے جمیع موجودات کے نور سے ہزار برس پیشتر ایک روز اس جہانکا ہزار برس اس جہانکے برابر کا ستہ۔ جیسا کہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے (وَإِن يَوَاسَّ عِندَ رَبِّكَ سَنُتِ مَا تَمَدُّونَ)

نور کامل خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کر کے نفسائے قربت میں رکھا۔ پس وہ نور معجز ظہور ایک مدت تک بساط تقرب پر

طواف میں مشغول رہا۔ بعد اوسکے سجدہ کے لئے مامور ہوا۔ اور خدائے عزوجل کی تسبیح میں مصروف رہا۔ پس اوس نور فیض

ایک جوہر بنایا۔ اور اوس جوہر فیض منظر کو نظر عنایت سے دیکھ کے۔ دس حصے کئے۔ ایک حصہ سے عرش۔ دوسرے

حصہ سے لوح۔ تیسرے حصہ سے قلم بنایا۔ اور حکم کیا قلم کو کہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قلم نے ہزار برس میں بِسْمِ اللّٰهِ لکھی۔ بعد اوسکے حکم الہی سے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لکھا۔ سبحان اللہ مومنو اسم مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اسم پاک ہے کہ خداوند عالم جل جلالہ نے جو اپنے اسم

پاک سے ملحق رکھا ہے اور جس اسم پاک کی توصیف کسی عاشق کیا خوب کیا ہے۔

مُسَدَس

اور ہے لواحِ حمد ہے حکیم حکیم ہے نشت سے زال کے دل کا درویش ہے		دُرّیتم نام محمد کا میم ہے اور بحر معرفت کا تہی خضر میم ہے
نام محمدی سے خدا کا علیم ہے		ہر حرف اسم پاک کا درِ یتیم ہے
ہے سے کسیکو علم کیلچو حیا ہوئی اور دال در دمند و نکلے دلی دوا ہوئی		یہ میم مومن نہیں تو تشکل کشا ہوئی یہ میم ثانی مجرموں کو رہنما ہوئی
نام محمدی سے خدا کا علیم ہے		ہر حرف اسم پاک کا درِ یتیم ہے
اور ہے حامی ملک انرجلے بود اور دال ہے یہ دال پیو دم بدم درو		ہے میم تخرنِ کرم حست و دور پھر میم ہے ملاحت حسن محیط جود
نام محمدی سے خدا کا علیم ہے		ہر حرف اسم پاک کا درِ یتیم ہے
یک یک حرفِ مین او سکے ہے عجاوینا مکہ مدینہ مسکن میلاد مصطفیٰ		او صاف نام پاک ہے ہو کس طرح ادا مقبول ہے وہ نام جو ہے میم سے بنا
نام محمدی سے خدا کا علیم ہے		ہر حرف اسم پاک کا درِ یتیم ہے
جو نام حرفِ حے سے سب سے وہ مقدر حافظ ہے او کا مالک و محبوب ذی شہ		حرمت جو ہے کی چاہئے ہوتی نہیں تم ہے سے حسنِ حسین اور حیدر و حرم
نام محمدی سے خدا کا علیم ہے		ہر حرف اسم پاک کا درِ یتیم ہے
ہے مہرواہ مین ہی اوی میم کی تک		میم دوم سے مہربوت میں چمک

اس میم سے مشرف ہوین سہلک	معراج کی بھی دہوم سالی ہے تاسک
ہر حرف اسم پاک کا درتیم ہے	نام محمدی سے خداے علیم ہے
احمد احدین فرق اسی میم سے ہوا	حے ہے جہان میں حمد کا ڈنکا بجا دیا
میم مشد واسلے ہے دال سے ملا	ذات احد سے ذات محمد نہیں جدا
ہر حرف اسم پاک کا درتیم ہے	نام محمدی سے خداے علیم ہے
کتوبی حرف نام محمدین ہیں جو چار	ثابت ہوا انہیں سے ہے مقبول چار
صدیق یار غار عمر صاحب وقار	عثمان اور حیدر کرار نامدار
ہر حرف اسم پاک کا درتیم ہے	نام محمدی سے خداے علیم ہے
یک یک ہے حرف نامون میں او جو خلی	حضرت عمر کو میم تو حیدر کو حے ملی
عثمان میں ہے میم مشد و چمک رہی	اور دال زیب نام میں صدیق کہ رہی
ہر حرف اسم پاک کا درتیم ہے	نام محمدی سے خداے علیم ہے
<p>اے مسلمانو۔ جسوقت نام مبارک خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہزار برس تک سبز چادر باپھر۔ سراوٹھا کر کہا۔ السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کے طرف سے جواب دیا۔ وعلیک السلام وعلیہ منی الرحمت۔ اس طرح حقہ چارم اور پنجہم اور ششم اور ہفتم اور ہشتم اور نهم سے مہتاب آفتاب بہشت اور دن</p>	

اور عرش و کرسی بنائی۔ دسویں حصہ سے روح محمدی کو پیدا کر کے
 عرش کے دہنے طرف چار ہزار برس تک تسبیح و تقدیس میں مشغول
 رکھا۔ الغرض وہ نور معجز طہور ستر ہزار برس تک عرش پر
 پانچ ہزار کرسی پر جلو افروز رہا۔ پھر جبریل علیہ السلام اور میکائیل
 علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام۔ بموجب حکم ربانی۔ زمین
 پر آئے اور بارہ خاک طلب کیا۔ زمین نے جسوقت نام۔
 خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شناسق ہو گئی۔ اور
 خاک سفید مثل کافور اوس سے ظاہر ہوئی۔ چنانچہ حضرت جبریل
 ایک مثقال خاک اوس مقام سے کہ اب جہان تربت ^{تربت} ^{تربت}
 استنجاب کی ہے لے آئے پھر اوس خاک کو مشک اور زعفران
 اور سبیل۔ اور رائے معین اور شرب تسنیم اور کافور بستی
 خمیر کر کے مادہ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتب کیا۔
 اور بعد از جبریل عنے۔ اوس درج نور مطہر کو اطباق سموات
 اور اطراف بہشت اور اضاف ملائکہ میں گرد گرد پھرا کر
 مژدہ سنایا۔ کہ جو کوئی قابلیت قبولیت کی رکھتا ہو۔ اس
 گوہر گران مایہ کی خریداری کرے۔ ابوالبرکات اشرف المخلوقات
 حضرت آدم علیہ السلام کی روح پاک نے زبان استعداد

عرض کی۔ بقول شمیم

نور خالق کا طلبگار ہوا خوب ہوا	دلکو عشق شہ ابرار ہوا خوب ہوا
نحت خفتہ مرا بیدار ہوا خوب ہوا	خواب میں آپکا دیدار ہوا خوب ہوا
زلف احمد میں گرفتار ہوا خوب ہوا	طاہر دل مرادگار ہوا خوب ہوا
نور حضرت کا خریدار ہوا خوب ہوا	اسی سود میں تجھے نفع ملیگا اے نور
للہ الحمد گنہگار ہوا خوب ہوا	پے لٹا ہوتا تو میری شفاعت ہوتی
خانہ دل مرادگار ہوا خوب ہوا	نور حضرت کا ہے ہر لحظہ تصور دین

پرزے کرتا ہوں گریبانے مبارک شمیم
محض بیکار تھا با کار ہوا خوب ہوا

بیان ولادت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

القسمہ ودیعت عظمیٰ۔ اور نعمت کبریٰ جسم خاکی انسان کو عنایت ہوئی
یعنی نور محمدی۔ حضرت آدم کی پیشانی پر جلوہ افروز ہوا۔ اور حضرت
آدم علیہ السلام سے لیکر عبد المطلب اور عبد المطلب سے عبد اللہ تک
مرتبہ ہمیشہ منتقل ہوتا رہا۔ چنانچہ ایک دن۔ عبد اللہ نے عبد المطلب
سے کھاکہ۔ جب میں بطحائے مکہ کے طرف جاتا ہوں ایک نور عظیم
اٹھان۔ میرے پیٹھ سے ظاہر ہو کر دھڑے ہو جاتا ہے۔ نصف حصہ اوسکا
جانب مغرب اور نصف اوسکا جانب مشرق ہو کر۔ بصورت پارہ

ایر کے میرے سر پر سایہ کرتا ہے۔ پھر متوجہ ہوتا ہے۔ طرف آسمان
 اور دروازے آسمانوں کے لہلہاتے ہیں۔ اور جب زمین بیٹتا ہوں
 زمین سے آواز آتی ہے کہ۔ اے وہ شخص نور محمدی تیری پشت میں
 جلوہ افروز ہے تجھ پر سلام۔ اور جس درخت خشک کے پاس سے
 گذرتا ہوں وہ درخت فوراً سرسبز ہو جاتا ہے۔ اور مجھ پر سایہ لگتا ہے
 جس وقت وہاں سے اوٹھتا ہوں۔ پھر بدستور سوکھتا ہے۔ عبد اللہ
 کھا کہ اے عبداللہ بشارت ہو تجھے کہ تیری سلب سے۔ سید سبل
 مادی سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا۔ اور عبداللہ
 جس وقت بت خانے کے طرف جاتے تھے آواز آتی کہ اے عبداللہ زینہار
 تو ہمارے قریب مت آکسو اسطے کہ نور پیغمبر آخر الزمان تیری بین سے
 جلوہ افروز ہے۔ اور سب ہماری ہلاکت کا ہوگا۔

روایت ہے کہ ایک یہودیوں کا سردار صاحب دولت نجوم کا
 باوقار قرب و جوار میں مکہ معظمہ کے رہتا تھا۔ اسکی ایک دینار کاٹہ
 حسن و جمال میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھی۔ اور علم نجوم میں بھی ازبس ہوشیار تھی
 ایک روز علم نجوم سے دریافت کر گئی۔ کہ طوریت میں جس
 صاحب جمال محبوب کردگار کے ظہور پانیکا ذکر ہے وہ شخص ایک عالم کو
 فیض میں رحمت کے لائیگا وہ امسال اپنی مان کے شکم میں آئیگا۔

تو شر و جوان عرب نے ایک صاحب جمال	حسن و جمال میں ہے وہ کعبہ میں پیمثال
فرزند اوس سے ہو گیا ایک صاحب جمال	احمد ہی نام ہو گا وہ محبوب و الجلال

مہر نبوت اوس کے پرشت ہو سکی	اعجاز سے بھری ہوئی انگشت ہو سکی
-----------------------------	---------------------------------

مرسل کہینگے لوگ اوسے پیر و جوان	ظاہر کریگا اپنی نبوت کے نشان
ہو گا وہ قوم ہاشمی یک عالی خاندان	پیدا عرب میں ہو گا نبی آخر الزمان

جبریلؑ اوس کے پاس سدا آتے تھائیں گے	جو عرش لکھا ہے وہ تہران لائیں گے
-------------------------------------	----------------------------------

جبکہ وہ اس حال سے واقف ہوئی۔ خیرت کے اشتیاق میں اوس کے دل کو
بیکی ہوئی بے خود ہو کر کہنے لگی۔ بقول مولوی عبدالستار صاحب چشتی

معجزہ بہرہ دکھا دیا سنے	تھا میں مردہ جلا دیا سنے
کر کے اپنے جمال کا شیدا	ہوش میرا اوڑا دیا سنے
کیوں سیلاب میں روز جاتا ہوں	مجھ کو وحشی بنا دیا سنے
دام گیسو مجھ کے عارض پر	میرے دل کو نہنسا دیا سنے
اپنے زخما دکھا کے امینہ	مجھ کو حیران بنا دیا سنے
چپ گیا ابر میں مہ انور	زخما جلوہ دکھا دیا سنے
کسکو دہونڈیں ہم آپ کو کیسے	یہ تماشا دکھا دیا سنے

<p>پوچھتے ہو ہو اسے آہونکے مثل سروانہ جل رہا ہونہیں آئے تھے خواب میں مگر حضرت سوزِ فرقت اگر نہیں دلیں بچکیاں رگ گئیں بی بیوں میری پھر دکھا کر ہلال ابرو کا کسکی فرقت میں مر گیا ہونہیں کسکی فرقت میں اک بہر کی تھمر ہے منصوب قلب مائل زلف کسکی زلفوں کا ہو گیا سودا</p>	<p>رخسے پردہ ہٹا دیا کئے شمع رخ کو دکھا دیا کئے ہائے مجھ کو جگا دیا کئے سر سے پاتک جلا دیا کئے یاد کر کے بہلا دیا کئے بدر کو پھر گھٹا دیا کئے مجھ کو رنگ بقا دیا کئے دل کو میرے جلا دیا کئے داپر پھر چڑھا دیا کئے مجھ کو مجنون بنا دیا کئے</p>
--	---

جامِ وصلت پلا کے اے چشتی
 مست و بنحو دبا دیا کئے

جب ہوش میں آئی تو اوسنے معہ اپنے چند مصاحبوں کے یلغار
 شہر مکہ پہنچی اور ایک عالیشان مکان میں قیام پذیر ہو شہر بروز
 تمام اہالیان مکہ کی ضیافت کرتی تھی۔ اور اس حیلہ سے ہر ایک کو
 دیکھ بھال کر کسوٹی امتحان پرستی تھی جب نوبت اہل قریش
 کے دعوت کی پہنچی حسین حضرت عبداللہ پدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر نظر کرتے ہی جان گئی کہ اوس نور مہرک کا امانت دار جسکی خبر میرے
 نجوم نے مجھکو دی تھی وہ صاحب جمال بھی ہے بعد فراغت کاروبار
 دعوت کے عبداللہ سے سوال عقد کا کی۔ چونکہ آپ کے عقد کی تجویز
 بی بی آمنہ سے اس کے قبل ہو چکی تھی۔ اس لئے۔

فرمایا آپ نے میری خوبی کی سنلے بات
 ناچار ہوں نہیں مجھے مہلت آج رات
 منظور ہے کہاتر اے مایہ حیات
 عقد اپنا آمنہ ہی ہے لیلۃ البرات

گر زندگی رہے تو ترے گہر پھر آؤنگا
 تجھکو بھی میں نکاح میں کل اپنے پاؤنگا

سنکر حوا صاف وہ بولی ستم شعار
 منظور ہو تو اب نہیں انکار زینہار
 وعدہ ہے میرا آج کامل کا نہیں قرار
 کل دیکھنے سے ہو گا مرقول استوار

کل دیکھا کہ میں اپنی بُرائی فلاح کو
 منظور پھر کرونگی پیام نکاح کو

چمکا جین سے نور نبوت کا جسکے ہر
 کوئی تو شوق دید میں جا بام پر چڑھی
 کانوئیں عورتوں کے صدا نور ٹی ٹری
 اور کوئی پیٹ کے او میں رہ کو کھڑی

شرم و حیا سے گو کہ وہ نظروں سے دور نہیں
 پر خواہش وصال میں مشتاق نور نہیں

انہیں سے بعض بی بی کہتی تھی دل فگار
 مجھکو ملے تو سر تصدق ہوں سا ہار

گھیریں جو مال و زر ہے کروں آپ پر نشا
آنکھوں پر کہوں اپنے پیوں پانی واروا

قسمت ہے کسی جسا کو یہ دولت نصیب ہو
لڑکا ملے اسے جو خدا کا حبیب ہو

شہرہ ہوا عرب میں یہ بہت کوٹو
آئی صبا سہاگ کی جیت لیکے بو
حقے میں آئے دیکھئے کسی یہ ماہرو
بی آمنہ کے عقد کی تہی پیش گفتگو

اور صد ماہ عورتیں ساکنان کلبا شتیاق طلب اوس نور کبریا کے باہم
آپس میں یہ کہتی تھیں -

بی بی حمل میں آئیگا جسکے جو نصیب
کلمہ پڑیگا جو کوئی مرنے کے ہی قبر
ہر ایک دردمند کا ہو گا وہی طبیب
بخشائیگا ضرور وہ اللہ کا حبیب

لڑکے کا فخر جسکے یہ کون و مکان ہیں
مادر کا رتبہ کیون نہیں و نو جہان ہیں

جبکہ حضرت عبداللہ نے اوس کا ہنہ کے پاس سے اپنے مکان کو
واپس آئے اور بی بی آمنہ کے ساتھ مناسبت کے بارہ مین
جو پھلے ہی سے گفتگو ہو چکی تھی حسب قواعد دین حضرت ابرہیم
خلیل اللہ علیہ الصلوٰات والسلام جو اوس نے تک اوس دین کا رواج
جاری تھا حکم سے اللہ جل جلالہ کے سب نے ملکر حضرت عبداللہ کا
عقد بی بی آمنہ کے ساتھ پڑھا دیا -

وہ شبِ عروسی موسیٰ کی طور کی	چمکی ہوئی تہی چاندنی سہرت نور کی
راحت بھری ہوا میں شبنم کی سر کی	حوریں صراحی لائیں شرابِ طہور کی

جسمِ حبیبؐ نور نبیؐ منتقل ہوا
پہلو میں شاد آمنہ بی بی کا دل ہوا

قلمِ ارادت رقمِ ارباب تواریخ کا نہایت، ادب سے سر بسجود
ہو کر اوزبانِ کو مشک و گلاب سے ہو کر یوں زمرہ سے سنجِ حقیقت کہ وہ نورِ تبرک
بارہوین تارِ پنج جادی الاخر شبِ جمعہ کو عبد اللہؐ سے منتقل ہو کر۔
حضرت کی والدہ ماجدہ آمنہ بی بی کو تفویض ہوا۔

روایت ہے کہ جس رات کو آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں۔ دوسو عورتیں
رشک و حسد سے مرگئیں۔ اُسے مومنو گو وہ تمام مارے رشک کے
مرین ہم جان تھاران رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فضلِ خدا
مارے خوشی کے ہر پنج شنبہ ذریعہ محفلِ مینادیوں چکا ر پکار کر
مرا کرتے ہیں۔

موسےؑ ہم شہِ انبیا کہتے کہتے	گئی جان خیر الو را کہتے کہتے
فرشتے اتر آئے عشقِ نبیؐ میں	مر گئے پر حرب کہتے کہتے
کئی رات سب کا مریہ ہاری	نبیؐ کہتے کہتے خدا کہتے کہتے
ابھی نکل جاتے سے مری جان	رسولِ خدا کی شنا کہتے کہتے

چلو اس میں صلے علی کہتے کہتے اوٹھنے جو یا مصطفیٰ کہتے کہتے	بچہ نرم ولادت ہے خیر الہی کی فرشتے جہاننگے سرقریب سے ہم
	ہوئیں مشکین حل برائے مطالب مددائے شہِ دوسرا کہتے کہتے
دوسرے روز حضرت عبداللہ جبکہ ایفائے وعدہ کیلئے اوس کا ہنہ کے پاس تشریف لگئے۔	
اوس نور کا جبین پہ نہ پایا کہ نشان فرمائے کہ آپ مجھے کل رات کو کہاں	دیکھا جو اوس نے صوت سائل کو نہ کہاں دیکھ آہ کنچیکے بولی وہ نیم جان
	وہ نور احمدی جو تمہارا جبین پہ تھا کاج کے گہرے اوسے دہنا وہیں تھا
قسمت نے آج رکھ دیا مجھ کو جگر فگار نخل مراد کو نہ کیا میرے باردار	کیا خوب تھا جو ہوتی میں کل تھے ہم کنار امید کی تھی وہ ملی اور کو بھار
	تقدیر میں مرے نہ وہ دولت نصیب تھی اوس کو ہوئی نصیب کہ جو خوش نصیب تھی
کل جبکہ گہرے تھے وہیں آپ چائے بدبخت کے مکان پہ نہ تشریف لائے	کلمہ مرے نکاح کا لب پہ نہ لائے میں خود جلی ہوئی ہوں نہ جھگڑائے
	سچہ تو یہ ہے کہ رنج تمہارا نہیں مجھے

جو غم کے ہے کہنا گوارا نہیں مجھے

روایت ہے کہ جس شب کو خضر تہ آمند خاتون نے حاملہ ہوئیں
ملائکہ آسمان نے غلغلہ شادمانی کا زمین تک پہنچایا۔ اور ہر ایک
اہل زمین نے باشتیاق دیدار اس نور پروردگار کے طرف
خطاب کر کے یہ التجا سنایا۔ بقول مولف -

قصیدہ

اے نور ربی و جہان وے جلوہ کون و مکان تیرے ہی باعث بچھا پیدا ہو میں انسان
تجسس ہی روشن ہے جہاں حق کا ہوا تو مہمان وہ ہی تھا تیرا میرا تیرا ہی تھی وان عزیز و شادمان
عاشق ہوں تیرا ایسا کمان فرقت میں ہوں نہیں نیم جان پھرتا ہوں کو کرختہ جان جلدی بلا مجھ کو دان
میں جبریت ہوں ناتوان کب تک ہے ہو گامین بھان نیزار میں سنسکر فغان خویش برادر دوستا
اے چارہ سارایکساں الفت سے جو لین بھان احوال ہے میرا بھان پوشیدہ ہے تجھے کہاں
ہو تو ہی مجھ پر مہربان مجھ کو بلا لے اسب و مان دل سے بدلی میں طیان ہوں کوئی دم کا سہا
نعت نبی کی داستان لکھی ہے جو میں نے یہاں پہنچون گالیکر میں و مان ہوتی قیامت ہے جہاں
پوچھا جب بت جہاں گیا سر پہ بارگراں تو کہنے آیا ہے یاں کہہ دوں گا اے شاہ شہاں
اے میں یاں ہیشوا کہتے ہیں جگو مصطفیٰ ہیں در عصیان کی دعا میں اونکے در کا ہوں گدا
پاس اونکے پہنچا دے خدا پر تا ہوں جسکو دہونڈتا جس پر ہے جان متن فدا دے سکی ہے ہر داستان
دیکر عرض فرود گا اے دل قصیدہ یہ مرانا گئے گا جب مجھے خدا کہد و نگاہ میں اے گریبا

مجھے نہوگی یہ خطا گرچہ ہون میں عامی بڑا مالک ہے اسکا مصطفیٰ اور جویا ہونیں جسکی یہاں
مجاٹکے جسم نبی رو کر کونگاہیں ہیشتی جو ہے تحقیق کی عصیان سے ہے اب دُوبتی
وہ ناخدا اُنکی مشہور ہے کب سے بخی پارا سکو کر دیجے ابھی یا مصطفیٰ! جاؤں کہیں

جبریلؑ نے علم سبزخانہ کعبہ پر نصب کیا۔ اور مبارک باد دی فرشتوں
ارباب زمین۔ دروازے زمین کے مفتوح کر دیے گئے۔ عالم عالم النواقد سے
معمور ہو گیا۔ ابلیس بھاڑوں میں جا چھا۔ چالیس شبانہ روز صحر اور
دریا میں سرگردان رہا۔ تمام بت روئے زمین کے سرنگون ہوئے۔
حیوانات قریش کے بولنے لگے۔ اور بشارت دے چند پرند مغرب کے
مشرق کے چند پرند کو۔ کہ آج حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں انبیا
خیر البشر ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا قریب آیا اور
تمام باشندگان قرب و جوار مکہ مارے خوشی کے پہولے نہیں سکتے تھے
اور اشتیاق زیارت محبوب کردگار میں بے چین ہو کر فر دُافرو
عرض کرتے تھے۔ بقول مؤلف۔

<p>دکھلا دے خدا خواب میں دیدار نبی کا ویدار میر ہو رسول عربی کا میں شیفۃ ہوں سید گمی مدنی کا نظارہ کردن ہاشمی و شہیدی کا</p>	<p>مشتاق زیارت ہوں رسول عربی کا ہر حلیہ پہونچہ جاؤں مینے میں خدایا دونگاہیہ فرشتوں کو جواب اپنی تحیہ جب تک مرا کچھ نہیں بصارت آئی</p>
--	---

معراج کی شب منور کو اللہ و نبی کے
یا احمد مختار جدائی میں ہوں تیاب
لبائے سیمبر کی حلاوت کا ہولج
آنکھوں میں چکا چوند ہوئی جاتی ہے اید
سہمت خدائی کا نظر آتا ہے جلوہ

کیا جانیں ملکِ تخلیہ تھا سہم خفی کا
کیا حال کروں عرض مریختہ دلی کا
چرچا نہو کیونکر مرے شیریں بختی کا
کس طرح سے دیکھوں رخ پر نور نبی کا
جسدِ نرے قلب میں ہے عشقِ نبی کا

تحقیق سی دلے دعا کرتا ہے یارب
سر پر گرسایہ ہو قیامت میں نبی کا

سلاطین اور شیاطین کے تخت اوندھے ہو گئے۔ حضرت آمنہ آپکی والدہ ماجدہ
فرماتے ہیں۔ کہ آغاز حمل سے چھ مہینے تک۔ کوئی علامت علامات حمل سے
مجھ پر ظاہر نہ ہوئے اور کس طرح کا۔ ضعف اور ثقل مجھے معلوم نہوا۔
چند مدت قبل اس واقعے کے ایل قریش بسبب خشک سالی کے۔
ضعیف و ناتوان ہو گئے تھے۔ جب حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں۔ پانی
برسا۔ اور درخت خشک سرسبز ہوئے۔ سبحان اللہ موتو
کیون نہو رحمت اللعالمین روز ازل سے ہی آپکا خطاب مشہور ہے
ہم ایسے سردارِ دو عالم کے قرب و جوار میں نہ رہیں۔ پھر کونسا
مقام اپنے لئے تجویز کریں۔ اور نجاتِ آخرت کیلئے آپ سے زیادہ ہمارا
کون شفیع ہوگا جب کی تلاش کریں۔ بقول مولف۔

<p>تو آشنائو تیری جستجو ہے زمانے میں پھر تا وہی کو کیو ہے تو سانسے عطر بے آبرو ہے کہ آئینہ دل تو سہ رو ہے اوسے آکے تر سے لازم وضو ہے جو تو ہے سو وہ ہے جو وہ ہے سو تو ہے کہ محبوب میرا بہت خو برو ہے ہمارے جو چاک جگر پر رُو ہے ہمارا ہی خنجر کے نیچے گلو ہے یہی دلکی خواہش ہی آرزو ہے</p>	<p>کہاں بحر عالم میں پوشیدہ تو ہے جو دیوانہ کیسے کسے شنگ تو ہے گل باغ جنت میں تیری ہی بو ہے خدا کے لئے دیکھ صورت تو انی جو چاہے کہ چاہِ دقن کا لکیر و خدا کر کے احمد کی جب میم دیکھا نہ کیونکر خجل یوسف مصر ہوئے اثر سوزن عشق کا ہے یہ پیدل ہمین ہین گریبان سے ہجر تنگ مدینے میں مدفن ہو میرا الہی</p>
---	---

جو اصل بن حقلہ وہ کہتے ہیں تحقیق
جو خصلت ہے تیری وہی اوسکی خو ہے

قبل تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عبداللہ آپ کے والد بزرگ وار کو۔ اتفاق سفر کا ہوا۔ اور ہنگام مراجعت۔ سفر آخرت کا ویش آیا۔ اٹناے راہ میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت عبدالمطلب کو۔ اس سانحہ قیامت خیز سے نہایت الم ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یتیمی پر۔ کہ منور رحم مادر گلشن دنیا پر

قدم ناز نہ رکھا تھا۔ باپ نے سفر آخرت کا قبول کیا۔ بہت افسوس ہوا۔
حالانکہ یتیمی اوس گویہ دریاے وحدت کی موجب افزونی قدر
وقیمت تھی۔ بیت

چون در اگر یتیم شدید بش بود بھائے زانکہ خرد فزون نہد در یتیم بابھائے

مثنوی از شہید مختار

آمد آمد ہے رسول ناک کی	آمد آمد ہے شہر لولاک کی
آمد آمد سید اعظم کی ہے	آمد آمد سرور عالم کی ہے
آمد آمد ہے شہ ابرار کی	آمد آمد ہے بڑے سردار کی
آمد آمد مالک کوثر کی ہے	آمد آمد دین کے سرور کی ہے
آمد خیر الوار کی دہوم ہے	جلوہ نور خدا کی دہوم ہے
دہوم ہے کون و مکان میں ہوگا	دہوم ہے دونو جہان میں دہوم ہے
جلوہ افزا آج ہوتا ہے یہاں	نور سے جسکے سوار روشن جہاں
آج محبوب خدا کی دید ہے	عید ہے اہل نظر کی عید ہے
اپنے تن پر اپنا جامہ تنگ ہے	گل نہیں چوستا دانگ ہے
باغ میں سنکر گون کے قہقہے	بڑ بکلتے ہیں بلبلونکے چہچہے
وصل کا لائی صبا جسم پیام	کہلکھلا کر ہنس پڑیں کلیاں تمام
ہر چمن میں نگہت زلف دوتا	جہولیان بھر بھر کے لانی ہے

آمد آمد شافع محسن کی ہے۔ آمد آمد پیغمبر کی ہے۔

عرش آج اوشع کی تفنیل
وجد میں اوسکے قدم کو چوم کر
قامتِ موزون سراپا نور ہے
شوق میں اوس تھلکے سر
دیکھ کر اوس شمعِ ریا کی بھلا
باد صبح اوٹھی جو دامنِ جہاں
ہے زمین بوس ادھیم فلک
خلق کا چاروں طرف ہے اثر و نام
تہنیت گو یان ملکین ہر طرف

جس کا پروانہ پر جبریل ہے
رگیا بس عرشِ اعلیٰ اجوم کر
قد نہیں ہے بلکہ شمعِ طور ہے
خاک پر کرتے ہیں رے تو کر
صبح کرتی ہے گریبانِ تارار
بوسے گلِ نکلی گریبانِ بہادر
راہ میں آنکھیں بھاتے ہیں ملک
ہاتھ میں حور و نکے ہے شکر کا جام
حاملانِ عرش میں مشعلِ کف

ہر طرف جبریل کا ہے اہتمام
ہے فرشتوں کی زبانِ بیکلام

بقول مولف

آج وہ نور خدا آنے کو ہے
داغِ عشقِ مصطفیٰ کہا نیکیو ہے
زلفِ احمد کی شنا کا ہے خیال
بنکے شانہ قلبِ صدا پارہ میرا
چہرہ روشن ہے اوٹھا ہے نقاب

کفر کی ظلمت بتو جانے کو
دل گلستانِ میرا بنجا نیکیو ہے
عرش پر فکر سا جانیا نیکیو ہے
گیسو نکو اونکے سلیکھا نیکیو ہے
اب میں خورشیدِ چاند نیکیو ہے

دل مرا آئینہ بن جائیکو ہے	عشق رخسارِ نبی کی وجہ سے
درد میرے دل کا ٹہر چائیکو ہے	ہجر کے صدموں سے میرے پیار ہو
کوئی دم میں نہ مل جائیکو ہے	لو خبر رشکِ سیاحِ لو خبر
بارِ عصیان میرا تلجائیکو ہے	خوف کیا پلے پہل میں میری نبی
تشنگی سے جان کا چائیکو ہے	وصل کا شربتِ پلاؤ یا نبی
خونِ دل پی نیکو غم کھائیکو ہے	ہے غذا سے مجھ کو نفرت ہمیں
خاتمہ بالخیر ہو جائیکو ہے	رُکے انور جلد دکھلا دو مجھے

اب یہ بنے میں بلا لویا رسولؐ

ہجر میں تحقیق مر جانے کو ہے

الغرض جب نو مہینے کامل مدتِ حمل کے گزر گئے تب۔ بارہویں تاریخ شہرِ ربیع الاول کی دوشنبے کے دن وقتِ صبح صادق بعد چہ ہزار سات سو چاکس برس کے زمانہ آدم علیہ السلام سے آفتاب عالم تاب وحدانیت۔ مطلع قدم سے ساحتِ حدوث پر جاوہ افروز ہوا یعنی سید کونین سلطان دارین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں جاہ و جلال سے دولتِ سر اے اقبال من ظہور اجلال فرمایا۔

بیت

کہ بر خیر از پے تعظیمِ احمدؐ

ندا از حلالانِ عرشِ آمد

ہدایت - مولود خوانون کو لازم ہے کہ ان اشعار کو استاد ہو کر پڑھیں

مثنوی

شہنشاہ اعظم تولد ہوئے	رسول مکرّم تولد ہوئے
شہر دین و دنیا تولد ہوئے	میراج علیا تولد ہوئے
تولد ہوئے پیشوا جہان	تولد ہوئے مقتدا جہان
تولد ہوئے سرور مہرسلان	تولد ہوئے رہبر دو جہان
تولد ہوئے رہنمائے قدیم	قسیم جسیم نسیم و نسیم
تولد ہوئے بحر فیض عیم	شفیع مطاع نبی کریم
تولد ہوئے مہراج شرف	تولد ہوئے فخر عہد سلف

تولد ہوئے خواجہ بعث و نشر
تولد ہوئے شافع روز حشر

قصیدہ

پیدا ہو شکل عرب مصطفیٰ ایہی تو ہے	ہے عین بین شکل رب مصطفیٰ ایہی تو ہے
جو انکو دیکھا دیکھا رجا و نکو پایا یارب	ہے ہاشمی کا لقب وہ مصطفیٰ ایہی تو ہے
ایجاد عالم آپ ہیں بنیاد عالم آپ ہیں	بے میم احمد ہوئے کہ مصطفیٰ ایہی تو ہے
نور احمد بنا احمد سے ہے عالم بنا	رب جدا احمد ہے کہ مصطفیٰ ایہی تو ہے
اپنے کو جب کیا آیا نظر ہر سو خد	عارف سو پایا وہ درہب مصطفیٰ ایہی تو ہے

بندہ بتایا عشق کا ہم کو الہی فضل سے
یاں کس کا ہے حسبِ نصیب مصطفیٰ پر یہی تو ہے

سلام

<p>السلام کے آفتابِ ودین السلام کے دستگیرِ بیکسان السلام کے قبلہ گاہِ اہل دین السلام کے بود آدم اسبب السلام کے شاہِ عظمتِ السلام السلام کے گوہرِ تاجِ قبول السلام کے باعثِ ایجادِ خلق السلام کے زبدۂ اربابِ علم السلام کے مظہرِ انوارِ حق السلام کے شاہِ شامانِ السلام السلام کے انبیا کے عشق السلام کے نعمِ زدوں کے دستگیر السلام کے آورد و لکے چارہ ساز السلام کے دو جہان کے بادشاہ</p>	<p>السلام کے انتخابِ اہل دین السلام کے چارہ دروہاں السلام کے بادشاہِ مرسلین السلام کے خلقِ عالم اسبب السلام کے آماہِ رفعتِ السلام السلام کے زینبِ سراجِ قبول السلام کے موجبِ نبیاءِ خلق السلام کے قدوۂ اصحابِ علم السلام کے مصدرِ اسرارِ حق السلام کے جانِ جانا السلام السلام کے اولیا کے مقتدا السلام کے مادے رومیر السلام کے خواجہ بیکس نواز مہرِ غریبِ خستہ پر یہی انگاہ</p>
---	---

<p>چارہ ساز میکسان بکس ہونین رحم کر رحم اے کریم میکسان ہون پیاسا شربت دیدر کا گو سرا ہون یا بھلا جیسا ہونین فکر رہتی ہے مجھے یہ روز و کو اوٹھا بادہ وحدت کے مت</p>	<p>آرزو مند در اقدس ہونین چھو کر یہ آستان جان کہاں تجربہ سوا ہے کون مجھ بیمار کا سگ تری در کا کہلاتا ہونین روزِ محشر ہوئے جسب طلب کوئی ہو بچا سام قلمت بدست</p>
<p>کوئی اپنے زہد پر نازان چلا کوئی اوٹھ کر جہاڑتا دامن چلا</p>	
التجربا	
<p>یان توین ہون اور دل باؤس کون پوچھیکا مجھے سگر رمین ہاتھ خالی اوس طرف جاتا ہونین عاید و تکے ساتھ کیونکر جاؤنمین باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا دستگیر دستگیری کیجئے سخت مشکل ہے کہ وقت جان گئی کشملش میں یان تو اپنی جان ہے</p>	<p>شرم ہے اور حسرت افسوس ہے ہاتھ خالی میں چلا دربار میں اور تہی دستی سے شرماتا ہونین روسیہ ہون منہ کسے دکھلاتا ہونین آسرا وان ہے تویشک آپ کا آبرو میری و مان رکھ لیجئے ہوئی ہے شیطان کو فکر زہنی وان مدہ دشمن در پئے ایمان ہے</p>

سخت طوفان بلا ہے نزع روج
 باپ بیٹا بھائی کام آتا نہیں
 ایسی مشکل میں خبر لیجئے مری
 جب تباہی میں پڑے میرا چہرہ
 اوس گہڑی رحم آپکا درکار ہے
 دم نکل جائے وہ صورت دیکھ کر
 جسدِ آئینِ قبر میں منکر نکیر
 شکل اونکی دیکھ کر مضطرب ہوں
 دولت دیدارِ جسدِ پاؤں میں
 گرد پھر پھر کر کہی قربان ہوں
 حال میرا آپ سے مخفی نہیں
 بانِ طبیبِ مہربان بیمار ہوں
 آتشِ وری جلاتی ہے مجھے
 ہجر میں ایسا نہو یا شاہِ دین
 رحمتِ عالمِ خدا کے واسطے
 چار بار با صفا کے واسطے
 آس مجھہ رنجور کی مت توڑے

آپا وں طوفان آفت کے ہیں نوح
 سات بیس کے کوئی جاتا نہیں
 سید عالم مدد کیجئے مری
 مشکل آسان کیجئے بندہ نواز
 گر کرم کیجئے تو بیسٹرا پار ہے
 خاتمہ ہوا آپ ہی کے نام پر
 دستگیری کیجئے یادِ تنگ
 وہ جمالِ دلِ مر با پچان لون
 قبر میں اوٹھ کر خدا ہو جاؤ نہیں
 اور کفِ پاسے کہی آنکھیں ملوں
 شرحِ غم پھر کیا کہے اندوہ میں
 دردِ ہجران سے بہت ناچار ہوں
 اور تپِ ہجران ستاتی ہے مجھے
 ہند کا ہو جاؤں میں رزقِ زمین
 اپنے حسنِ دلربا کے واسطے
 اہل بیتِ مجتہد کے واسطے
 تشنہ کو محروم یوں مت چھوڑ

ہجرین ہتک جو گذری زندگی	زندگی سے ہے مجھے شرمندگی
آستانے پر بلا لیجے مجھے پڑ	وصل کا سا غریلا دیجے مجھے
راست دین پہنچا دے بس بر ملا	عمر بھر نظارہ اوس درگاہ کا
بزرگوں کیلئے تکتے ہو جاؤں ہلاک	وان کی خاک پاک سے بھاگنا

نام نامی پر ہو حسن اختتام
خاتم سے نام اوسکا و اختتام

سبحان اللہ ایسے آفتاب نیم درخت نے مطلع ذات مطلق سے
اطراف کائنات میں طلوع فرمایا۔ کہ جب کے جمال عالم افروز نے
فرش سے عرش تک منور کر دیا۔ اور سکے سے سماں تک
نام کفر اور ظلمات باقی نہ رکھا۔ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ شجر اور حجر
اور درو دیوار جن و پری انس و ملک از جزو کل تہیت ہوئے
بقول مؤلف -

ہدایت مولود و خوانوں کو لازم ہے کہ چہلم ویا برسی و غم و غیہ کی
مخلون میں کچھ مبارک باد نہ پڑھیں -

ہوئے پیدائشی مبارکباد	ہے جہان میں خوشی مبارکباد
ہر طرف سے صدایہ آتی ہے	مرحبا یا نبی مبارکباد
آمنہ کو سب کے دینے لگے	جن و انس و پری مبارکباد

<p>وہ نو عالم میں فضل حق پہنچے بعد چالیس سال کے پہنچے انبیاء کے سلف سے پہنچے حق نے فرمایا اُسے نبی امت بخشنے اگر نبی نے فرمایا مومنوں۔ ال بھڑن میں پہنچے سب پہنچے خدا نصیب کے خانہ دلین اُسے بین نبی بارگاہ رسول میں پہنچے</p>	<p>تیری شہرت ہوئی مبارکباد تجھ کو پیغمبری مبارک باد تیری حرمت بڑی مبارکباد ہے تری جنتی مبارک باد اُسے سزا منتی مبارک باد یہ خوشی ہے بڑی مبارکباد ہو سہرا کہ خوشی مبارکباد بستی دلکی بسی مبارکباد سب کی قسمت لڑی مبارکباد</p>
<p>سنیکے سب نے کہا سبہ تحقیق خوب تو نے لکھی مبارک باد</p>	
<p>بی بی آمنہ آئیں والدہ ماجدہ کہتی ہیں۔ کہ وقت تولد آپ کے ایک آواز عظیم الشان میرے کان میں آتی۔ کہ اوسکو شکے خوف غالب ہوا۔ ناگہان ایک مرغ سفید نے۔ اپنے بازو۔ میرے سینے پر ملے۔ کہ فوراً وہ خوف جاتا رہا۔ ناگاہ تنگی غالب ہوئی خود بخود ایک پیالہ شربت کا مثل دودھ کے سفید غیب سے نمودار ہوا۔ میں نے جی بھر کر پیالہ شہد سے زیادہ شہین تھا۔</p>	

پھر ایک ایسا نور ظاہر ہوا۔ کہ تمام گہراؤں سے نورانی ہو گیا۔
 جس طرف دیکھتی تھی سب اس سے نور کے اندر کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اور
 چند عورتیں باحسن و جمال مثل دختران عبدالناف نظر آئیں۔
 دریافت سے معلوم ہوا کہ انہیں سے ایک تو بی بی مریم والدہ ماجدہ
 حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری فرعون کی بی بی آسیہ بنت
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا مومنہ تھیں۔ وے دونوں خدا کے حکم سے بہشت
 حورون کو لیکر آئیں۔ اور متکفل میرا مورات کے ہوئیں۔ انکو دیکھ کر
 میں متعجب ہوئی جاتی تھی اور صحن خانہ میں آواز رقرار سنتی لیکن
 کوئی چلنے والا نظر نہیں آتا تھا۔ اور ایک چادر طولانی سپید
 آسمان سے زمین تک نظر آئی۔ اس وقت منادی نے
 ندا کی کہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چشم خلافت سے نگاہ رکھو اور
 جماعت کی جماعت مرغان زمرہ منتقار یا قوت بازو۔ خرامان
 خرامان مجہہ تک آئے۔ آواز انکی نغمہ خیر اور طرب انگیز تھی
 اور کچھ مرد درمیان آسمان اور زمین کے ہوا میں متعلق
 کھڑے ہوئے۔ گلاب پاش اور صراحیان نقروی ہاتھ میں
 لئے ہوئے کہہ رہے تھے۔ بقول چشتی۔

اللہ اللہ کیا خوشی ہے محل میلاد کی
 کیا صبا لائی ہے کو گل روئے بنی
 چہرہ انور نظر آیا نہ ہم کو خواب میں
 قامت معز زون خضر کی ثنا لکھتے ہیں
 چہرہ احمد کا نقشہ کس طرح سے
 ہجر احمد میں ہو ہیں استقد زار و خجیف
 خواب میں آؤ کہی تو اے شہر دوسرا
 شوق نظارہ اسی کا نام ہے بعد فنا
 بار عصیان کی ہے گہری سرپین نا دیدہ

دہوم ہے چاروں طرف شو مبارکباد کی
 دہوم ہے صحن گلستان میں مبارکباد کی
 آرزو نکلی نہ انتک اس کی لاشاد کی
 خامہ کے بدلے ملے ڈالی ہین ششاد کی
 صورت آئینہ حیران عقل ہے بہر اد کی
 آہ کی قدرت شہ طاقت ہم میں ہے قریب
 صورت تسکین تو کہیہ سواس لاشاد کی
 لگ گئیں میں ہیست کہ آئینہ ششاد کی
 منسر لین کہی ہے ہر جا میں علم آباد کی

خوشی ہو تو اگر شرب میں چشتی کا نہ ار
 اے فلک کیوں اوسکی مٹی ہند میں بر باد کی

اوس دم کمال غیرت سے سیرجہم پر عرق آ گیا۔ ہر قطرہ ٹپکتا تھا اوس
 مشک کی خوشبو آتی تھی۔ اوسی حالت میں پردہ حجاب کا میری
 آنکھوں سے اٹھ گیا۔ مشارق اور مغارب کے حالات مجھ پر منکشف
 ہو گئے۔ تین علم سبز ایک مشرق دوسرا مغرب۔ تیسرا بام تعبیر پر
 منصوب دکھائی دئے اور ہر وقت وہ مہر سپہر عظمت پیدا ہو کے
 سجدہ کیا۔ اور ہاتھ آسمان کے طرف اٹھا کے مناجات کی اور نہایت

تضرع اور الحاج سے اُمت کی مغفرت چاہی۔ سبحان اللہ
اے مومنو۔ غور کا مقام ہے۔ دیکھو ابتداء ہی سے ہم گناہ گاروں کی
کیسی نوازش و اکرام ہے۔ پھر ایسے محب صادق کا درجہ ہو کر
ہم کو کس در پہ آوازہ اور سرگردان بھرناسے۔ اور آپ کے روضہ
منورہ کے قرب و جوار میں دفن ہو کر تاحشر آپ کے زیر سایہ نہ رہیں
تو پھر ہم کو کہاں رہنا ہے۔ زبے نصیب اوس شخص کے جس کو کہ
آپ کے در اقدس کی جاروب کشتی مدت العمر سیر آئی ہو۔ اور
خوشا تقدیر۔ اوس کے کہ جس نے بعد مرگ جنت البقیع میں۔ یعنی
آپ کے روضہ اقدس اور مزار مقدس۔ حضرت عثمان غنی الرحمان
کے مابین دفن ہوا ہو۔ حدیث شریف ہے حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ **مَابَيْنَ مِثْرَتِي وَ
مِثْرَةِ عُمَانَ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ**۔ یعنی میرے منبر اور قبر عثمان رضی اللہ
کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں سے۔ اور محدثین نے
اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ۔ جو شخص آنحضرت کے روضہ
منورہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے مابین دفن
ہو گا وہ جنتی ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ
یہ حدیث شریف مجھ کو بعد دفن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دستِ باری

اے کاشش قلم دفن کے میسر آتی تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
 مشرق میں دفن کرتا۔ اے سہ لہان بھائیو تم کیا عرض کیا جاتا ہے
 اگر ہم میں سے کسی کو بذریعہ بیعت کسی شیخ سے اعتقاد کامل ہو جاتا تو
 اوسکو اپنے مرشد کے مزار کے قریب و جوار میں دفن ہونے کی کس طرح
 تمنا رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیع دیندار بھائیوں کو مدت التعمیر و
 روضہ اقدس کا نظارہ نصیب کرے۔ اور وہیں کی رزق زمین،
 نصیب ہو۔ آمین ثم آمین۔ اے عاشق و غور کا مقام ہے جس کو
 عشق نبی ہو۔ اور جس کا دل آپ کے دام محبت میں گرفتار ہو۔ وہ دل
 کیونکر آپ کی مفارقت کے صدمے سے سکتا ہے۔ بقول مولف۔

مر جائیں کہی خواہش و صلت نہیں جاتی
 مرنے پہ بھی دیدار کی حسرت نہیں جاتی
 حالانکہ یہ فرقت کی مصیبت نہیں جاتی
 سداۓ لبتین جاتیں ہیں دولت نہیں جاتی
 یہ دل ہی ان آنکھوں سے وہ صورت نہیں جاتی
 مجھ پر تفتیح کش کی عیہ نہیں جاتی
 کیسے سنی کی کہی نگہت نہیں جاتی
 مستی میں کہ دفرخ میں ہم نہیں جاتی

اس دل سے پیہر کی محبت نہیں جاتی
 ایمان بھر آنکھیں کھلتے ہیں نہیں جاتی
 ایک بار تو رویا میں مرنے لائے نہیں جاتی
 وصل انکا میر تو بس یہی دولت نہیں جاتی
 پھر تارے لگا ہونے میں مجھ پر نہیں جاتی
 دن رات مجھے حب نبی سے ہونے نہیں جاتی
 کیونکہ نہ معطر ہے ہر وقت مرا غنہ نہیں جاتی
 کیونکہ مگر میں فخر ہم اس بات پہ نہیں جاتی

خروجی مسیحائیت نہین جاتی
حرمت مری پیر جاتی نہین جاتی

بیماریاں مسیحائیت نہین لیکن
راکبہ کجی تعلیم رکھ کر سے سر

اعمال بولے ہوں خطا ناک ہمیشہ
پیش کردیے نہین جاتی

اسے مومنز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تولد پاتے ہی پہلے امت
کیلئے دعاے مغفرت چاہی۔ اور بعد اسکے۔ ایک ابرہہ
آسمان سے نمودار ہوا۔ ناگاہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو
آغوش میں لیکر غائب ہو گیا۔ آواز آتی تھی کہ خواجہ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں حد عالم میں پھراؤ تا جمیع خلایق
انکو نام اور صورت۔ اور صفات سے پہچانیں۔ بعد اسکے
وہ ابرہہ العین میں۔ برق جمال محمدی سے روشن ہو گیا۔
حضرت آمنہ خاتون فرماتے ہیں کہ۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایک پارچہ میں لپیٹا ہوا پایا۔ پھر ایک بدلی اور نمودار ہوئی۔
اوس کلام مردوں کے سنتے جاتے تھے۔ منادی غیب کرتا تھا۔
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں طرف عالم کے لیجاؤ۔ اور کام
جن انس اور ملائکہ کو اونکا جمال جہان آرا دکھاؤ۔ تا سبکھامین۔
اور جانیں۔ جو کالات اور پیغمبروں کو جدا جدا عنایت پہنچے تھے

سب مجموعہ میرے حبیب کو ملے۔ یعنی خلافتِ آدمؑ۔ ملکِ سلیمانؑ۔
 حُسنِ یوسفؑ۔ خلعتِ ابراہیمؑ۔ کلامِ موسیٰؑ۔ دمِ عیسیٰؑ۔
 عبادتِ یونسؑ۔ شکرِ نوحؑ۔ سانِ اسمعیلؑ۔ بشرائے
 یعقوبؑ۔ صوتِ داؤدؑ۔ صبرِ ایوبؑ۔ زہدِ یحییٰؑ وغیرہ وغیرہ
 عطا کیا گیا۔ اور سوائے اسکے۔ ولایتِ محبوبیت۔ حقِ ربوبیت۔
 اور قربِ مطلق۔ اور منصبِ قضا۔ اور اقلحِ اجتہاد۔ احتسابِ
 شفاعتِ عظمیٰ۔ علمِ وسیع۔ عرفانِ اتم۔ اور جمعِ کمالاتِ
 صوری۔ و معنوی۔ خاصاً ذاتِ بابرکات کے واسطے تھے۔
 سوائے رتبہ شہادت کے کہ۔ با سببِ ظاہری منافی شانِ
 نبوت کے تھا۔ وہ بھی آپکے جگر گوشہ قرۃ العین۔ یعنی حضراتِ
 حُنینِ علیہم السلام کو حاصل ہوا۔ تا حاصل ہونا۔ کسی کمالِ
 ظاہری اور باطنی کا ذاتِ مجمعِ کمالات سے باقی نہ رہے۔

شعر

حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ عینِ خدا کا
 انچہ خوبانِ ہمہ دارند تو تنہا داری

بقول مؤلف

پیدا جو پیمبر ہوے کیا کیا نظر آیا
 احمد واحد کا یہ مَعما نظر آیا
 جو راز تھا مخفی وہ ہویدا نظر آیا
 بس یحییٰ بن یکم کا پیرا نظر آیا

احمد واحد ایک جگہ ہو گئے ظاہر
اللہ سے واصل ہو معراج میں احمد
میں سورہ واللیل کو پڑھنے کا ہر وقت
تابِ بخ پر نور پیر سے فلک پر
خورشیدِ رخ احمد مختار کے آگے
سب صلی علی کہنے لگے حور و ملائکہ
یہ آپ ہی کے نور کے صد قیسے نقین
عیشی نے کہا آپ کا یا احمد مختار
عاشق تھی فقط یوسف کنا پیرِ بخا

جس وقت جد امیم کا پردہ نظر آیا
اوس بحر سے ملتا ہوا قطر نظر آیا
سر میں سر کیسیو کا جو سودا نظر آیا
خورشید کے چہرہ پہ سینا نظر آیا
بگڑا ہوا مہتاب کا چہرہ نظر آیا
جسم آپ کا ایک نور کا پتلا نظر آیا
موسیٰ کو بیدار سیفا نظر آیا
ہر امتی اب رشکِ مسیحا نظر آیا
ہر ایک نبی آپ کا شید نظر آیا

سب کتب میں تحقیق کے اشعار کو سنکر
مدا عون میں احمد کے تو کیا نظر آیا

صفیہ بیٹی عبدالمطلب کی یعنی پہونی حضرت مکی کہتی ہیں کہ ۔ وقت
ولادت کے میں حاضر تھی ۔ تمام گہر نور سے معمور ہو گیا ۔ اوسکی
روشنی سے چہرہ چہرین بہت عجیب نظر آئیں ۔ پہلے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آہستہ آہستہ فرمایا ۔ یا رب امتی امتی
دو ٹکڑے یہ کہ زبان فصیح اور عبارت صحیح سے فرمایا ۔ اَشْهَدُ
اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ۔ تیسرے نور حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم روشنی چراغ پر غالب تھا۔ چوتھے مین نے چایا کہ۔
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہلاؤں۔ غیب سے آواز آئی کہ۔
 اے صفیہ تو تکلیف نہ کر اپنے حبیب کو سمنے شستہ اور پاک پہچانے
 پانچویں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناف بربیدہ اور ختنہ کئے ہوئے
 پیدا ہوئے۔ چھٹے شانہ مبارک پر مصرتوت ستارہ صبح سے
 روشن تر دیکھی۔ اوسمین بخط نور لکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ۔ سبحان اللہ مومنو کسی فرد بشر کی کیا مجال ہے
 جو آپ کے اوصاف لکھے۔ یہ وہ بحر اوصاف ہیں کہ جسکی انتہا ہیں
 بقول مؤلف۔

<p>سوئے راز حق کے عیان کیسے کیسے کئے سمنے ہیں امتحان کیسے کیسے بنے ہم ہی ہیں راز دہا کیسے کیسے ہیں ارمان دلیں نہاں کیسے کیسے ہیں فرقت کے صد بیان کیسے کیسے فدا ہوئے ہیں قلب جان کیسے کیسے تو کرتے ہیں زاہد گمان کیسے کیسے یہ کرتی ہے شکوئے زبان کیسے کیسے</p>	<p>کئے وصف احمد بیان کیسے کیسے مصیبت میں لے لیکے نام محمد فنا ہو کے احمد میں دیکھے احاد ذرا چیر کر دیکھو پہلو ہمارا ہویدا ہے سب لہر رسول چہرہ ابھی رخسے پر داہا کر تو دیکھو مئے حب احمد جو بیتا ہوں ساقی خدا جانے روز وصال سمبر</p>
--	--

یہ گنہگار ہستی سے باغِ عدم کو چلے جاتے ہیں کاروان کیسے کیسے

سنبھل کر لکھا کرتو تحقیق مضمون
زمانے میں ہیں نکتہ دان کیسے کیسے

حضرت آمنہ خاتون روایت کرتے ہیں کہ ولادت کے وقت تین شخص غیب سے نمودار ہوئے۔ اونکے رخسارے۔ مثل آفتاب کے چمکتے تھے۔ ایک صراحی نقروی۔ دوسرا طشت زمردی۔ تیسرا حریر سفید ماتہ میں لئے ہوئے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم طشت میں بٹہلا کے ساتھ بار غسل دئے۔ اور وہ حریر سفید پہنائے۔ اور چشم زرگین کو بوسہ دیکر کہے۔ بقول حضرت طہ

شانِ جابرِ طہ عالم جلوہ نما ہے شانِ خدا،
آئینہ خانہ ہر دوسرے ہر مین دیکھو کس آئینہ
ہے احیت ایک جلوت تمہاری لاکھ لاکھ سوار
دفع سے ہکو کیا ہے علاقہ جنت کی ہکو کیا ہے تمنا
فردوس لیکر کیا کریں ہم کو نرگاہانی کیوں کو نہیں

موقع کہاں ہے صلی علی کا اٹھنے سوجھنے کی جا،
سینے میں دلیں جی میں نظریں اپنی کی صورت جو نا
نقش قدم ہے چشم دو عالم کرسی تمہاری عرشِ علا
ہم عاصیوں کو یا شاہ اکرم دامن برائے ماتہ آجکا
اے شکرتِ جنتِ ربوبیہ کو شکر کا چنبل آجکا

ہر روز ہے خیر شریعت ہر ایک نثار ہے محو شکر
اے آفتابِ شمعِ شفاعت دکھلا دو صورت اب میر کیا

اور کہا کہ بشارت ہو تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ۔ تمہیں

علم اولین و آخرین اور کمالات ظاہری و باطنی۔ اور معراج نصرت و عظمت اور رتبہ شجاعت و حمیت عنایت ہوا۔
 روایت ہے کہ وقت ولادت کے عبدالمطلب آپ کے جدِ نرگوار ثعبہ شریف میں تھے۔ ایک بیک خانہ کعبہ نے مقامِ ہریم میں سجدہ کیا۔ اور کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکبر۔ خدا تعالیٰ نے آج مجھے بتوں کی نجاست سے پاک کیا۔ اور جہل نامی ایک بت کہ اور بتوں سے بڑا تھا سرنگو ہو گیا۔ ہاتھ غیبی آوازی کہ آمنہ کے گہر۔ فرزند متولد ہوا۔ اس کے غسل کے واسطے ایک طشتِ زمردی عالمِ قدس سے لائے ہیں۔ اور وہ فرزندِ اچنبد خاتم المرسلین حبیب رب العالمین ہے۔ عبدالمطلب یہہاجرا دیکھ کر اور سنکر متعجب اور متحیر اپنے من آپ کہہ رہے تھے۔
 بقول مؤلف

پے دیدین اصرار کروں یا نکروں	شوقِ نظارہ انوار کروں یا نکروں
نخت کو اپنے میں پیدا کروں یا نکروں	خواب میں خواہش پیدا کروں یا نکروں
کچھ علاج دل بیمار کروں یا نکروں	آکھیا دین ہر بار کروں یا نکروں
دل عاشق کو گرفتار کروں یا نکروں	آپ کے کیسے پرینچ ہی کہتے ہیں
سر کٹانیکا میں اتر کر کروں یا نکروں	خجرا بروئے حمداریہ دلے ہوں

کھتی ہے بیع المہ کر کے جگر کے پارے
قلب بین عارض روشن کا تصور کر کے
جرمہ سناٹی سے ترے کے ہوتے فارغ جسم
عشق و زبان مبارک میں ہی آکر آسود
و کھیلے لگا لگا کر دیار میں آدرو سے انور
آپ کے روضہ پر نور یہ آکر شام
شب بمعہ آج کچھ کہتے تھے خدا سے بے سبب
ہو بیستہ محمد کی زیارت جنتک

تکڑے اپنے لیے بھی دو چار کرو یا نکرون
دل کو آئینہ انوار کروں یا نکرون
سجدہ شکر سی بہ بار کروں یا نکرون
اپنے آنکھوں کو نگہ بار کروں یا نکرون
جلوہ حق کا میں اقرار کروں یا نکرون
خواہش دل کو میں اظہار کروں یا نکرون
ترے محبوب کو بیدار کروں یا نکرون
اے اجل تجھے میں انکار کروں یا نکرون

جائے روضہ پہ ہونگامین ہی آتھیں
نقد دل داخل سرکار کروں یا نکرون

اوس کے بعد کعبۃ اللہ نے ولترائے نبوی میں تشریف لائے آتے ہی
پہلے حضرت آمنہ خاتون کی پیشانی دیکھی۔ نور محمدی نہ پایا۔
پوچھا کہ وہ نور کیا ہوا۔ بی بی نے کہا میں نے وضع حمل سے سبک د
ہوا۔ اور عجائب حالات اور غرائب واقعات جو اس وقت
دیکھے تھے۔ ایک ایک سب بیان کئے۔ عبد المطلب نے کھا۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے لاؤ۔ اور مجھے دکھلاؤ۔
بی بی آمنہ نے جواب دیا۔ یہ بات آپ انکو دیکھ نہیں سکتے۔

محافظانِ غیب سے تاکید ہے کہ تین دن تک کوئی نہ دیکھے۔
 عبدالمطلب نے پر غصہ کھا کہ اے آمنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
 دکھاؤ نہیں تین تمکو اور اپنے کو ہلاک کرونگا۔ جب آمنہ خاتون نے۔
 حضرت عبدالمطلب کو۔ اس قدر بے قرار دیکھا ناچار وہاں تک پہنچا۔
 حضرت عبدالمطلب نے۔ کمال اشتیاق سے۔ چاہا کہ دیدارِ
 سید ابراہیم پروردگار سے مشہد ہو۔ لیکن ایک
 غیبی شخص تلوار کھچ کر سامنے آیا۔ اور کھا۔ جاجتک تمام
 ملائکہ مقرر ہیں۔ جناب ختم المرسلین حبیب رب العالمین
 کی زیارت سے فارغ نہ ہونگے۔ کیونکہ مجالِ دیکھنے کی نہوگی۔
 عبدالمطلب یہ حال دیکھتے ہی ہیبت سے تہرا گئے اور بحالتِ یوسی
 کہتے تھے۔ بقول حافظ شیرازی رحمت اللہ علیہ۔

دیدہ لبریزم سراپا انتظار کیستم گشتہ صیاد کلم از ختم شمشیر گاہ کشیدہ آن خال مشکین رستہ زلف سیاہ منظر خشن جام یا کہ عکس روئے تو	شوقِ دیدار یکہ دارم بقرار کیستم نیم سہل گشتہ ام یار شبکارے کیستم گر سلیمان کیستم ز نار دار کیستم پس بین آدوستان آئینہ دار کیستم
--	--

حافظم در مدرسہ در دشمن در میکہ
 سخت حیران گر جام من در شمار کیستم

بعد ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ایک شبانہ روز
 تمام بادشاہان روئے زمین کی زبان گنگ ہو گئی۔ اور نطق رہا
 عاری رہے۔ طاق کسرا منکسر رہا۔ چودہ لنگرے اوسکے گر پڑے
 آتش فارس کہ مدت ہزار برس سے روشن تھی فی القور بجھ گئی۔
 دریائے پرازا آب خشک ہوا اور صحرائے خشک دریا ہوا۔ جب
 سید عالم نے اپنے نور عرش افروز سے فرش زمین کو منور فرمایا۔
 امالیان کہ نے تہنیت کی محفل منعقد کیا۔ بقول امیر۔

کرد و خبر بہ محفل میلاد شاہ ہے	یان آمد جبار رسالت پناہ ہے
امت چلی رسول کی بیچلوہ گاہ ہے	سید ہی ہی بہشت میں جان کی راہ ہے

دربار عام گرم ہوا اشتھار دو	
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	

جو عاشقان صورت خیر الانام ہیں	جو طالبان جلوہ ماہ تمام ہیں
جو ذرہ ہائے مہر فلک احترام ہیں	آئین کہ دوربین سے الفت کے جات ہیں

دربار عام گرم ہوا اشتھار دو	
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	

راہین کثادہ رحمت رب کریم کے	ہیں عطر بارباغ میں جو نکلے نسیم کے
خلعت بٹیکے لطف خدا رحیم کے	تقسیم ہونگے ہار ثواب عظیم کے

<p>در بارعام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشیر سلام کو آئین پکار دو</p>	
<p>رحمت فرشتہ ظل خدا شامیانہ ہے مسند کجی ہے آمد شاہ زمانہ ہے</p>	<p>آراستہ مکان، جلوس شہادت سامان نئے نئے ہیں نیا کارخانہ ہے</p>
<p>در بارعام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشیر سلام کو آئین پکار دو</p>	
<p>ہوں گرم اہتمام میں اسپر کلیم بخش پانی پلائیں خضر دم شدت عطش</p>	<p>کیا نرم ہے کہ نرم نشین ہیں فرشتہ گرمی جو ہو ذرا دم عیسیٰ ہو باد کش</p>
<p>در بارعام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشیر سلام کو آئین پکار دو</p>	
<p>خود جا کے در ملک نہیں آئیں جبریل موقع سے کیا صفوں کو جاتے ہیں جبریل</p>	<p>آتے جو آنے والوں کو پاتے ہیں جبریل رتبہ برتبہ سب کو ٹہاتے ہیں جبریل</p>
<p>در بارعام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشیر سلام کو آئین پکار دو</p>	
<p>ارواح انبیائے سلف کا یہ بیان گذر رونق فراہم چرخ سے عیسیٰ زمین پر</p>	<p>اس نرم کی جو مشرق و مغرب ہے ایساں برسے بحر خضر آئے ہیں اندر</p>
<p>در بارعام گرم ہوا اشتہار دو</p>	

جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	
محفل میں ہوں شریک سلیمان کو دو تشریف لائیں موسیٰ عمران کو دو	آئین شتاب یوسف کنعان کو دو یعقوب نوح و آدم و نیشا کو دو
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	
جتنے تھے وحش طیر وہ سب ترک چلے پڑتے ہوئے در و داوے ہر یک چلے	جن کو قاف سے توجہ جان ملک چلے سر کو جہا کے عالمہ عرس تک چلے
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	
کانوں کے پردے لگائیں جوشنا نصیب اعجاز سنکے لطف اڑھائیں جوشنا نصیب	اس نرم میں جوشوق سے آئیں جوشنا نصیب خاموش بیہوش سر نہ ہلائیں جوشنا نصیب
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	
آیا ہے آج وہ جوشیر نذر ہے رونق فرما ہے خلق کا جود ستیگر ہے	لو آمد حبیب خدائے قدیر ہے وارد ہے وہ جو صاحب تاج و سریر ہے
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو جن و بشر سلام کو آئین پکار دو	

ہر دم جو اژدہا مخلایق دو چند ہے	بس کرامتِ ختمِ سخن دل پسند ہے
اوسکا سلام ہو گا جو اقبال مند ہے	مولد آب گے ہو گا بہ ترجیع بند ہے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

پھر منادی غیب نے ندا دی کہ ۔ اے خلایق محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب
 روتق افروز اس جہان کے ہوئے ۔ بھترین خلایق ۔ وہ ہے کہ جو
 آپ کو دود پلائے ۔ زہے سعادت اور نصیب اوسکے کہ ۔ یہ
 دولت ابدی پائے ۔ چنانچہ وحوش اور جن اور انس واسطے خصوصاً
 اس دولت سعادت کے ۔ باہم نزع کرنے لگے غیب سے اواز الی کہ
 اس واسطے ہرگز نہ اڑو اللہ تعالیٰ نے یہ دولت بابرکت جلیہ سعادت
 کو عنایت فرمائی ۔ بالاتفاق ثابت ہے ۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے سات دن دودہ اپنے والدہ کا نوش فرمایا ۔ بعد اسکے
 ثوئبہ نے دودہ پلایا ۔ ثوئبہ لونڈی ابولہب کی تھی ۔ کہ اوسنے
 مردہ ولادت شریف کا ابولہب کو سنایا تھا ۔ ابولہب نے
 بسبب خوشی میلاد شریف اوسے آزاد کیا تھا ۔ حضرت عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات
 ابولہب کو بعد موت کے خواب میں دیکھا ۔ اور حال پوچھا ۔

اوسنے کہا جسدن سے گلستانِ حیات پامال صرصر مات ہوا۔
 انواع انواع کے عذاب اور عقوبت میں گرفتار ہوں۔ لیکن دوشنبہ
 کے روز۔ بدولت خوشی میلاد مبارک کے عذاب میں تخفیف
 ہوتی ہے۔ اے عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قربان جانیکا
 مقام ہے کہ ابولہب کافر جب کی مذمت کلام اللہ کے سورہ تبت
 میں وارد ہے۔ خوشی میلاد شریف کا ثمرہ تخفیف عذاب ہے۔
 زہرے تقدیر اون مسلمانوں کے کہ بدل و جان اوس جناب کی علامتی
 سرفراز ہیں اور جان و مال اپنا۔ اوسکی راہ میں شہید ہونے پر
 اگر قیامت کے دن عذاب دوزخ سے نجات پائیں کیا عجیب
 بیشک یا رسول اللہ آپ دریائے رحمت ہیں کچھ ہم غلاموں کے
 حال پر پی نظرِ رحم فرمائے۔ ہم غلاموں کے دامن کو ڈرنا ہے مقاصد
 بہرہ دیکھے اور بقول مؤلف منہ مانگے انعامات سے مالا مال
 کر دیکھے۔ اور جو حال کہ ہم گنہگاروں کا ہے وہ آپ کی نظرِ کرم
 کے قابل ہے۔

<p>صورتِ سیما ہے حالت ہماری دیکھو چشم تر سے خون کا دریا جاری دیکھو ہجرین پہونچی ہے نوبت ہماری دیکھو</p>	<p>یا محمد قلب کی اب بقراری دیکھو آپ کی فرقت میں روتے ہیں صبح و اے شہرِ ہر دوسرے بچنے لگا کوس اجل</p>
---	---

بیٹھنا اوٹھنا اک امر محال شاہ دین
 ابرہہ مندرہ ہوا جاتا ہے پیر آسمان
 جب سے ہمنے سنلیا ہے قبر میں آہن
 کیجئے دیدار سے اپنے مشرف بانی
 یا نبیؐ مار جنہم سے بچا ناشرین
 کس طرح راہ عدم طے ہمے ہو کیا نبیؐ
 ہن نخل عصیان کی باعث سے بہت بعد فنا
 قبر میں تہا پرے ہن یا حبیبؐ کبریا
 ناخداے کشتی دین سے یہی وقت مدد
 ملگئے مٹی میں کچھ شکوہ نہ قسمت کئے
 حورین کہتی تھیں خوشی سے یوں مسرت
 عرش و کرسی کہتے تھے یوں چوم کر غلین با
 کہتا تھا رضوانؑ کہا کر گلشنِ خلد برین
 روزِ خوشیوں کہیگا حق تعالیٰ یا نبیؐ
 داغِ عشقِ مصطفیٰ انجائیگا شمعِ مزار

ہجر نے کیا کر دیا حالتِ ہجری دیکھئے
 دیدہ ترکی ہمارے اشکباری دیکھئے
 موت کی بیچڑ سے ہم کو انتظار دیکھئے
 بزرگِ قلب کی استقامت دیکھئے
 کہہ لوئی سب غفلت یوں سے ہم سے بڑا دیکھئے
 زاد راہ تو کچھ نہیں ہنزل ہجری دیکھئے
 منہ چپائے ہن کفن میں م ساری دیکھئے
 لائے شریف اور حالتِ ہجری دیکھئے
 ناو غرق بحرِ عصیان سے ہماری دیکھئے
 خاکساروں کی تم اپنے خاکساری دیکھئے
 آرہی ہے وہ پیر کی سواری دیکھئے
 بیٹھے بیٹھے لڑکی قسمت ہجری دیکھئے
 یاں رہی یا نبیؐ امتِ ہماری دیکھئے
 بخشدی تھے فیضِ امتِ تمہاری دیکھئے
 پر ضیا ہو جائیگی تربت ہماری دیکھئے

نعت احمد لکھ رہے ہن رات دن تحقیق ہم
 کیونہو دارین میں غزٹ چکاری دیکھئے

بعد از یہ کہ علیمہ سعیدیہ نے دودہ پلایا۔ تفصیل اس بیان کی یوں ہے
 اون دنوں میں اہل مکہ بعضے بسبب شوکت اور عظمت کے اور بعضے شہ
 آسپ و ہوا کے خوف سے اپنے۔ لڑکوں کو دایوں کے سپرد کر دیتے تھے
 تا امر امت و حوائص تصدیات و قریات میں لیجا کے۔ پرورش کریں
 پھر یہ کہ روزیستہ۔ یہ کہ اوس سال قحط عظیم ہوا۔ چنانچہ سب شہر وین
 اور شہر ہوں اور زمین باقی نہ رہا۔ باغون میں درخت خشک ہو گئے۔ اکثر
 اوقات عورتیں ہر گھٹ و گیاہ سے روزہ افطار کرتے۔ اور تین تین دن
 دانہ نہ پختہ تھا۔ ایک بار چھ تین شبانہ روز کہا نامی نہ ہوا۔ شدت
 گرسنگی سے طاقت طاق ہو گئی۔ اوس وقت میں جو حاملہ تھی ناگہان دروڑ
 میں پڑ پڑتی۔ نہ نہیں جانتی کہ خواستہ یا صفت کے سبب حالت غشی تھی اسی
 خیال سے ہیں۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص مجھ کو دودہ کی دریا میں بار بار
 غوطہ دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جہنم کی سکتی ہے خوب آسودہ ہو
 پی۔ تاکہ میرے دودہ میں۔ برکت بے اندازہ ہو اور اسی شیر کی بدو
 عزت ابدی اور سعادت سرمدی تجھے حاصل ہونی ہے۔ میں نے وہ دودہ
 بہت آسودہ ہو کے پیا۔ اور بقدر پیتی تھی وہ شخص اور زیادہ مبالغہ
 کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اے علیمہ تو جانتی ہے کہ میں کون ہوں۔
 میرا وہ خدا و شکر ہوں کہ۔ تو محنت اور گرسنگی کی حالت میں بجالاتی

اب بٹھائے مکہ کے طرف جا اور نتیجہ اس شکر کا یہ ہے کہ ۔۔ اوس سترین
ایک نورساطع اور ضیائے لامع اپنے سات لا ۔ الغرض جب بچہ کو نکلتا
ہوش آیا ۔ دیکھتی کیا ہوں کہ وضع حمل ہوا فرزند تولد ہوا ہے ۔۔ اوس کے
چند روز کے بعد ۔ قافلہ مکہ کے طرف روانہ ہوا میں بھی اپنے شوہر کے ساتھ
چلی ۔ اثنائے راہ میں غیب سے آواز آئی کہ اس سال حق تعالیٰ نے بدولت
ولادت ایک فرزند کے جو قریش میں پیدا ہوا ہے تمام عورتوں پر ۔
لڑکیوں کا پیدا کرنا حرام کیا ہے ۔ اے زنانِ بنی سعد دوڑو اور اوس
درِ یتیم بجز عظمت کو لو ۔ زبے نصیب اوس عورت کے کہ ۔ اوس
دولت بابرکت سے شرف ہو ۔ زنانِ بنی سعد بھہ شردہ سنتے ہی
تبعیل تمام مکہ کو چلین ۔ اور میرا دراز گوش سپرین سوار ہی بسبب
لاغری کے ایک قدم چل نہیں سکتا تھا ۔ ناچار ایک منزل میں مقام
دبان خواب دیکھا ۔ ایک درخت میوہ دار ۔ سرسبز میرے
سر پر سایہ کیا ہوا ہے ۔ اور تمام زنانِ بنی سعد میرے گرد اگر
جمع ہیں ۔ اوس درخت سے ایک خرما اے ترمیرے دامن میں گرا
میں نے وہ خرما کھایا ایک مدت تک اوسکا مزاجان پر رہا
حاصل کلام ۔ دو شنبے کے دن مکہ میں پہنچی ۔ قافلہ مجھ سے پہلے
مکہ پہنچ کر تمام عورات سب دولت مندوں کے لڑکوں کو پیشتر سے ہی

بے چکی تھیں۔ میں اپنے تاخیر سے نادم اور مایوسی سے بہہ عرض کرتی تھی۔

اے عظمہ نور خدا کا ہے نظر بر من فگن اندر گرفت نشنہ ام بمل زبر و شنہ در خاتوا و مدرسہ در دیرو مسجد ویدہ اے سرور و الامکان اول توئی آخر جہا در سیکدہ پیر مخان می ریخت در جانِ لم اسم تو احمد آمدہ میم است پردہ در احد	وے رو تو بدالد جا کا ہے نظر بر من فگن اے چشمہ آب بقا کا ہے نظر بر من فگن بہر جاست از حسنات ادا کا ہے نظر بر من فگن از تست بہر جا جلوا کا ہے نظر بر من فگن گشتم بہ عشقت بتلا کا ہے نظر بر من فگن اے مظہر شان خدا کا ہے نظر بر من فگن
--	--

اے باعث ایجاد ما وے شافع روز جزا
ہستم بہ حصیان بتلا کا ہے نظر بر من فگن

ہر چند جب جو کرتی تھی کوئی لڑکا میسر نہ ہوتا تھا۔ ناگاہ ایک شخص کہ۔
آئنا عظمت اور شرافت کے اوسکی پیشانی سے ظاہر تھی۔ سامنے آیا
اور کھا کہ کوئی عورت اس قافلہ میں باقی بھی ہے۔ جسکو کوئی لڑکا میسر
نہوا ہو۔ میں نے اوس سے نااہل پوچھا۔ کہ ہا کہ میں عبدالمطلب بن ہاشم
سوار قریش ہوں اے حلیمہ میرے گھر میں ایک لڑکا ہے یتیم
بے پاپ محمد نام ہر چند زمانہ نبی سعد سے میں اصرار کرتا ہوں۔ کوئی
اوسکو بسبب یتیمی کے قبول نہیں کرتی۔ اور سب یہی کہتی ہیں کہ

طفل بے پدر سے فلاح اور بہبودی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس پر
 کیا کہتی ہے۔ میں نے اپنے شوہر سے پوچھا۔ اوس نے کہا۔ اہل
 بیدریع ابھی جا اور اوس دُرِ یتیم دریا سے سعادت کو بلند کر لے۔
 مبادا کوئی اور لیجائے۔ اور تو یوں ہی مایوس بھرا آئے۔
 خواہر زادی نے کہا کہ زمانہ بنی سعد اہل مال کے اطفال سے مشہور ہے
 ہوئیں۔ اور تو ایک یتیم کی کفالت کرتی ہے کہ افلاس میں مبتلا رہے گی
 اوسکی اور یہی موجب زیادتی رنج و مشقت کی ہووے۔ یہ وہ بات ہے
 سننتے ہی۔ میرا بدن ہیبت سے تھرا گیا۔ میں نے کہا۔ اگر یہ لڑکا
 بن باب کا ہے لیکن عبدالمطلب سردار قریش اور کا دادا ہے۔
 اوسکی قدر کوئی نہیں جانتا میں خوب جانتی ہوں۔ حاصل نظام میں
 عبدالمطلب کے ساتھ گئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت
 خواب استراحت میں تھے۔ وہ جمال ستودہ خصال دیکھتے ہی
 شیر میری پستان سے بے اختیار جاری ہوا۔ میں نے حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کر
 تبسم فرمایا۔ اوس وقت ایک ملاحٹ دیکھی کہ تمام عمر صحابی بن گیا
 وہ ملاحٹ دلنشین ندیکھی تھی۔ بی بی آمنہؓ نے اوس کو ہر فرج کیلانی
 اختر برج دلربائی کو میرے گود میں دیا۔ میں اوس بچہ ناپیدا کسار

غنیمت سراپا خیر و برکت کو آغوش میں لیکر مقام فرود گاہ میں آئی۔

<p>و ر و د یو ا ر سے آتی تھی صدا شکر کرتی تھی خدا کا پیہم حق نے بخشی مجھے دولت عجیب دوڑاوس گل کو پلاتی تھی مین کبھی مکھڑے کے بلاکین لیتی تھی</p>	<p>کہ حلیمہ یہ ہوا فضل خدا کہ نہ تھے مستحق اس فضل کے ہم مجہ حلیمہ کے کہاں تھے یہ نصیب گل سے پہولے نہ سماتی تھی مین صدقے ہو ہو کے دعائیں دیتی</p>
--	--

کبھی صورت کا تماشا کرتی
ننگلی باندھے دیکھا کرتی

صبح کو قافلہ کے ساتھ وطن کے طرف روانہ ہوئی ہنگام مراجعت
اٹنائے راہ میں۔ جو کچھ عجائبات اور غرائب واقعات مشاہدہ
ہوئے بیان اوسکا طاقت بشری سے خارج ہے۔ از انجملہ ایک
یہ ہے کہ یا تو میرا دراز گوش چل نہ سکتا تھا۔ یا ایسا تیز رفتار
سُک خرام ہوا کہ کوئی دراز گوش اوسکی گرد کو بھی نہ پہونچتا تھا۔
اور واقعہ عجیب تو یہ ہے کہ مکے سے نکلتے ہی۔ دراز گوش نے
کعبہ کے طرف متوجہ ہو کر تین بار سجدہ کیا اور کہا۔ اللہ نے میری
شان عظیم کیا ہے۔ اور قوت و زندگی از سر نو دیا ہے۔ اے زمانہ
بنی سعد تم جانتی ہو کہ مجھ پر کون سوار ہے اور میں کس کا مرکب ہوں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میرا رکب ہے۔ اور جس مقام میں
 ہوتا تھا۔ اطراف و جانب سے یہی آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ۔ آخر غمی اور
 بزرگ ترین زنان بنی سعد ہوئی تو۔ اور جس منزل میں اتفاق ٹھہرے گا۔
 اللہ تعالیٰ اوس زمین کو فوراً سرسبز و شاداب کر دیا۔ آخر کار
 گہر پہونچی۔ سبحان اللہ گہر میرا نورانی بن گیا۔

واہ کیا طالع بیدار ملے	جسکو کونین کا سر دار ملے
نور سے کیوں نہ ہو معمولہ گہر	جلوہ افزا ہو جہان پیغمبر
کس طرح گہر نہ ہو وہ نورانی	جسکی جبریل کرے درباری
آستانہ ہوا وہ شام و سحر	سجدہ گاہ ملک جن و بشر
چوم فیما ہی کبھی بیشانی کو	کبھی اوس چہرہ نورانی کو
کبھی نہلاتی تھی خوش ہو ہو کر	پانی پیتی تھی قدم دھو دھو کر
گرد پھرتی تھی کبھی سو سو بار	جیسے ہوشیہ پر پروانہ شمار
کبھی کریمتی میساختہ شور	چاند کو دیکھ کے جس طرح چلو
کبھی آنکھوں میں بٹھالیتی تھی	کبھی سینے سے لگالیتی تھی
خواب سے کرتی تھی جسم سید	آنکھوں سے تلون کو ملتی سربار
بخت عالم ہے تو ادب جاگ	جاگنا بخت کا سہہ بے جاگ
جب جگاتی تو جگاتی تھی یون	اور سلاتی تو سلاتی تھی یون

مرے اللہ کے پیارے سو جا
آفتابِ عربیٰ کر آرام
سو مرے شمعِ شبستانِ طرب
تو بھی اک مہرِ درخشانِ خواب
مرے دولت کی نشانی سو جا
مرے آنکھوں کا بنے گہوارہ
دیتی تھی بھیخہ مرگانے سنوار
شیرہ جان کو ملا کر لاتی
سینہ اوس حسن کا گنجینہ ہے
آپ بھی مکہ نہ سکتی جی بھر
جیسے تپلی کا ہو آنکھوں میں گہر

سو مرے عرش کے تار سو جا
ماہِ والنسیٰ کر آرام
سو مرے ماہِ عجم مہرِ عرب
سنتھ پہ سورج نے کیا شتاب
آئینہ بی بی کے جانی سو جا
ترے آرام کو اے مہیار
کنگی بالون میں جو ہوتی دکھار
پانی منہ دھونیکو جا کر لاتی
دل کو کہتی تھی کہ آئینہ ہے
تانا لک جائے کہیں انہی نظر
قد وہ بوٹا سا تھا بس یہ نظر

جان و مال اپنا فدا کرتی تھی
جی سے خدمت میں رہا کرتی تھی

حلیہ کہتی ہیں کہ جب تک آپ آرام فرماتے۔ میں کھڑے ہو کر
یہ لولی سُناتی تھی۔

اپنے جانی کا جھولا جہلا کر
سو سو سو مرے ماہِ سپر

لولی دیتی حلیمہ ہوشتر
سو سو سو مرے جانِ دلبر

	تمپے شر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر ^{۱۲}	
اپنے آنکھوں کا چولا بناؤں خواب شیریں میں گر تھکواؤں		تارِ شرکان کی ڈور سے لگاؤں لولی دے صدق دے سداؤں
	تمپے شر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر ^{۱۲}	
تیرا چہو لا جہلانے کے خاطر بست نہ فرماوے طفلِ صابر		حورین آئینِ بہنِ جنت سے فخر بہنِ منانے کو جبریلِ حاضر
	تمپے شر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر ^{۱۲}	
میرے لختِ جگر کیجے آرام میرے زیبِ نظر کیجے آرام		میرے نورِ البصر کیجے آرام مالکِ بحر و بر کیجے آرام
	تمپے شر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر ^{۱۲}	
میرے دلِ آفرینِ آوارم شیرینِ گفتارِ آوارم		میرے سالارِ آفرینِ آوارم شاہِ مختارِ آفرینِ آوارم
	تمپے شر بان ہے جانِ مادر	

بعد ثویہ کے حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ تفصیل اس بیان کی یوں ہے
اون دنوں میں اہل مکہ بعضے بسبب شوکت اور عظمت کے اور بعضے فساد
آب و ہوا کے خوف سے اپنے۔ لڑکوں کو دایوں کے سپرد کر دیتے تھے
تا اطراف و جوانب قصبات و قریات میں لیجا کے۔ پرورش کریں
حلیمہ سے روایت ہے کہ اوس سال قحط عظیم ہوا۔ چنانچہ سبزہ شہر و نین
اور شیر پستانوں میں باقی نہ رہا۔ باغوں میں درخت خشک ہو گئے۔ اکثر
اوقات صرف برگ و گیہا سے روزہ افطار کرتے۔ اور تین تین دن
دانہ میسر نہ ہوتا تھا۔ ایک بار مجھے تین شبانہ روز کھانا میسر نہ ہوا۔ شدت
گر سگی سے طاقت طاق ہو گئی۔ اوس وقت میں جو حاملہ تھی ناگہان درد
میں مبتلا ہوئی۔ نہیں جانتی کہ خواجہ یا ضعف کے سبب حالت غشی تھی اسی
غفلت میں۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص مجھ کو دودھ کی دریا میں بار بار
غوطے دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جب قدر پی سکتی ہے خوب آسودہ ہو
پی۔ تاکہ تیرے دودھ میں۔ برکت بے اندازہ ہو اور اسی شیر کی بدولت
عزت ابدی اور سعادت سرمدی تجھے حاصل ہونی ہے۔ میں نے وہ دودھ
بہت آسودہ ہو کے پیا۔ اور جب قدر پیتی تھی وہ شخص اور زیادہ مبالغہ
کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ اے حلیمہ تو جانتی ہے کہ میں کون ہوں یہ
میں وہ حمد اور شکر ہوں کہ۔ تو محنت اور گر سگی کی حالت میں بچا لائی

اب بٹھائے مکہ کے طرف جا اور نتیجہ اس شکر کا یہ ہے کہ - اوس سرزمین
ایک نورس طبع اور ضیائے لامع اپنے سات لا - الغرض جب مجھ کو غفلت سے
ہوش آیا - دیکھتی کیا ہوں کہ وضع حمل ہوا فرزند تولد ہوا ہے - اوسکے
چند روز کے بعد - قافلہ مکہ کے طرف روانہ ہوا میں بھی اپنے شوہر کے ساتھ
چلی - اثنائے راہ میں غیب سے آواز آئی کہ اس سال حق تعالیٰ نے بدولت
ولادت ایک فرزند کے جو قریش میں پیدا ہوا ہے تمام عورتوں پر -
لڑکیوں کا پیدا کرنا حرام کیا ہے - اے زنانِ بنی سعد دوڑو اور اوس
دُرِ قیم بھر عظمت کو لو - زتبے نصیب اوس عورت کے کہ - اوس
دولت بابرکت سے شرف ہو - زنانِ بنی سعد یہ قرودہ سنتے ہی
بے تعجل تمام مکہ کو چلین - اور میرا دراز گوش جس پر میں سوار ہی بسبب
لاغری کے ایک قدم چل نہیں سکتا تھا - ناچار ایک منزل میں مقام کیا -
وہاں خواب دیکھا - ایک درخت میوہ دار - سرسبز میرے
سر پر سایہ کیا ہوا ہے - اور تمام زنانِ بنی سعد میرے گرد اگرو
جمع ہیں - اوس درخت سے ایک خرمائے ترمیرے دامن میں گرا
میں نے وہ خرما کھایا ایک مدت تک اوسکا مزاجان پر رہا
حاصل کلام - دو شنبے کے دن مکہ میں پہونچی - قافلہ مجھ سے پہلے
مکہ پہونچ کر تمام عورات سب دولت مندوں کے لڑکوں کو پیشتر سے ہی

لے چکی تھیں۔ میں اپنے تاخیر سے نادام اور مایوسی سے یہ عرض کرتی تھی۔

اے مظہر نور خدا کا ہے نظر بر من فلک اندر فرقت تشنہ ام سہل زبرد ششہ ام در خاتہا و مدرسہ در دیو مسجد ویدہ ام اے سرور و الامکان اول توئی آخر جہا در میکدہ پیر میخان می ریخت در جانِ لہم اسم تو احمد آمدہ میم است پردہ در احد	وے رو تو بدرالد جا کا ہے نظر بر من فلک اے چشمہ آب بقا کا ہے نظر بر من فلک بہر جا ست از حسنت ادا کا ہے نظر بر من فلک از تست ہر جا جلو ما کا ہے نظر بر من فلک گشتم بہ عشقت بتلا کا ہے نظر بر من فلک اے مظہر شان خدا کا ہے نظر بر من فلک
--	--

اے باعث ایجاد ما وے شافع روز جزا
بہستم بہ عصیان بتلا کا ہے نظر بر من فلک

ہر چند جستجو کرتی تھی کوئی لڑکا میسر نہ ہوتا تھا۔ ناگاہ ایک شخص کہ۔
آہنا عظمت اور شرافت کے اوسکی پیشانی سے ظاہر تھی۔ سامنے آیا
اور کھا کہ کوئی عورت اس قافلہ میں باقی بھی ہے۔ جسکو کوئی لڑکا میسر
نہوا ہو۔ میں نے اوس سے نام پوچھا۔ کہا کہ میں عبدالمطلب بن ہاشم
سے۔ لڑکا پیش ہون اے حلیمہ میرے گھر میں ایک لڑکا ہے یتیم
بے پدر محمد نام ہر چند زمان نبی سعد سے میں اسرار کرتا ہوں۔ کوئی
اوسکو بسبب یتیمی کے قبول نہیں کرتی۔ اور سب یہی کہتی ہیں کہ

طفل بے پدر سے فلاح اور بہبودی کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اب تو
 کیا کہتی ہے۔ مین نے اپنے شوہر سے پوچھا۔ اوسنے کہا بے تامل
 بیدریع ابھی جا اور اوس دریتیم دریائے سعادت کو جلد لے آ۔
 مبادا کوئی اور لیجائے۔ اور تو یوں ہی مایوس پھر آئے۔ اور میری
 خواہر زادی نے کہا کہ زمان بنی سعد اہل مال کے اطفال سے متمول
 ہوئیں۔ اور تو ایک یتیم کی کفالت کرتی ہے کہ افلاس میں خبر گیری
 اوسکی اور یہی موجب زیادتی رنج و مشقت کی ہووے۔ یہ بات
 سُنتے ہی۔ میرا بدن ہیبت سے تھرا گیا۔ مین نے کھا۔ اگرچہ لڑکا
 بن باب کا ہے لیکن عبدالمطلب سردار قریش اوسکا دادا ہے۔
 اوسکی قدر کوئی نہیں جانتا میں خوب جانتی ہوں۔ حاصل کلام میں
 عبدالمطلب کے ساتھ گئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسوقت
 خواب استراحت میں تھے۔ وہ جمالِ ستودہ خصال دیکھتے ہی
 شیر میری پستان سے بے اختیار جاری ہوا۔ مین نے حضرت محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ
 تبسم فرمایا۔ اوسوقت ایک ملاحظت دیکھی کہ تمام عمر کسی صاحبِ جلال
 وہ ملاحظت دلشین نہ دیکھی تھی۔ بی بی آمنہ نے۔ اوس کو ہر درج یکتائی
 اختر برج دلربائی کو میرے گود میں دیا۔ مین اوس بحرِ ناپیدا کنار

عظمت سراپا خیر و برکت کو آغوش میں لیکر مقام فرود گاہ میں آئی

<p>درود یوار سے آتی تھی صدا شکر کرتی تھی خدا کا پیہم حق نے بخشی مجھے دولت عجیب دوڑاوس گل کو پلاتی تھی میں کبھی مکھڑے کے بلاکین لیتی ۛ</p>	<p>کہ حلیمہ یہ ہوا فضل خدا کہ نہ تھے مستحق اس فضل کے ہم مجہ حلیمہ کے کہاں تھے یہ نصیب گل سے پہولے نہ سہاتی تھی میں صدقے ہو ہو کے دعائیں دیتی</p>
---	--

کبھی صورت کا تماشا کرتی
ٹکٹکی باندھے دیکھا کرتی

صبح کو قافلہ کے ساتھ وطن کے طرف روانہ ہوئی ہنگام مراجعت
اٹنائے راہ میں۔ جو کچھ عجائبات اور غرائبات واقعات شہادہ
ہوئے بیان اوسکا طاقت بشری سے خارج ہے۔ از انجملہ ایک
یہ ہے کہ یا تو میرا دراز گوش چل نہ سکتا تھا۔ یا ایسا تیز رفتار
سُبک خرام ہوا کہ کوئی دراز گوش اوسکی گرد کو بھی نہ پہونچتا تھا۔
اور واقعہ عجیب تو یہ ہے کہ گے سے نکلتے ہی۔ دراز گوش نے
کعبہ کے طرف متوجہ ہو کر تین بار سجدہ کیا اور کہا۔ اللہ نے میری
شان عظیم کیا ہے۔ اور قوت و زندگی از سر نو دیا ہے۔ اے زمانہ
بنی سعد تم جانتی ہو کہ مجھ پر کون سوار ہے اور میں کس کا مرکب ہوں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میرا رکب ہے۔ اور جس مقام میں گنبد
ہوتا تھا۔ اطراف و جوانب سے یہی آواز آتی تھی اے حلیمہ۔ آخر غمی اور
بزرگ ترین زمان بنی سعد ہوئی تو۔ اور جس منزل میں اتفاق ٹھہرنے کا ہوا
اللہ تعالیٰ اوس زمین کو فوراً سرسبز اور شاداب کر دیا۔ آخر کار
گہر پہنچی۔ سبحان اللہ گہر میرا نورانی بن گیا۔

واہ کیا طالع بیدار ملے	جسکو کوئین کا سر دار ملے
نور سے کیوں نہ ہو معمور گہر	جلوہ اخضر اہو جہان پیغمبر
کس طرح گہر نہ ہو وہ نورانی	جسکی جبریل کرے درباری
آستانہ ہوا وہ شام و سحر	سجدہ گاہ ملک جن و بشر
چوم تہی کبھی پیشانی کو	کبھی اوس چہرہ نورانی کو
کبھی نہ پاتی تھی خوش ہو ہو کر	پانی پیتی تھی قدم دہو دہو کر
گرد پھرتی تھی کبھی سو سو بار	جیسے ہوشیح پہ پروانہ نثار
کبھی کہ بٹتی پیسائے شہور	چاند کو دیکھ کے جس طرح چلو
کبھی آنکھوں میں بٹھالیتی تھی	کبھی سینے سے لگالیتی تھی
خواہے کرتی تھی جسم بیکر	آنکھوں سے تلون کو ملتی ہر بار
بخت عالم ہے تو دلبر جاگ	جاگنا بخت کا ہے بہتر جاگ
جب نکالتی تو جگاتی تھی یون	اور سلاتی تو سلاتی تھی یون

<p> سومرے عرش کے تار سو جا ماہ والا نسب کی کر آرام سومرے ماہ عجم مہر عرب منہ پہ سورج نے کیا شب آمنہ بی بی کے جانی سو جا نرے آرام کو اے مہ یار کنگی بالون میں جو ہوتی دکار پانی منہ دھو نیکو جا کر لاتی دل کو کہتی تھی کہ آئینہ ہے تانا لک جائے کہیں انہی نظر قد وہ بوٹا سا تھا بس یہ نظر </p>	<p> مرے اللہ کے پیارے سو جا آفتاب عربی کر آرام سومرے شمع شبستان طرب تو ہی آئینہ درخشان کز خواب مرے دولت کی نشانی سو جا مرے آنکھوں کا بنے گہوارہ دیتی تھی نیچے شمر گانے سنوار شیرہ جان کو ملا کر لاتی سینہ اوس حسن کا گنجینہ ہے آپ بھی دیکھ نہ سکتی جی بھر جیسے تیلی کا ہو آنکھوں میں گھر </p>
---	---

جان و مال اپنا فدا کرتی تھی
جی سے خدمت میں رہا کرتی تھی

حلیہ کہتی ہیں کہ جب تک آپ آرام فرماتے۔ میں کہڑے ہو کر
یہ لولی سُناتی تھی۔

<p> لو لی دیتی حلیہ ہو خوشتر سوؤ سوؤ مرے جان دلبر </p>	<p> اپنے جانی کا جھولا جہلا کر سوؤ سوؤ مرے ماہ سپر </p>
---	--

	تمپے تر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر	
اپنے آنکھوں کا جو لاناؤن خواب شیریں میں گر تھکواؤن		تارِ شرکان کی دُورے لگاؤن لولی دے صدق دے سلاؤن
	تمپے تر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر	
تیرا جو لاجبِ لانے کے خاطر بٹ نہ فرامے طفلِ صابر		حورین آئینِ بہنِ جنت سے فخر بہنِ منانے کو جبریلِ حاضر
	تمپے تر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر	
میرے لختِ جگر کیجے آرام میرے زیبِ نظر کیجے آرام		میرے نورِ البصر کیجے آرام مالکِ بحر و بر کیجے آرام
	تمپے تر بان ہے جانِ مادر کرو آرام میرے پیہر	
میرے دلدار فرماؤ آرام شیرین گفتار فرماؤ آرام		میرے سالار فرماؤ آرام شاہِ محنت فرماؤ آرام
	تمپے تر بان ہے جانِ مادر	

اور علیہ بھی روایت فرماتے ہیں کہ اس وقت بھی عدل موافق رہا
عدالت اراکے تھا۔ یعنی سوائے پستان راست کے کسی پستان
چپ سے دودہ نہ پیا۔ اور پستان چپ ہمیشہ سے اپنے شریک
یعنی میرے فرزند کو محبت کی۔ اور میرا فرزند بھی کسی وقت پستان
راست کے طرف پیاس ادب مانل نہوتا تھا۔ ہر گاہ جناب سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم دودہ پینے سے فارغ ہوتے تھے۔ میں چاہتی تھی کہ
لبھائے مبارک کو پاک کروں۔ غیب سے خود بخود پاک ہو جاتے
جستہ بالیدگی اور اطفال کو ایک برس میں ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک دن میں ہوتی تھی۔ جب دو مہینے گزرے۔ ایما اور اشارہ
خود فرمانے لگے تیسرے مہینے اوٹھکے اپنے پاؤں سے کھڑے ہوئے۔
چوتھے مہینے ماتہ دیوار پر رکھ کر چلنے لگے۔ پانچویں مہینے طاقت خرام
چھٹے مہینے قوت تیز رفتاری۔ ساتویں مہینے دوڑنے کی قدرت
حاصل ہوئی۔ آٹھویں مہینے استعداد گفتار پائی۔ نویں مہینے
گفتگو بفصاحت تمام فرمانے لگے۔ جب دس مہینے گزرے۔
تیر اندازی میں۔ اطفال کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے۔ جب دوسرے
برس میں قدم رکھا۔ عین شباب معلوم ہوتا تھا۔ اور حسن
وہ حسن کہ جسکی نذیر نہ کہتا تھا۔ بقول مولف۔

اصل کیا یوسف کی حسنِ مصطفیٰ کے سامنے
اپنے دامنِ بین جیہا لینا چھپا یا شاہد
ہے یقینؔ وہ بخشد یگانا آپ ہی کے فضل سے
اے مدنیؔ کی زمین بھر رہے نور کبریا
و کیا لینا حشر میں نعلین لیکر فخر سے
ہو و دیدار نبیؔ مجھ کو میری وقتِ نزع
گرمے تھوڑی سی جا مدفن کو روستے کے قریب
تا کہ وقت میں تڑپوں اپنی یا مصطفیٰؐ
بیٹھے بیٹھے وصل کا سامان خدانے کر دیا

ماہ بے رونق ہے مہرِ رُضیا کے سامنے
دقتر عصیا کلبہ جسمِ خدا کے سامنے
کچھ نہیں عصیا مرے فضلِ خدا کے سامنے
کیون نہ تجھ کو فخر ہو عرشِ اعلیٰ کے سامنے
میں رہو نگامِ کرب خیر الورا کے سامنے
دم نکل جائے آہی مصطفیٰ کے سامنے
میں رہو نگارِ تدن شاہِ ہدا کے سامنے
کیا بھر وسہ زندگی کا قہصا کے سامنے
در دہلو میں نہ اوٹھا و لریا کے سامنے

عفو ہو جائیگی اے تحقیق سب میرے گناہ
جاؤنگا جب روزِ محشر مصطفیٰ کے سامنے

حلیہِ سیدیہ سے روایت ہے کہ اول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبانِ مبارک سے یہ بات نکلی۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر
والحمد للہ رب العالمین۔ بقول حضرت شمس طبریز رحمت اللہ علیہ۔

ماک الملک لا شریک لہ
عاشقانِ جانِ دلِ شہار کنند
مصطفیٰ یافت در شبِ معراج

وحدہ لا الہ الا ہو
بردر لا الہ الا ہو
خلعت لا الہ الا ہو

ذکر شان لا الہ الاہو
صفتش لا الہ الاہو
چرتش لا الہ الاہو
برکتش لا الہ الاہو
میوہ اش لا الہ الاہو

صوفیان گزشت می طلبند
باغبان قدیم لم یزلی
طوق لعنت فگند برابلیس
مومنان را نعیم شد روزے
خوش در حقیت در میان جنت

شمس طبریز گر خدا طلبی
خوش بخوان لا الہ الاہو

اور جب سے کلام فرمانے لگے کوئی حیرت و ن بسم اللہ کہے کہ
ہاتھ میں نہ لیتے تھے۔ اور کبھی مثل اطفال کے بستر پر بول و غایط
کا اتفاق نہوا۔ مگر ایک وقت معمول مقرر تھا۔ پہر اس بستر
و ہونیکے کچھ حاجت نہ تھی۔ غیب سے خود بخود ادا کی شست و شو
ہو جاتی تھی۔ اور کبھی ستر عورت ظاہر نہوتا تھا۔ اور کسی وقت اطفال
کے ساتھ لہو لعب میں مصروف نہوتے۔ اور فرماتے کہ حق تعالیٰ نے
ہمیں کہیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔ ہر روز ایک نور مثل نور
آفتاب کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور کچھ
غائب ہو جاتا تھا۔ شب کو ماہ آسمان سے آتین کرتے تھے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ فرماتے تھے۔ وہ اسی طرح چھوٹتا تھا

قصیدہ

پھر تے ہیں چرخ پر جو یوں شمس و قمر الگ الگ
 روئے نبیؐ پہ ہیں مندا شام و سحر الگ الگ
 اپنی بی بی کا جسبج ظہور فرشتہ زین پہ ہو گیا
 امن سے رستے ہیں سبھی جن و بشر الگ الگ
 بھر گواہی صدق سے آئین چلے سہ کے بل
 گاہے شجر حب اجد اگا۔۔۔ ہے حجب الگ الگ
 عشق نبیؐ کا لاشکے بوتا شجر حو و لہین میں
 مقصد دل کے سیکڑوں ہوتے شمر الگ الگ
 آئے وہ خواب میں مرے فکر ہوئی جو ندر کی
 نکلے تڑپ کے پہلو سے قلب و جگر الگ الگ
 تن کی خبر نہ جانو تہی جان کی خبر نہ تن کو تہی
 جلوہ یار کا ہوا دل پہ اثر الگ الگ
 دامن یار کی لگی آتش عشق کو ہوا
 قلب و جگر سے سیکڑوں نکلے شمر الگ الگ
 مدحت رخ و زلف کی صبح سے لیکے رات بھر

روز تلاش ہے مجھے آٹھ پندرہ الگ الگ
 دہشت قبر ہے جدا وحشتِ حشر ہے جدا
 جان تو ایک ہے مگر خوف و خطر الگ الگ
 نعتِ نبیؐ جو میں لکھا دل نے دیا یہی صدا
 تجھ کو ملین نہ کس طرح خلد میں گھر الگ الگ
 تحقیق ہند سے تو کر سوئے مدینہ اب سفر
 تجھ کو بلائے ہیں نبیؐ سب سے مگر الگ الگ

روایت ہے۔ کہ جب بن حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
 تین سال کا ہوا۔ ایک روز آپ نے حلیمہ سے پوچھا کہ۔ اے
 مادر کیا سبب ہے کہ آج بھائی کو گھر میں نہیں پاتا ہوں۔

بولی مان کہنے پہ صدقے دالی	وہ تیرا دودہ شریکا بھائی
بکریاں دن کو چراتا ہے وہ	شام کو گھر میں پہر آتا ہے وہ
دن کو جو تجھ سے جدا رہتا ہے	گھر کے کاموں میں پنہاں رہتا ہے

یہ سن کر آپ نے بہت رویا۔ اور فرمایا کہ۔ کیا میں اون سے بھی کتر
 ہوں کہ آپ مجھے اوس کام کو نہیں بھیجتے۔

وہ دل افکار بلائیں لپکر	بولی اے لختِ جگر نور بھر
تیرے سب حکم بجا لاؤنگی	پر تجھے واں تو نہ جانے دوںگی

بہر چند کہ حلیمہ بہت کچھ عذر کیا۔ پر مقبول خاطر نہ ہوا۔ فرمایا کہ اسے
 مادرِ یہ مجھے نہو گا میں ہی اپنے بہائی کے ساتھ کل چراگاہ کو بکریاں
 چرانے جاؤں گا۔ گھر میں بیٹھ کر مفت کی روٹیاں نکھاؤں گا۔ جب
 صبح کو اپنے قصدِ چراگاہ کا فرمایا۔ جبریلؑ پر حکم ہوا۔ کہ اے جبریلؑ
 آج محبوبِ رب جلیل عازمِ دشت ہے مانِ جلدی سے۔

گل سے ہر نخلِ منور ہو جائے	دشتِ خوشبو سے مٹھو جا
شاخِ ہر غنچہ و گل نور ہے	ہر شجر و ان شجرِ طور ہے
دشتِ سب وادیِ امین بنجائے	بن یہ فردوس کا مسکن بنجائے
ہر طرف شوق کی کلیاں کہلجائیں	چشمون سے خلد کے نہرین ملجائیں
بکریاں سنبری کی خواہش جو بکریں	سنبل گلشنِ فردوس چسپیں
شاخِ طوبیٰ کی چٹری بنو او	بکریاں مانگنے کو لیجاؤ
شیرِ بکری کی کرے چوپانی	باز صعوہ کی کرے مہمانی
خلدِ پاک یہ جنگل ہو جائے	سبزہ اوس اہ کا محل ہو جائے
جس طرف وہ قد بے سایہ چلے	سایہ کو ابرگران مایہ چلے

جس طرف وہ مہ انور نکلے

مہراوس راہ سے بچکر نکلے

الغرض جب وہ شاہِ لولاک لما۔ رونق افزائے بیابان ہو۔

ہر حری بوٹی اور ہر شاخ و شجر حجر سے صدا آتی تھی کہ - السلام و علیک
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - پہ تو یہ معمول رہا کہ دن کو بکریاں
چراتے اور شام کو گہرین شریف لایا کرتے - ایک دن انی حلیہ تنہا
گہرین بیٹی تھیں کہ اونکا بیٹا کانپتا اور مانپتا مضطر اور سراسیمہ حال رہتا تھا
اور حلیہ سے کہا کہ اے مادر مہربان گہرین بیٹی کیا ہے چل دیکھو مجھے
علیہ وسلم کا کام تمام ہوا - دو حرفیون نے سینہ کو چہری سے چاک کر ڈالا -
خاک پر لٹا کے چہری کو سینہ پر چلاتے مین نے دیکھا ہے - آئینہ تھین
معلوم کہ کیا واقعہ ہے -

گر پری خاک پہ اور چلائی
چوڑ کر مجھ کو سد مارے افسوس
لعل تو نے مرا کہنا نہ سنا
اب کہان دیکھنے پاؤں تجھ کو
خاک سے اوٹھنے چلی جنگل کو
آہ کے ساتھ اوٹھاتی تھی قدم
اس طرح مانگتی جاتی تھی دعا
خیر ہوا و س مہ انور کی خیر
موت اوں پیاری کی آئے مجھ کو

سنکے یہ بات حلیہ دانی
ہائے جانی مرے پیارے افسوس
مین تو کہتی تھی کہ جنگل کو بیجا
اب کہ ہر دھونڈنے جاؤں تجھ کو
پھر جو ہوش آیا کچھ اوس بکلی کو
اشک آنکھوں سے روان تھے ہیم
دم بدم کرتی تھی فریاد و بکا
یا الہی مرے دلبر کی خیر
یون ہی گراؤ کو قضا آئی ہو

جان جائے مرا چانی بج جائے	وہ مرا یوسف ثانی بج جائے
گہرا دستہ لیکے سلامت جاؤں	آمنہ کی مین امانت پاؤں
میری اولاد سب یک بار مرے	یہہ حلیمہ جگر افکار مرے

پر سلامت رہے احمد پیارا
ہے مجھے سب سے محمد پیارا

اس آشتائین ناگاہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سامنے سے
آتے ہوئے نظر آئے۔ دیکھتے ہی جان رفتہ تن مین واپس آئی۔
گود مین اوٹھا کر کلیجے سے لگا کر گنتی تھیں۔ بقول قطب۔

اے بگڑ شمع رویت عالم پروانہ	در لب شیرین تو شور است در غم خانہ
من بہ چندین آشتائی میخورم خون جگر	آشنار احوال نیست و اے بریگانہ
منزل غم ہائے تو شد سینہ ویران من	لاجرم باشد ہمیشہ گنج در ویرانہ
ماہ من گرمی توانی رحم کن بر بیدلان	کز تو ماندین حکایت در جہا افسانہ

قطب مسکین گر گناہے میکند عیش مین
عیب کے باشد گناہے میکند دیوانہ

آپ نے فرمایا اے مادرِ کچھ خوف نکر۔ دو شخص آسمان سے آگے
اور مجھے ایک کو بلند پر لچا کے میرا سینہ ناف تک چاک کیا۔
اور میرے دل کو آبِ رحمت سے دھویا۔ اور آلائشِ دنیوی سے

پاک کر کے نور سے معمور کر دیا کیون نہو اسے مومنو بقول مولف۔

سچے قلب نبی راز الہی کا خزینہ
اب کیجئے امداد مری شاہ مدینہ
ہو قلب مرا عشقِ پیہر کا خزانہ
کس کام کا ہے ہندین رہ کر اجینا
کس طرح سے ہے ہجر کی تلوار سے نخی
نعلین مبارک کے عوض جو تھے جھکو
کنہہ ہے محبت رخ انور کی جو اوپر
گمراہ کہی ہو تا نہین آپکا پیرو
جب نزع میں آئے ملکوت پہنچیا
کافی ہے وہ ملنے کیلئے میرے کفن کو
یہہ نشوونما چارہی دنگا ہے جہانین

گنجینہ اسرار ہے خیرت کا ہی سینہ
دریائے گنہ کے ہے طلاطمین سفینہ
معمور ہوا و صاف نبی سے مرا سینہ
ہے آرزوئے دل ہی مسکن ہو مدینہ
دیکھتے تو ذرا چیر کے کوئی مرا سینہ
کافی ہے جو لمبائے ترے در کا ہی زینہ
ہے شمع سے بہتر دل روشن کا نلینہ
دنیا سے الگ ہے ہدایت کا قرینہ
شاید کہ بلائے ہن مجھے شاہ مدینہ
لمبائے اگر عطر کی جاتیر اپ سینہ
دنیاں یہ عبت مرنے سے یہ نفس کھینہ

تحقیق کی دنرات یہی توجہ دعا ہے
یار ہو عطا مجھ کو بھی دیدار مدینہ

حضرت نے فرمایا کہ پھر میرے سینہ پر مات پہیر کر شگاف سینہ بند
القیام پذیر ہو گیا۔ صحیح روایتوں میں ہے کہ کل تین مرتبہ سینہ مبارک
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاک کر کے تجلیات الہی سے

نامور کر دیا گیا ہے۔ ایک سہ سالہ عُمر میں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔
 اور دوسرے مرتبہ دس سالہ عُمر میں۔ تیسرے مرتبہ عالم شباب میں۔
 حلیمہ سعدیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ رہی تھی ہر چند مفارقت
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ سخت ناگوار تھی لیکن بمقتضائے مصلحت
 ایک روز آنحضرتؐ سے کہا۔

مری جان میں ترسے صدمہ جاؤں | چل تجھے گھر ترے پہونچا آؤں

اس ارادہ کے ساتھ ہی مفارقت کے نشترِین قلب و جگر پر خوب
 کام کئے۔ بتقریب سو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹ کر کہتی تھیں
 بقول بندہ۔

مچھڑ میں تابِ فرقت نہیں ہے | تصور سے اوس نقشِ پا پر کہیں
 نہیں تو نہیں نقشِ پا ہی بے بس
 صبا کے پہونچیں جو سوئے مدینہ
 جدائی کے ماتو نسے آفت میں ہیں ہم
 کرین کیا کہ تقدیرت نہیں ہے
 عمرِ یونانی اتنی ہی ہمت نہیں ہے
 جو آنکھیں ملین ایسی قسمت نہیں ہے
 الہی کرین کیا یہ قدرت نہیں ہے
 کرین کیا کہ ہم میں وہ طاقت نہیں ہے

نظر و نسے دور رہنے کا پیار گلا نہیں | دو ما
 وہ دن خدا کر کے دینے کو جائیں ہم
 جالی پکڑ کے روضہ قدس کی بار بار
 دلتے قرین ایسے ہو کچھ فاصلہ نہیں
 خاکِ درِ رسول کا سرمہ لگائیں ہم
 سب حالِ دل رسولِ خدا کو سنائیں ہم

برائے خدا ہمو کو بیان کر تھی	نہ بولو کہ مجھ میری اُمت تھی
پہنتی پتی دھوپ پڑے ننگے پیر	دو یا حضرت پکا سا چہرہ نہ ہو سکے پیر
خبر لیجئے یا رسول کریمؐ	جدائی کی بند و بنین ملاقت نہیں ہے

بعد اوسکے حلیمہ جگر فگار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر
جانب مکہ روانہ ہوئیں ایک روز مکہ سے قریب ایک مقام پر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برسرِ راہ بٹھا کر رفع حاجت کیلئے لکھی
بعد واپس ہونیکے دیکھا تو آپکا پتانہ پایا کیونکہ ابر قدرت نے اوس
ماہ کو چھپایا تھا۔ پس اوس شید کی حالت نہایت اتر ہوئی۔
پھر تو حلیمہ کا سر تھا اور صحر اکی خاک تھی رو رو کر کہتی تھی۔

ہائے کس ابرین وہ ماہ چھپا	چھا گئی دلپہ مرے غم کی گہٹا
کیا ہوا دود کا پالا میرا	کیا ہوا گیسون والا میرا
کیا ہوا وہ گل باغ خوبی	کیا ہوا نور دل محبوبی
کیا ہوا سر گلستان کمال	کیا ہوا شمع شبستان جمال

راہ روئین جو شخص نظر آتا اوس سے کہتی تھی۔

میرے یوسف کا پتا دو لوگو	جسنے دیکھا ہو بتا دو لوگو
کہہی کہتی تھی کہ اے ماہِ لقا	اپنی دائی سے پیہ کی تو نے دعا
مین نے کیا اسلئے خدمت کی تھی	کہ ترے غم سے گرے میرا جی

دیکھتے تھکیٹ تو مجھ سے سیکل کی
 کچھ ترے دل پہ اثر ہے کہ نہیں
 کچھ تجھے میرا قلن ہے کہ نہیں
 معجزہ اپنا یہ دیکھا مجھ کو
 گر سلامت نہ تجھے پاؤنگی
 شاق ہے دل پہ جدائی تیری
 پالنے کی جو گنگا رتھی میں
 بس نہیں جلتا ہے بے بسوختن
 کیا کروں عشق کی بیماری ہے
 جز ترے گہر میں نجاؤنگی میں
 میں نے محنت سے تہا پالا تجھ کو
 مائے وہ چاند سی صورت افسوس
 جز ترے مکہ میں جاؤن کیونکر
 ترے دادا نے مجھے سو نپا تھا

چھانتی خاک ہوں اس جنگل کی
 کچھ تجھے میری خبر ہے کہ نہیں
 کچھ مرے دودھ کا حق ہے کہ نہیں
 آپ سے آپ تو ملجا مجھ کو
 میں تو جنگل ہی میں مرجاؤنگی
 دیکھہ مرجائیگی وائی تیری
 اس سنا کی نہ سناوارتھی میں
 کوئی ساتھی نہیں بیکیں ہوں میں
 دل سنبھلتا نہیں لا چاری ہے
 خاک جنگل کی اوڑاؤنگی میں
 سمجھی تھی گہر کا اوجالا تجھ کو
 مائے وہ نور کی مورت افسوس
 منہ تری مان کو دکھاؤن کیونکر
 مجھے شرمندہ نہ کیجو میٹا

یہ گریہ وزاری سلیمہ کی دیکھ کر ایک ہجوم خلقت کا جمع
 ہو گیا۔ ہر ایک ساتھ ہمدردی کے اس رنج و ملال کا
 سبب دریافت کرتا تھا۔

بولی اک گاؤں سے آئی ہونہیں
 مجھ پر ضعیفہ کا حلیمہ ہے نام
 کہو گیا دشت میں جانی میرا
 اس کے روتی ہوں با حالِ سقیم
 نعل میرا گہر ہیکت ہے :
 سر پہ چھوٹا سا عمامہ ہے سجا
 گال اوس گل کے ہین گورے گورے
 سر پہ ہین بال چند ولے ایسے
 اوس کے زلفونکے گہنکروالے بال
 سر ملین آنکھ بہ خرد کی رہن
 سامنے اوس کے اگر آتا ہے
 خم ابرو سے مہ نو ہے خجل
 نور ہی نور ہے اوس کا مکھڑا
 جلوہ افزا جو وہ دلبر ہو جائے

مصطفیٰ پیارے کی دانی ہونہیں
 میرا اس بن میں ہوا کام تمام
 گم ہوا یوسف ثانی میرا
 نہین ملتا ہے مرا درِ یتیم
 بچہ بن باپ کا یک لوتا ہے
 تن پہ ہے نہنا سا جامہ زیبا
 لال ہین آنکھ ہونہیں اوس کے ڈورے
 گل پہ سنبل کے ہو جہرٹ جیسے
 دل شیدا کے لئے ہین جنجال
 آفتِ جان ہے غضبِ چتون
 آفتاب ابر میں چہپ جاتا ہے
 تیر شرکان سے دلوجان بسل
 غیرتِ حور ہے وہ نامِ خدا
 راہِ خوشبو سے معطر ہو جائے

جبکہ لوگوں نے یہ کلام اوس کے سنا نہایت افسوس کے ساتھ
 جواب دیا کہ یوں تو خدا کی قدرت معمور ہے جو انسان کے قائلین
 خود خدا نظر ہو پائے مگر ان اوصاف کا کوئی بشر آج تک ہمنے دیکھا اور

سنا نہیں۔ آخر کار جب کسی طور سے اوس یوسف گم گشتہ کا پتہ ملا یا یوس ونا کام کلیجے کو تہام۔ بی بی آمنہ خاتون کے گہر بھی

لٹ گئی میری مائی لوگو
جان جاتی رہی سارے گہر کی
کہ تجھے میری قسم سچ بتلاؤ
چوڑ کر آئی ہے کیسا دائی
ایسی گہرائی ہے کیوں خیر تو

روٹے چلائی دہائی لوگو
بیکلی دیکھ کے اوسس مضطر کی
آمنہ بی بی نے اوس سے پوچھا
میرا بچہ تو ہے اچھا دائی
روٹی یون آئی ہے کیوں خیر تو

اوس نے کہا کیا عرض کروں بی بی میرا جی میرے قابو میں نہیں ہے
آپکا لاڑ لارا راہ میں کہو گیا۔ میرے جگر پر داغ مفارقت دے گیا
جس کے باعث میں جینے سے ناتہرہ دہو بیٹھی ہوں۔ اپنی جان
روٹی بیٹھی ہوں۔

شور ماتم سے تہا گہر من گہرام
تہر تہر آتا تہا بدن جی سہاڈ مال
رواٹھی ہائے مراد ریتیم پ

سنکے اوس خستہ مخزون کا کلام
کچھ نہ پوچھہ آمنہ خاتون کا حال
دل شیدا کا ہوا حال سقیم

یہہ کہتے ہی کہتے بی بی آمنہ خاتون کو یور شخم سے غش تیری ہوا
جب ہوش میں آئیں کہنے لگیں کہ برائے خدا کوئی جلد جاؤ اوسکے
دادا کو اس واقعہ سے خبر کر دو۔

لیکے ساتھ اپنے یگانے اور خویش
خاک اوڑتا ہوا صحرا دھونڈا
ایک لڑکا تھا اکیلا بیٹھا
اوسکی خوشبو سے مہکتا ہے چمن
بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ
کاسے گل تازہ ترانہ نام ہے کیا
کون سے گہر کا اوجالا ہے تو بہ
کسکے دل کا طرب اندوز ہے تو

سُنکے یہ بات وہ سردار قریش
لڑکھڑاتا ہوا گہر سے نکلا بہ
دیکھا کیلونکے درختوں میں چہیا
نور سے جسکے چمکتا ہے وہ بن
دلپہ تھا اوسکے جو یقوت کا داغ
جا کے نزدیک سے اوسکو پوچھا
کس چمن کا سروبالا ہے تو
شیع سان کس کا شبے وز ہے تو

یہ سنکر شاہ نے فرمایا - کہ میں احمد فخر ابو جد ہوں سب اہل عرب
اور عجم مجھکو ناشنی مطلبی قریشی کہتے ہیں -

گل پہ ہونے لگا بکبل اشار
خوب سینے سے لگایا اوسنے
کہ ملا یوسف گشتہ ملا بہ

جب سنی اوسنے یہ شیریں گفتار
اپنا مطلوب جو پایا اوسنے
فرش سے عرش تلک شور ہوا

غرض عبدالمطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہمراہ
لائے اور آمنہ خاتون جو اوسوقت تک غش میں تھیں صاحبزادے کو
گود میں بٹہلا کر کہا کہ اے آمنہ آنکہیں کہو لو اپنے دلدار کو دیکھو - جگہ بوجے
زلحف دلا رام مشام جان تک پہنچی نخلخہ کا کام کر گئی -

نہو نکر آنکھوں کی کہنے کھان
 اوٹھ کے سینے سے لگایا اوٹھو
 جب میری محبوب کی دید
 پھر تو کہہ میں تھی گھر گھر شادی
 تھی اوٹھ کر یا تلبیس سے اٹھی
 جانے دلا بار ہو دیکھی سہو تی
 کہتی تھی مجھے وہ پیارا چوٹا
 چمنستان ہے یہاں بہان نہ ہو
 غم حیران ہے جو گہرا آتی ہی نہ
 مجھ سے محبوب تھا آنا جانا
 یان نہ آنا ہے نہ جانا بنتا
 حسیں دنیا کے جو پابند ہیں ہم
 پنہن کے دام میں ہم کیا کیجیے
 حین دریا میں کسی شمشہ کو
 چھین خون جگر پیسا ہے
 دم نکلتا نہیں مجبور ہیں ہم
 جھکو وان جانیکا مقدور ہیں

سامنے لاکے کہا دیکھ یہاں
 اپنے آنکھوں میں ٹھہرایا اوٹھو
 شادیاں لون سے تھا سامان عید
 ہر طرف سے تھی مبارکبادی
 طرفہ آلودہ وحشت آئی
 ہو گئی وحشت خاطر دہنی
 جی نہیں لگتا ہے گہر میں میرا
 گہر ہو گوشت زندان مجھ کو
 گہر سے مکہ کو چلی جاتی تھی
 واہ کیا خوب تھا آنا جانا
 نہ تو رہنے کا ٹھکانا بنتا
 مبتلا سے الم چند ہیں ہم
 نہیں اوٹھتا ہے قدم کیا کیجیے
 گر نہ دیکھا ہو تو ہم کو دیکھو
 بے مزہ جینا ہی کچھ جینا ہے
 دل سہلتا نہیں معذور ہیں ہم
 وہ اگر چاہیں تو کچھ دوزخیں

قصیدہ مولف

کوئی صحرا نہ پسنداتا ہے دیوانیکو
دل ترستا ہے مراقب نبی یا نیکو
پہونچوں آنکھوں سے دیکھنے ہی میں جاؤ
وہ ہوا چاہئے اس غنچے کے کھل جانے کو
فردا اعمال سے عصیان کمر مٹھ جائیکو
آگ عصیان کے لئے کافی ہے جل جائیکو
خوف جلنے کا نہیں ہوتا ہے پروانیکو

دل تڑپتا ہے مرا سکتی جانیکو
تابِ فرقت نہیں اب بھر میری
جلد میں زندہ جاوید بنو بارالہ
میں رہنے کی ہوا کا تہہ بہت خوشمند
بارشِ اشکِ برستی ہے مرا کچھ نہ
گر نمی عشق محمد رہے قائم یارب
دل خیرا ہوتا نہیں شمع رخ احمد

جلد ملوئے تحقیق تڑپتا ہے بہت
یا تبتی رخِ منور او سے دکھلائیکو

بیانِ حلیہ شریف

سبحان اللہ ایسا آفتاب عالم تاب پر وہ خیب سے ۔ عالم
ظہور میں جلوہ گر ہوا کہ جس کے جمال سراپا کمال ۔ اور حسن صوری و
مضوی پر ۔ نو دصانع ازل ۔ اپنا محبوب بیان فرماتا ہے ۔
مرد سے زیبا آئینہ تجلیات خدا ۔ آفتابِ پرصیا ۔ قمر سراپا صفا
یعنی وہ چہرہ نورانی لطافت میں مثل آئینہ کے منظر انوار سبحانی
اور صباحت میں مثل خورشید درخشان ۔ اور طاہت میں

رَشکِ دہِ نازِ مہمان تھا۔

کیون نہ سوجان ہو گلزارِ معانی	محرزِ لکینی تصویرِ سرِ ایسے نبی
یحد وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سی ایسی کہی	نعمی ہی شکلِ مقدس کہ نزلِ شہنشاہی

ناز سے خامہ قدرت کے کہا واہ رے مین
بُوالِ اُنہا عارض پر نور کہ اللہ رے مین

کیسی تصویر کہ ہے صبح بھارا مکان	کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پروازِ جہان
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نورِ فشان	کیسی تصویر کہ ہے کلاکِ مضمرِ نازان

کیسی تصویر کہ سب صلی علی کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب جلّ علی کہتے ہیں

کیسی تصویر کہ ہے کنج کے نقاشِ ازل	خود لگا کہنے کہ ہے وصفِ مین، ثوابِ فصل
نیری صورت کے کہی معنی کا نقل و دل	انبیاءِ شرحِ مفصل ہیں تو متنِ مجمل

تو ہے خورشیدِ ترے سائے انجم ہیں ہی
تو ہے شمسِ تصویرِ مین تو سب ہیں قطبی

تو ہے داؤدِ نعم تو ہے سلیمانِ خاتم	فلکِ کجی ہے تو ذکرِ ذکرِ کیا ہے دم
خلعتِ خاصِ خلیل و برکاتِ آدم	شکرِ یقین و صبرِ دلِ یوسفِ بہم

حُسنِ یوسفِ دمِ عیسیٰ دیدِ ضادِ اری
انچہ خوبانِ ہمہ ازل تو تنہا داری

<p>اور یہ کہ وہ ایک بڑا بڑا آدمی ہے اور یہ کہ وہ ایک بڑا بڑا آدمی ہے</p>	<p>یو بی جیٹر کی کہیں کہیں خبر و ایساں کا رشتہ شرف</p>
<p>حسن یوسف دم ہستی یوسف دارا انجہ خوبان ہمہ دارند تو تنھا دارا</p>	
<p>ہاں خشت کو ہم حشمہ نور کا ہے دستگیر ہر جہاں ہے</p>	<p>دین پکارا کہ مرے گھر کو آجا لکرو مشعل مرو کیے پڑا ہوں مجھے زندہ کرو</p>
<p>حسن یوسف دم ہستی یوسف دارا انجہ خوبان ہمہ دارند تو تنھا دارا</p>	
<p>ہاتھ سے اپنے جیسے خافہ ہر اسلئے حاشیہ لکھا ہے</p>	<p>رخ پر نور سے قرآن کا پہلا نسخہ مشکر از بسکہ تھیں سو پہن کا نکلتا</p>
<p>رخ جو ایمان ہے تو اک جزو ہے ایمان ہے نیا حاشیہ مجھے منہ پر قرآن کا</p>	
<p>پیشانی نور عجیبہ شفقہ دقمر یعنی نصف ماہ کے طرح منور تھی۔</p>	
<p>لوح بسم اللہ ابرو جسے کہتے ہیں سورہ فاتحہ مصحف گل ہے وہ</p>	<p>وصف پیشانی میں ہوتا ہے قلم سرزین مصحف گل ہے رخ خاتمہ نوحہ دین</p>
<p>گلشن عالم تنزیہی رخ زیبا ہے ادس گلستان مقدس کا یہ بیبا ہے</p>	

چشم اشکال العین - اشطل العین - سپیدی آنکہ کی مائل سُرخی - اعجاز گاہی
 نہایت دلفریب - الحل العین سیاہی چشم - ملاح حسن ہر شہار
 غارت گر صبر و شکیب نگاہ کثرت حیا سے اکثر مائل زمین - اور
 روشت سے یکسان دیکھتے تھے - چنانچہ فرماتے تھے کہ میں دیکھتا ہوں
 وہ چیز کہ نہیں دیکھتے ہوں - اور سنتا ہوں وہ بات جو نہیں
 سنتے ہوں -

صفحہ ماہک انگشتِ قلم سے شوق	چشمہ محمد سے ابنِ بحرین ابونقی
زنگِ خسارِ بحرِ سامنے جسکے قق ہے	وصفِ خسارِ او اگر نیکانچہ پیر حق ہے

مطلع صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے
 حُسنِ مطلع پہ مگر فرد ہے لامانی ہے

منظرِ چشمِ نبیِ پرہی ذرا کیجئے نگاہ	طرفہ مضمون ہے مری پیش نظر ہوا گاہ
چشم بد و عجبِ آنکہ ہے مانتا	ایسی نرس کہین دیکھی ہے نہ با و ام

لاکہ اگر اچھی سے اچھی کوئی تشبیہ ہے
 چشمکین مارے سخیلو نظرفیہ کھے

گلابائے خسار برابر اور ہموار نہ چندان پر گوشت نہ چندان
 نحیف و زار -

رو برد آئے جو آئینہ تو اک سنگست	شمع کی بجائے ہو پیراں دہلیز کی پوری
---------------------------------	-------------------------------------

شمارت آجائے خوشید کو یہ سو دا
صبح ہو جائے قمر حسن یہ گریہ نہ لانا

حشر برپا ہو جو کٹغانی مقابل آئین
چرخ پر سورہ یوسف کو ملک لیا

رو برو جلوہ خوشید سے سایا کیا ہے
عالم غور سے دیکھو کہ پرہیزگت کیا ہے
سامنے شمع منور کے اندھیرا کیا ہے
اُمی ہونے میں بہلا آچکے شہباز کیا ہے

کوئی تدبیر توڑنے کی بجائے نہ رہی
نور رخسار سے حرف نمین سیاہی نہ رہی

ابر و ہوس سے باریک و خمدار -

ہیں دو ابرو سیاہ زیب جبین انور
نقشہ ابرو کا دکھائے جو عطار دلگداز
طاق بھخانہ خوشید کے آتے ہیں نظر
مہ نوتیغ سے مرغ کے ہو دو ویکہ

خواب میں بھی جو وہ زہرہ سی جبین نشا
مستری طالع کنعان کی زحل ہو جائے

دیکھو ہم پہلوئے پیشانی انور ابرو
آبرو سے دم خنجر ہیں مقرر ابرو
ہیں اسی آئینہ کصا کے جو ہر ابرو
موج دریا شجاعت ہیں سحر ابرو

مہ کامل میں مہ نوکی یہ تصویریں ہیں
یا کہچے معرکہ بدر میں شمشیریں ہیں

بقول مؤلف -

بیت

جو ابروئے نبی کعبہ بنا ہے
جد ہر وہ پھرتے ہیں پیرتا ہے یہی
بجازی سے ہوا عشق حقیقی
نہ جنگ دلیں ہو و عشق احمد
بتون کا دخل اب کیا خاک ہو گا
اگر احمد سے اٹھے پر وہ میم
محب صادق اونکا ہونہیں دل سے
میں کس کس عضو کی تعریف لکھوں
دیا ہے عشق گل بلبل کے دلیں
الہی خاتمہ بالخیر ہو و
مرے مظہر علی مرشد ہیں کامل

تو مجھ کو سجدہ کرنا ہی روا ہے
یہ دل کا ہیکو ہے قبلہ نما ہے
بتوں کے عشق سے دل ہر گدا ہے
اگر سجدہ کیا حق کو تو کیا ہے
ہمارے کعبہ دل میں خدا ہے
نئی اپنا احد سے کب جدا ہے
نقب جگا حبیب کبریا ہے
سر پایا آپکا نور خدا ہے
محمد کا مجھے شیدا کیا ہے
یہی ہر دم مری اس التجا ہے
یہ بندہ تو اوسی در کا گدا ہے

بہت سے انبیاء تھے یوں تو تحقیق
نبی تیرا بڑا ذی مرتبہ ہے

بیت شریف بلند اور بر انوار۔

آب آئینہ رخسار کے موج انور
یوسف حسن کی مہراج بیان عشق

بیت اقدس شانہ نشہ عالی منظر
خوبروی کا بلندی پہ ہمایون اختر

صفحہ خط مبارک پہ الف بیت

و یکسنا عارض انور کا خدا بنی ہے	
صورت چشمہ کوثر ہے جان نیر شاخ اوس نخل کی ابرو جناب اطہر	نخل بادام وہ بنی ہے لب کوثر اور اوس شاخ میں عین مبارک کس نیر
دل عارف ہی اوسی میں م لیتا ہے نور ایمان اوسی سائے کے قدم لیتا ہے	
لب بانی مبارک نہایت احسن -	
لب جان بخش کی تشبہ دم عیسیٰ آپ حیوان ہاں ہاں نظر نے کوہنئے دے	دی نہ دم دیتے رہ گئے مسیحا افقہ رنگے خورشید کے چہرے نور سے
کہوں یعقوب تو وہ باین بیابان لعل سمجھو اوسے آنکھیں مری تہ لہن قنبن	
تیرے گمان مبارک عشا قونکی نگاہوں میں مثل کرن آفتاب کے ہر وقت جا کرتے ہیں -	
اک دنیا سخن گون دل پر جو ہر سے چلکیں لکیر بونی بن سنا اکشے	صفحہ پریم کے لکھیں جسے آب زر سے بو تہ چشم پہ ہے آج رخ انور سے
صدقے اسے طالع بیدار ترے سونیکے دو طے آنکھوں کے نہیں ڈیلے ملن ہر سونیکے	
و نہ ان مبارک مثل اہل بے بھاد و خستہ ان حتی کہ تیرے وقت تمام	

درو دیوارِ نکس نور سے روشن ہو جاتے تھے۔

فکرِ صغیر و دندانِ بن گناہ سارا	رات بھرنا سے ہی گنتے رہے بیٹھے حسن
جس کی تشبیہ ہو اس کی جہنم کیا ملے	یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن

غور سے دیکھتے تو شیشے کے پرچہ جالے ہیں
یا لہذا غرافہ کار کے تنہا لے ہیں

قطرہ جب سائلِ شبیبہ در درِ کر	آیا امن میں لے کر دینی گوہر
پانی پانی میں ہوا جوشِ مروت سے	معنی تازہ طبیعت سے کہلے یوں دلہر

کہ درین قطرہ سائلِ نمرِ نا تھکھ نیست
در پے در پے آئینہ نا تھکھ نیست

اک قلم سے کلیدِ رحمت ہے بحران	ہو غفار کے دندانہ تشدیدِ بیان
نامہ بخششِ امانت ہے جو حضرت کی زبان	لفظِ اللہ سرِ نامہ ہے سلکِ دندان

نامہ ملفوفِ لبون میں ہے بطرِ زردِ خواہ
سے لفظِ حق ہے پیرِ پست لبِ انشا اللہ

غنی نے پیش لے کر چہرہ در درِ جہنم	گفتگو اس میں ہے بدلی مری طبع موزون
میں شگافِ قلمِ صنم اوسے کیونکہ	جس سے ظاہر ہوا ایحدہ ترخی کن فیکون

شعر اے اوسے کیا جانے کہ کیا کیجیہا
اسمِ قلم کا لکھنے محنت سمجھیا

<p>سچ تو یہ ہے، آپکا دیدار یا شاہ حجاز میں ہوں مجھ کو جسے سرکش ہے نصیب گلشن خسار رنگیں کا نظارہ ہے رند وہ ہوں شہین کہتا ہوں کہ ہر دم یا جان لیتا ہے اگر عشق ہی کیا اوس کا ہم آپکا دربار حقین عاشق ناچار کے میں ہوں محفوظ اس اسکے فریب کے</p>	<p>مجھ کو تو اللہ کے دیدار کے کم نہیں دشت شرب بھی مجھ کا زار کے کم نہیں آنکھیں میری زلزلے سے کہ کم نہیں بیخودی تو ہے مگر ہوشیار کے کم نہیں دشمن جان بھی مجھے لدا کے کم نہیں یا نبی اللہ کے دربار سے کہ کم نہیں ذال دنیا یا نبی مگر سے کہ کم نہیں</p>
--	--

کی طرح پونچھو نہ یا محمد مصطفیٰ
 آپکا تحقیق تو نادار سے کہ کم نہیں

صفت گوش مبارک دین سے بے بھرہ لوگ کے ہوش اڑا
 دیتی ہے۔

<p>گوش پر نور تہ زلف شب سہامستو رنگ کا اوسکے صبا سنکے چین میں کو</p>	<p>کہیں دھوکے ہی دیکے تو سحر ہو کا نور کہے گل سے کہ ہوا ہونہ ٹھہرے حضور</p>
---	--

گو ہر وصف کے گرد امین دریا پر ہو
 یوں صدف سے کہے ہوئی کہ بس چلے

محاسن مقدس تابہ سینہ معلیٰ۔

<p>پردہ کعبہ ہے کیسے حبیب دان</p>	<p>اور محراب حرم کا ہے اس بر و پیمان</p>
-----------------------------------	--

اوسین پاکیزہ مصلحت ہے مگر کا دامن	سرور چشم ہے بشیار و زک زلف و رخسار
زیر خسا و مبارک و خطا ایست لطیف	رحل ہے حسیم غلار کہا ہے قرآن شریف
گردن مبارک بزرگ گندرجی مصفا صراحی دار نہ زیادہ کوتاہی نہ زیادہ لائی -	
لو لگائے ہے پیروشنی طبع دلا	شرح کا فوری گردن کا دکھا ہے عباد
نہیں پروانگی پانی ہے مری فکر سا	پریخان جلتے ہیں جبریل کی اندیشہ کا
سرفرازی اسی گردن کو بہت زیب ہے	التش حسن ہو سوز کا پیشہ سلا ہے
بارک اللہ وہ گردن ہے کہ فوارہ نور	جس سے ڈوبے عرق شرم میں شمع طور
کسی مغل کی صراحی کا پھان کیا ند کو	بزم تنزیہ کی کہے اوسے سر جوش سرور
جسکی کیفیت اگر دیدہ باطن میں نہ آئے	خلد میں شمریت دیدار حق اچھو ہو جائے
بغل اور شانہ اور بازو درجہ اعتدال میں نرم پشت اور شکم صاف مثل سیم سادہ بے موگر ایک خط مو باریک سینہ سے ناف تک ہویدا سینہ وہ سینہ کہ جسکو راز الہی کا گنجینہ کہتے	
کون لکھے صفت سینہ صفا سرور	دست بر سینہ میں حشر ہے پھان جن و شمر

نوح محفوظ اسے یا عرش خدا پیش نظر	اور کہتے ہیں فرشتہ بھی یہی ہے اور ان کو
صدا کی آواز اور یہ حالت کہ جو کچھ کہتا ہے	بجے شہید علم لڑائی نہ کرے! نہیں ہے
جیسے نظریں کے وف کے صدر کے صاف	صاف و بیکر ہے اور کچھ نہیں
جس کو کہتا ہے سخن کشش مرکز کان	ان کے اندر سے یہ ان کا شہید
شرح صدر شہر عالی کا یہ یک نکتہ ہے	نظر کو یہ اسرار شہر اسرار ہے
جسمین مہراج لطافت میں یہ دریا	جو کہ لبرز لطافت ہے یہ وہ چٹا ہے
نظر میں عین میں شہر شہر کے	غیر میں سوچ ہے یہ بھر میں گویا بھر کے
خاموشی مہر کا اور سخن ہے شہر	درمیان دونوں کے خاتم نبوت ختم رسالت پر دلیل روشن رنگ
کہ ہوا نامہ پیغام نری ختم اسپر	اور صفائیں غیرت ید بیضا۔ اور کردہ کہ جس کی شبیر ہی کسی
ہوے پھر ہی جو سیہ دل تہہ گمراہ	چیز سے نازیبا ہے۔
صفت مہر نبوت کا بیان ہو کو نگر	مہر کی پشت پہ مہر ہے یہ ہے

ختم اللہ علی قلوبہم انا اللہ

اور احیائے مضامین میں فکر اسرافیل
ہو گیا ہم عدد و لفظ عدم لفظ عدیل

گرچہ پرواز میں اندیشہ ہے بال جبریل
نہ ملی پر کوئی نازک سی مگر تمثیل

قاف تک پہنچے بہت کاف مکر وہو نڈا
مکرین دیکھیں بین پر ایسی مکر عفا ہے

دستِ حق پرست حریر و دیاسے نرم تر - دستِ نبی کو پیر اللہ
کہنا بجا ہے -

شاخیں نکلیں جو کہوں شلخ گل رعنا ہے
بیل طبع کو غنچے کے طرح سکتا ہے

دستِ رنگین کی صفت بارگہ کیا ہے
طوطی ناطقہ اس باغین چب رہتا ہے

ماتھ باندھے ہوئے جبرئیل کہے رہے
دستِ گلچین کو بھان دستہ گل کہتے ہیں

قلم انگشتِ ششم ہے کفِ افسوس
سینہ کلک عطار دہوا حسرتِ شوق

ماتھ کینچے ہوئے رنگے مانی کافق
کلک مراح نے جب فحہ کو بخشی رنق

زنگ و بو ظاہر باطن کی سب اک جاہلو
میرے ماتونپہ تصدق ہوئے گجرا ہو کر

غور کیجئے تو بہت شبیہ نہیں خاطر خواہ
دونوں حق و تقابل ہوئے اللہ اللہ

گو کف دستِ منور کو مین کہتا ہوں؟
مہر انور ہے بتیلی مہ نونا خورش

ہے مجھ کو عقد انامل دیکھا
اک گھڑی میں مہ نو کو سہ کامل دیکھا

قدم مبارک کبھی خاک راہ سے آلودہ نہ ہوتے تھے۔

بزم میں تذکرہ پاک بنی گرسن پائے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پر آئے
شبنم کو رشک سے جلجائے کر نہ اٹھا
گرہ ابرو و خوبان کی حقیقت کہل جائے

ماہ نو گر کہیں چمپشی کا خمیازہ کرے
ناخن چشم فلک میں خلش تازہ کرے

قامت زیبا نحال بارغ قدس - چنستان انس موزون بدرجہ
اعتدال نہ چندان کوتاہ نہ چندان دراز۔

قد کے اوصاف رکھو یا نہ ہو کو بخدا
آب آئینہ باطن سے وضو کر کے ذرا
سجدہ سہو نہیں ایسی عبادت میں
انی و خبت کرو نیت صادق ادا

اٹھ کھڑے ہو پے تعظیم دم طاعت
یہی تلبیس بین عشاق کے قد قامت ہے

عرش پر کرسی چھاپا ہے مراد میں سرا
اے فلک فکریہ اندازہ بہت سے کجا
اب بھان آمد مضمون ہے کہ وحی ہو
تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد بے سایہ مری چشم تمنائیں رہے
سایہ طوبیٰ کا ترے عالم بالا میں رہے

عرق معطر فضلاتِ مطہر جس کو چہرے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدڑ فرماتے تھے۔ وہ کوہِ دیر تک آپ کی خوشبو سے معطر رہتا تھا۔ بلکہ جس کو چہرے سے حضرت شریف لیجاتے تھے۔ منشا شی کو کچھ حاجت کسی سے پوچھنے کی نہ رہتی تھی۔ خوشبو کی علامت سے دریافت ہو جاتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے رونق افزا ہوئے ہیں راوی لکھتا ہے کہ اتنا کہ در دیوارِ مدینہ طیبہ سے وہی خوشبو آتی ہے۔ لیکن دماغِ محبت اور مشامِ ارادت چاہئے کہ اوس روائحِ روح پرور سے فیض یاسپ ہوں۔

اے ویندار بھائیو! خدا کریم اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ نَحْنُ اقْرَبُ مِنْ جَلَدِ الْوَرِيدِ۔ یعنی ہم انسان کے گردن کی رگ سے قریب ہیں۔ اور اکثر قاتلون پر اپنے کو سنج و بصیر کے خطاب سے کہا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم اوسکو اپنا مسبود حقیقی جانیں اور خلوص دل سے جیسا کہ پکارنا چاہئے پکاریں وَاللّٰهُ ثُمَّ بِاللّٰهِ وہ ضرور اپنی رحمت کی نظر سے ہم بندوں کے طرف دیکھتا ہے اور ہماری پکار کو سنتا ہے۔ اب غور طلب یہ امر ہے کہ اوس محبوب حقیقی کا محبوب جسکے کل اوصاف اوسکے اوصاف سے ملوہین آیا وہ اپنے عشاقوں کے دلوں سے دور اور ہم عاصیوں کے حالاتِ ناکفہ سے

ناراضت سمجھا جائیگا نہیں نہیں - بقول مولف -

مرے قلب ہی میں نھان ہیں محمد ہر ایک رنگ و بو میں عیان ہیں محمد کہ نورِ خدا ہے گھسان میں محمد عیان ہیں محمد نھان ہیں محمد مرے اوسکے بس درمیان ہیں محمد ترے در کے جو داربان ہیں محمد مراول میں ہے جھان میں محمد کھان میں محمد کھان میں محمد مرے آج تم مھان میں محمد مرے جسم میں اور جان میں محمد	سہ پوچھو محبتو کھان میں محمد ہر ایک چارہ جلوہ نمایاں ہے اونکا خوش آئے نہ کیونکر نظر سے اون مرے چشم و دس ہی میں روز ازل سے گناہوں کا کیا خوف ہے روزِ محشر شرف اونکا یہ زمان ہے زیادہ جدا شمع سے کس طرح ہو تنگ یہ محشر میں کھتا اٹھو نگاہ سے کہا حق نے معراج کی شب خوشی سے میں جب سے پیمر سے واصل ہوا ہوں
---	--

بہت فرق تحقیق ہے انہیں مجھ میں
زمین میں ہوں اور آسمان میں محمد

محبو جیسا کہ وہ معبود مطلق ہماری شہ رگ کے قریب ہے علیٰ ہذا القیاس
اوسکا محبوب ہم عشاقوں کے دلوں سے اوس سے بھی زیادہ تر
قریب ہے۔ مگر برائے دیدن لیلیٰ چشمِ مخنون می باید۔ اور ہماری اتر
حالت کو خوبی دیکھتا۔ اور ہمارے ہر ایک دردِ دلی کے آہوں کو مستی سے

اگرچہ بظاہر اس دارِ کافی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مگر اور سببوں سے یہ حالت
 حیاتِ نئی ہے۔ بیشک وہ زندہ ہے۔ اور ہمارے حالات
 ملاحظہ فرماتا اور ہمارے شریک رہتا ہے۔ بشرطیکہ ہم غلامِ رنگ و لوان
 میں بھی اس کے عشق کی کیمہ تو آگ روشن ہو جائے۔ چنانچہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبانِ حجاز سے خود ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلَّذِي
 نَشَى بِيَوْمِ حَتَّى الْوَلَدِ أَحَبُّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ۔ یعنی مجھ کو اپنی جان سے
 بھی زیادہ عزیز اور بہتر جانو۔ اگر ایمان اپنا کامل کیا چاہتے ہو۔ پس اس
 خدا تان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں تصدیق نہ کی جائے۔ ہماری جان
 اور کیوں نہ قربان کیا جائے آپ پر سے ہمارا ایمان۔
 بقول کافی۔

<p>بارِ عشق احمدی کافی رہنا چاہیے جبکہ میرے عین ایمانِ حبیبِ محبوب دینِ ایمان کی الفت ہو تاں مخلوق ہیں کدیر و منکرانِ الفت خیر البشر شاید آجائیں طریقِ راستی پر ادب جان و دل قربان کر حبِ شہِ برادری</p>	<p>گر نہیں بھگت تو غم سے مری جانا چاہیے الفتِ حضرت بہلا پھر کیا چھپانا چاہیے طالبِ ایمان کو بھگت باتیں سننا چاہیے بے تمیز و تکرار مجھ تک تو لانا چاہیے دینِ عشقِ مصطفیٰ انکو پڑانا چاہیے مغفرت کے واسطے تجھ کو بھگانا چاہیے</p>
---	--

سیری کافی نہیں ممکن، نعت پاک سے

ہندیب زلکوٹ کا فسانہ پاس ہے

حضرت تیمنا مومن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت قلبی ہونے کا ثبوت ہے۔ اس ایک بات سے نہیں ہو سکتا کہ ظاہر آپ کی محبت کا دسم ہرین اور کسی زبان سے نام اقدس سنتے ہی ہر کین ہرین ہرین آپ کا خست ہمدق اور جان نثار وہی سمجھا جائیگا کہ آپ کی شریعت کے بموجبت دہر حال میں پابند رہے۔ اور جسطرح ہے۔ اپنے مالک اور مافیہ کے لیے چوت چرائے احکام کی پابندی فرما تے تھے۔ اوستہ ہر جہم ہی قرآن حضرات الہی کے پابند رہیں۔ اور ہر عربین آپ کو پیروی کرتے۔ اللہ تعالیٰ جمیع دیندار بھائیوں کو ہدایت دے۔ کہ آپ کی پیروی کریگا وہی آپ کا محبوب و کھلائیگا۔ اور آپ کے ساتھ نسبت قلبی رکھنے سے یہ مراد ہے کہ۔ بھائیو۔ ایمان اور شہادت سے کامل ہوتا ہے۔ بقول امام اعظم رحمہ اللہ ایمان ہر اقرار باللسان۔ و ثانی تصدیق بالجنان۔ و ثالث عمل بالاعمال۔ یعنی اقرار کرنا زبان سے۔ اور سمجھ جانا دل سے اور عمل کرنا احکاموں کا اعضاؤں سے۔ جبکہ تم نے زبان سے کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ گویا زبان سے اقرار کیا تم نے اللہ جل شانہ کی وحدانیت کا۔ اور اس کے رسول کی رسالت کا

دوسرا۔ جو زبان سے اقرار کیا اور اس کو دل سے یقین جاننا لازم
 ورنہ مومن نہیں کہلاتا۔ کیونکہ بعض گفار بھی اپنی زبان سے کلمہ
 پڑھتے ہیں مگر دل سے یقین نہیں جانتے۔ جبکہ تم نے جیسا زبان سے
 اقرار کیا ویسا ہی دل سے بھی سچہ جانا۔ گویا خدا اور اس کے
 رسول کے عشق و محبت میں مبتلا ہوئے۔ اب سوال ہے کہ
 عاشق صادق کو کیا لازم ہے۔ جواب اپنے معشوق کی ناز برداری
 کرے۔ اور وہ جو کہ اس کو تہ دل سے مانے۔ گواؤس
 معشوق نے اپنے عاشق کو کسی آتش کدہ میں گرنے اور کسی دریا میں ڈوبنے
 کیلئے کیونہ کھا ہو۔ وہ فوراً حکم کی تعمیل کرے۔

خضرات عشق وہ بیماری ہے کہ جس کا بیمار کبھی اچھا نہیں ہو سکتا
 یہ مرض دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک مجازی دوسرا حقیقی۔
 عشق مجازی نہر انا خاندان کو نیست و نابود کر دیا۔ مگر خدا پر مومن
 عشق حقیقی نصیب کرے جس کو کہ عشق حقیقی نصیب ہوا پھر کیا کھنا
 یا شاد و شاد وہ بڑا خوش نصیب ہے بقول کسی عاشق کے۔

بیت

عشق کیا شے ہے کی گالی ہے پوچھا گیا | کس طرح جاتا ہے دل بیدار پوچھا گیا

اے عاشقو عشق کا ہونا آسان ہے۔ مگر اس کی بناء بہت مشکل ہے

تقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ۔

بیت

الایا ایتر الساتی اور کاسا وناولہا | کہ عشق آسان نہواول لے آقا و مہکلا

اب غور کرو کہ تمہنے جب کلمہ پڑھے خدا کی وحدانیت اور اے سب کے رسول کی رسالت کا اقرار کئے اور دل سے یقین لائے ۔ گویا خدا اور اوسکے رسول کے عاشق ہو اور اونکے محب صادق ہوئے ۔ اگر تم خدا و رسول کے سچے عاشق ہو تو ضرور اپنے معشوق کے احکام کی تعمیل کرو جیسا کہ اللہ جل شانہ نے حکم فرمایا اور اوسکے رسول نے نگو خود کرد کہلایا ۔ جسوقت تمہنے اپنے راہبہر کی کامل طور سے پیروی کی اور عشق و محبت میں اوسکے کامل ہوئے ۔ الحمد للہ تمہارا ایمان بھی کامل ہوا ۔ پس اوس حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی منشا ہے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ۔ اور یہی ہی رافضیہ کہ جنے احکام الہی کے مطابق عمل کیا اور پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتوں کو ترک کیا ۔ اوسکا عمل مقبول بارگاہ الہی نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۔ یعنی ۔ تو کہہ ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو
 کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشے گناہ تمہارے۔ اور اللہ بہت بخشنے والا
 مہربان ہے۔ تو کہہ میرے بندوں سے کہ سکھ، اللہ کا اور رسول کا
 پیغمبر اگر وہ بہت رہیں تو اللہ نہیں چاہتا منکر و مان کو۔ اے اللہ
 بھلائی جاننا۔ اللہ کہ فرض اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے اور سنت اللہ
 بھی بہت محضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔
 علیہ السلام اللہ اس قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور حدیث شریفہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو نفس کلام اللہ
 اللہ دیندار ہے جو یہ پنجگانہ نماز ادا کرو اس سے غافل نہ ہو۔
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔ بندہ ہو کر بندگی اللہ
 دعا ملے گی نہ کہ پکا اور نماز بلا عذر چھوڑے گا۔ اس کا حشر فرعون اور مانا
 وغیرہ کے ساتھ ہو گا۔ اور جو عذاب کافروں پر ہو گا۔ وہ خدا
 بے تمیزیوں کا ہے۔ اور ارشاد فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم بندوں سے قیامت کے روز پہلے جو پرستش ہوئی
 وہ نماز ہے۔ بقول امیر خسرو۔

پہلے

اولین پرستش نماز بود

روز شکر کہ جان گداز بود

اور حدیث شریف ہے کہ (مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ) یعنی جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہے۔ اسی واسطے تمہارا ایمان کیلئے (غفل بالارکان) لازم ہے

بیانِ حضرت پیامی آمنہ اور حضرت عبدالمطلب کے انتقال فرمائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طالب سے پینچپچا کی سرپرستی سے پرورش پانینا

جب محبوبہ رب العالمین - خلاصہ آسمان و زمین سن پانچ سال کی عمر سے زیادہ ترقی پائے یعنی چھٹے سال - آمنہ خاتونِ حبشہ کی والدہ ماجدہ ان جہان فانی سے انتقال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی منتی پر کہ صغریٰ میں بے پدر اور بے مادر ہوئے جن و بشر نے گریہ و زاری کیا - غیب سے آواز آئی کہ اس یتیم دریا سے محبوبیت کا خدائے کریم حافظِ حقیقی ہے - ساتویں سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے پانی برساتا قحطِ عظیم رفع ہوا - تمامی جن و انس و خس و طیور آپ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوئے ایک ہم ہی ہیں جو شہرِ بدر دیدار کو ترستی اور دنیا کے لہو لعب میں مارے مارے پھرتے ہیں

رکھتا ہے لیکن سنگدل اور بے رحم ہے۔ فرزند ان یتیم اکثر مجروح
 دلی شکستہ خاطر نازک مزاج ہوتے ہیں۔ تہوڑے سے لہجہ کا
 یہی تختی نہیں کر سکتے شاید تجھ سے کسی بات میں خاطر نازک اس یتیم کی
 آزر دہ ہو جائے۔ بعدہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 مثل ابو لہب کے اتھاس کیا۔ جواب پایا کہ تو کوئی فرزند نہیں کہتا
 (قدر بابا آزان دانی کہ خوبا باشوی)۔ یتیم کے درد کیونکر خبردار
 ہو گا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر میں
 اس خدمت کا سراوار ہوں تو شرط خدمت کی بجائوں۔ کہا
 کہ تو حیاں و اطفال بہت رکھتا ہے۔ اپنے لڑکوں کے ہونے
 یتیم دے پھر کاکب حیاں رہیگا۔ تب ابو طالب نے کہا کہ میں
 ہر چند مال و سرمایہ کچھ نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اگر مجھے لائق اس
 خدمت کا جانو تو بدل و جان حاضر ہوں۔ کہا کہ تو البتہ قابل اس
 کام کے ہے۔ لاکن میں اس بات میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ختم کر تا ہوں۔ تم میں سے وہ جس کو چاہے اختیار کرے۔
 بعد اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور کہا کہ اے
 فرزند یتیم و نعل درخشاں کلیم داغ تیری یتیمی اور بیگسی کا اس
 جہان سے میں لیجاتا ہوں۔ ابو لہب اور ابو طالب وغیرہ سب

تیرے شکرِ بے شمار ہوئے ہیں نہ تو انہیں نہ جیسے پاس پہنچاؤں نہ جیسے
صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے زانو پر چاہیے نہ شہداء علیہ السلام
روئے ۔ اور کہا کہ اے ابو طالب اس قمر زار و لیلہ زار کے شہرِ بے
پدر کی لذت پائی نہ شفقتِ دور کی حلاوت اور کھائی نہ خیر اری
اور ولداری اس شہیم کی بھر حال بہرِ واجب ہے ۔ اے صالِ ابو طالب
مشکل پر بہتیش کے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرطِ غم سے گود میں لایا گیا ہے لگا کر کہا ۔ اے رسولِ ذریعہ

چشمِ یعقوب میں نظر ہے تو
شعشعہ عشقِ میرا اثر ہے تو
چشمِ عاشق میں آشوبِ تر ہے تو
اور ہر شاخ میں شہر ہے تو
نالہ بیلِ بحر ہے تو
عاصیوں سے جو باخبر ہے تو
وصل کا کہے منتظر ہے تو
سارے عالم میں جلوہ گر ہے تو
شیخِ غفلت میں در بدر ہے تو
اب کہاں میں ہوں اور کدھر ہے تو

روئے یوسف میں جاؤں گے تو
حسنِ معشوقِ قند گریہ ہے تو
دلِ معشوق میں ہے جو رہے تو
ہر سخن میں ہے تجھے گل کاری
توئی گلشن ہے توئی ہے بیل
نارِ دوزخ سے خوف کیا ہو
کون معشوق کون عاشق سے
میں نے ہر چیز میں تجھے پایا
نخنِ اقرب سے وصل ہے ظاہر
وصل میں فصل کب رہا باقی

حق تو ہے پر خطا ہے ظاہرین | کہیں اللہ کو شر ہے نہ

فکر لازم ہے زادِ راہ کی وزیر
جیکہ آمادہ سفر ہے تو

اور جیستہ رکھ رہا ہیست اور خیر و برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدم ہمیشہ نروم سے ابوطالب کو نصیب ہوئے اور
بیان کیئے ایک دن قریب تھے۔ الغرض روز بروز بلکہ ساعت
بسماعت راج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترقی پاتے رہے
اور سال بے سال شایب اور غریب یاتین اوس ذاتِ بابرکات
سے عالمِ فیض و برکت میں رہے۔ اور پچیسویں سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوهر کے ساتھ مکہ سے مشرف ہوئیں جسکا بیان
میں ہے۔

بیان عقد ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت
خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے۔

نفیہ مصاحبہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے روایت ہے۔
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی سرپرستی اور اپنی
پہنپائی کے زیر نگرانی پرورش پاتے رہے۔ ایک روز عاتکہ نے

اپنے بھائی ابوطالب سے تذکرہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فصلِ خدرا عالم شباب کو پہونچ گئے اب اونکے پہلو میں کوئی ماہ
پارہ ہونا لازم ہے۔

ابوطالب ہوئے شکر گریان حال روشن ہے تجھے سب گہ کا فقر و فاقہ کی ہے نوبت دن را ہم قریشی ہیں عرب کے سردار	کچھ ہم شیرہ سے با آہ و فغان بیابان کس طرح سے ہو دلبر کا بن نہیں آتی کچھ اے نیک صفت مانگنا قوم میں ہے اپنے عار
---	--

یہہ شکر گریں نے کہا کہ اسے بھائی خار جاسٹا جانا سہیلہ بی بی
خدیجہ کو اپنے تجارتی اسباب کی حفاظت کیلئے ایک امانت دا
دار وغہ کی تلاش ہے۔ اگر میری تحریک پر سے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کو اس کام کیلئے منظور کرے تو عجب کیا ہے کہ اسی ضمن میں
عقد کی کارروائی ٹھہر جائے۔

روکے فرمایا ابوطالب نے خادم کعبہ میں سب سے اعلیٰ میں ہوں اس امر میں بالکل مجبور	اے بہن یہہ تو نہ ہو گا جسے عجیب مزدوری کا ہے ہم میں بڑا شرم پابند ہے شادی ہی ضرور
---	---

القصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی عائلہ نے اپنے بھائی سے
اجازت حاصل کر کے بی بی خدیجہ الکبریٰ کے پاس جانکی تجویز میں ہیں

اور روایت ہے کہ اسکے ماقبل بی بی خدیجہ جو حسن و جمال اور
زرد موال ہیں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھیں اکثر شاماً اوللغرم اونکے عقد کا
پیغام روانہ کرتے تھے مگر اوس نیک و بخت شریف الخاندان بی بی نے کسی
پیغام کو پسند نہیں فرماتی تھیں۔ کیونکہ اونکے نظرون میں کوئی اور ہی
پیارے کا جلوہ سمایا ہوا تھا۔

ایک دن خواب میں تہیہ مدہوش	شنوی	چاند کو دیکھی ہوا ہسم آغوش
برسے نکلا جو وہ ماہ رخشان		کر دیا سارے جہان کوتاہان
صبح جاگی جو وہ بخت بیدار		دل سے کہنے لگی کیا ہے اسرار

اوس زمانہ میں ایک بحیرانام راہب قوم نصرانیوں سے اپنے
فن کا بہت بڑا استاد تھا۔ بی بی خدیجہ نے اوس راہب سے
اپنے خواب کی تعبیر پچھوایا۔ اوس نے کہا بیجا کہ۔

عقد احمد سے ترا ہو گا ضرور	شنوی	آئینہ کا برین وہ اللہ کا نور
ترے گہرائی گئے جبریل امین		وحی اُتر گئی نبوت کی دہن
ہوئی گی تو ہی مسلمان پہلے		لائیک سب سے تو ایمان پہلے

جبکہ بی بی خدیجہ نے یہ تعبیر اپنے خواب کی سنایا ایک تیر عشق
جگر سے پار ہو گیا۔ باشتیاق دیدار رسول کردگار از خود رفت
ہو کر عالم بے خودی میں یہ عرض کرتی تھی۔ بقول مولف۔

جلوہ فرما در دلم یا مصطفیٰ	شوق و بدار تو دارم احدا
رحم کن اسے مالک ہر دوسرا	گاہ در دل ساز و گہ در دیدہ جا
ہر دو جائے تست یا بدرالد جا	
روز و شب پیش نظر باشد دلم	قامت دلبوکے تو خیر الانام
جان تصدق دل فرایت صبح و شام	طوبی آندقد تو وقت سرام
گر خسرامی سوئے ما طوبالنا	
دیدہ گریان سینہ بریان جان فگار	من بشوق و عمل سہرہ چشم بشار
گر تو از ری بندہ را ہست اختیار	من نگویم بندہ شویشم چشم ہزار
نیست حکمے بندہ را بر بادشاہ	
اے کمان ابرو چہ نو کم شان تو	ہست این جانو دلم قسم بران تو
بسلم از ناوکے مژگان تو	خواہم از دل برکشہ بیکان تو
لیکن از دل بر نئے آید مرا	
یا محمد دل پریشا نم چو زلف	عاجزم در مدحت ابرو و زلف
ہست دل وابستہ کیسوز	پردہ بکش چون نمودی ان دور
تا رخت بینیم بعد از عمر با	
یانی خون دلم بسیار خورد	ز شک چشمم و امن ترا نشود
بندہ را از بند گانت نے شمر د	تا بھر چشمے ترا ہست سمر برد

پہلے میں داروغہ ہارست اڑھیا	
زر فرشتہ شاہ دین مانند بیخ	اشک خون جاری چشمش تلخ
ارکشی تحقیق راتو۔ پہرے ریخ	کر سحر جامی جدا سازی تیغ
بہ کمر سازی ز آستان خود جہل	
شہر زار وہ آب است اُٹری	پہنچیں ایسے میں بیوی خھر تکی
بیشوا جہان کے لے آئی اون کو	انہیں سند پہ بٹھائی اون کو
اوس کے گہرے سے عورت بھیجی	برقع ظیم سے مہمانی کی
عورتیں کہ اسے شہر تو م عرب	کیجہ ارشاد اب آنیکا سبب
یوہو ارشاد بحب الا و تکی	اوس میں بیشک ہے سعادت
عائکہ بی بی نے اوس ماہ چہار دہ کو دعائیں دیکر اور بلائیں لیکر کہا	
جان من غار جا سنا جاتا ہے کہ آپکا قافلہ اس سال کسی طرف	
جاتا ہے۔ اوس قافلہ کے ساتھ ایک معتمد کی تمکو ضرورت ہے	
اگر منظور ہو تو میر بھتیجا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خدمت کے	
قابل ہے۔ بی بی خدیجہ نے کہا اچھا چشم مار و سن دل ماشاد۔	
کل اونکو ضرور اپنے ساتھ لے آنا۔ بی بی عائکہ و مان سے	
بخوشی تمام واپس ہوئی۔ اور کل ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ	
وسلم کو سنائی۔ حضرت نے سُنکر خاموش رہے۔	

الغرض پہونپی نے دوسرے دن بڑے اصرار سے شہرِ بستی صلی علیہ وسلم کو بی بی خدیجہ کے گھر لے گئیں۔

جلوہ گرجب ہوا نورِ زردان	گہر خدیجہ کا ہوا سب تابان
آمد اوس شہ کی محل میں جو ہوا	بڑی کشتیم خدیجہ نے کی
آپ کو ہر شاہی پہ بٹھا	رو برو چوڑ کے بیٹھی پر وہ
ہو گیا اور ہی عالمِ و اللہ	ایک جا ہو گئے جب مہر و ماہ
پر وہ باریک تھا ایک فائے کا	نظر آتا تھا عیان نورِ خدا
مصحف و آری ایک بات ہے ہم	پڑتے تھے صلوات تیرے حورانِ رام
لیکے بیٹھی تھی خدیجہ نور ات	دیکھتے تھے ایک تہین اوس میں عنفات
صفہ نعت جو پڑ کر دیکھا	حسن انار پر ابرو دیکھا
ہو گئی تیرنگہ کی مان	ظاہر دیا ہوا پہلے سہل
رشتک ماہ صورتِ انور دیکھی	سر سبز قدرتِ در اور دیکھی
سر ملین چشم وہ ابرو دیکھا	عنبرین دوستیں پہ لیس دیکھا
لب سے ظاہر تھی کہ جنسِ انسانی	موجب بخشش امت ہوئی
اونگلیوں کے تھا اشار و نمین	ایک شہ پہیگا شوقِ مجھے قمر
پاؤں تھے رشتک مسیحا ایسے	ایک ٹھوکر سے اوٹھیں سو مرد

جبکہ خدیجہ نے جمالِ انور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمِ خریداری

جو ریکی ہوش و حواس جاتے رہے عالم بخودی بین از خود فراموش
 ہو کر دل چاہتا تھا کہ ابھی پردہ اٹھا کر سر و قد سے اوس قدر
 بے سائبہ پر قربان ہو جاؤں۔ مگر حجاب نے روکا اضطرابی قلب
 تھام کر اپنے بین آپ بچھ فرماتی تھیں۔

دارم از عشق بدل ہو کر گذر عجب	غزل غم طرزے عجب نالہ بساز عجب
چشم سے عجب زلف درازے عجب	مئے پرستے عجب فتنہ طرازے عجب
گشت چرخ شمع ز عشق شمع حالت	جان بسوزے عجب تن بگداز عجب
طاق ابرو تو چون قبلہ و من سر بسجود	پشیم بد دور کہ ہستم بہ ہمار عجب
بہر فلام جو گشت تیغ شوم سر بسجود	اوبنازے عجب من بہ نیاز عجب
وقت بمل شدیم آپ نہ نوشا ند مرا	مھر بانے عجب بندہ نواز عجب

بعد اسکے عائد سے فرمایا کہ اچھا اب انہیں لے جاؤ جو وقت
 ہمارا قافلہ روانہ ہو گا ضرور بھجوا دینا۔ ہم اجرت میں و قریب
 انکی نذر کرینگے۔ آخر کار بیوپی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 واپس لایا اور ملبوس سفر کا پہنا کے قافلہ میں پہنچایا وقت
 رخصت بہت رویا۔ اوہ ہرنی بنی خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کو
 بلا کر خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے۔ کہی اسے میسرہ آج ست تو
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے۔ اونکو بڑی آسائش

اور آرام کے ساتھ لیجانا۔ اور ویسا ہی حفاظت سے واپس لانا۔
 ایسا نہو کہ آپ کو کہیں سیطرح کا پھیر ہو سکے اور بھوکو سب قوم میں
 شرمندگی حاصل ہو۔ بس جا ایک تشر شاہی ساز و سامان سے دست
 کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اوسکی میہار دیکر شہر کے
 باہر تک پیدل لیجانا۔ وہاں یہی خلعت فاخرہ جو سیر سے تشریف
 کیا جاتا ہے زیب تن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کر اور اسی
 ناقہ پر سوار کر کے محارز ناقہ کی تو اپنے درش پر رکھ کر بڑی عزت
 اور تعظیم کے ساتھ لیجانا۔ اور کل ابواب تجارت کے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے رائے پر منحہ رہے۔ تو اپنا کسی طرک کا نقل
 ندینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعد واپسی کے نتیجے اس خدمت کے
 صلہ میں آزاد کرونگی۔

<p>میسرہ نے وہ لے آیا ناقہ رو دے دیکھ چا اور پہو پی کیجے قبر سے بیٹے یہ نگاہ رسم رخصت کے لگے کرنے ادا خود بھی غمگین تھے سردارانام میری غربت کو نہ ہر گز پہو لو</p>	<p>الغرض قافلہ جب کوچ کیا تھامی حضرت نے چوڑی اوسکی پہو پی فرماتی تھی اے عبداللہ قافلہ والوں کے خویش و رفا اقربا روتے تھے حضرت کے تمام رو کے فرماتے تھے اوسدم سبکو</p>
---	--

خوشی معشوق کی عاشق گریان
 پہنچا افلاک پر اس غم کا خیار
 نہ ہوا کرتے تھے اسے دانا کے جو
 ترپ میں تیرے کھا وہ نور پاک
 کو کھاتا تو آج تھا نسا اوسکا
 حکم آیا ہیں ملک کیوں مضطر
 سچ ہے یہ راز کوئی کیا سمجھے
 انش رہ لے اس نے والے

غم تھا احمد پہ حدیجہ شادان
 ردیے سارے ملائک یکبار
 وہی احمد ہے یہ تیرا محبوب
 شان میں جسکے ہے آیا لولاک
 مار ڈالا ہمیں رونا اوسکا
 میرے بہید و نکی کہان او نگو خبر
 یہ تو عمر ہے تیرے دو معشوق کے
 اسے پہنچا کے سب نے والے

بگڑا اقلہ کے سے دور ہوا۔ بيسره نے اپنے مالک کے حکم کی
 تعمیل کر لی۔ یعنی آنحضرت ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس فاخرہ
 پہنا کر اوس پر ناقہ پروار کیا اور عمار اوسکی اپنے گاندھے پر رکھ
 روانہ ہوا۔ شبہ اور شبیہ۔ اور بوجھل جو اوس قافلہ میں موجود تھے
 بيسره سے کہے کہ۔ اے بيسره یہ تجھ کو کیا ہوا جو ایک نافرمانی
 غریب یتیم کو ایسا فاخرہ لباس پہنا کے اوسکی اطاعت
 قبول کرتا ہے۔ بيسره نے اون لعینوں سے کہا کہ میں جبکہ
 زرخیر غلام ہوں۔ اوس مالک کے حکم کی تعمیل
 کرتا ہوں۔

رشتہ داروں سے خدیجہ کے کوئی دشمنی	قافلہ میں تھا خدیجہ نامی
پس وہ حضرت پہ فدا رہتا تھا	ایک لفظ نہ جدا رہتا تھا
دیکھتا جاتا تھا امر و عاقل	معجزہ ہوتے تھے جو بہر منزل
شجر و سنگ پہ کرتے تھے کلام	یا رسول عربیؐ لیجئے سلام
عکس خورشید جب آیا سر پہ	اہرنے کر دیا سایا سر پہ

نیز بدستور بہر مقام پر ہزار ہا معجزات ظہور میں آتے تھے
 جسکی شرح طول و عمر کوئی بے زبان عرض کر نیسے قلم لکھنے سے
 عاجز ہے۔

جبکہ قافلہ بصری پہونچ کر کسی مقام پر اُترا۔ اوس مقام کے متصل
 ایک راہب کا مسکن تھا۔ اوسنے آپکا جمال جہان ارا دیکھتے ہی
 اپنے گھر سے انجیل لیکر باہر آیا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے تخلیہ شریف سے مقابلہ کیا جبکہ تمام اوصاف
 کامل پایا ہزار جان سے آپکا عاشق زار ہو کر بیسہر سے کہا کہ اے
 بیسہر پیہر نبی آخر الزمان ہو نیلے۔ ملک شام کے طرف ہرگز انکو
 نہ لے جانا کہ وہ انکے تمام لوگ انکے دشمن ہونگے۔ آخر کار
 پہونچ کر قافلہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مال
 و اسباب تمہاری بصرے میں فروخت کر ڈالا۔ بہ لطفیل بہر دور

گائے اسلی اللہ علیہ وسلم اوس سال ہمیشہ سے دو چاند فائدہ ہوا۔
اب ارہر کی سُنئے کہ جسوقت تافلہ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم روانہ ہوئے بی بی خدیجہ الکبریٰ کے دہلیں۔ اپنے
مشرق کے عشق و محبت کی آگ دونی بہر کی دن گہریاں گئے اور
شب اختر شماری میں گذر جاتی تھی جبکہ پورشش عم زیادہ ہوتا تھا
تو فرات و دلداریں یوں معرض کر کے روئی تھیں۔ بقول مولف۔

یاد آتا ہے مرا چاہئے والا دل میں
دیکھئے آتا ہے ہر ایک فرشتہ دل میں
خود او ترا نگا اب عرش معلیٰ دل میں
خوچلے آتے ہیں مضمون سراپا دل میں
بس گیا ہے جو کوئی گیسون لا دل میں
کہنچ گیا ہے ترے تصویر کا نقشہ دل میں
خود خدا ہو گیا ہے محو تماشا دل میں
میم احمد کا چہرہ ہے جو معادل میں
ہے یہہ رانوں کا مجھے تقاضا دل میں
لینے دو ہے یہہ مرناز کا پالا دل میں
قبر میں حیف چلا لیکے تمنا دل میں

جو شازن ہوتا ہے جب عشق کا ویرا دل میں
بتلوہ گر جبکہ ہوا وہ شہ والا دل میں
کیا کرواں آپکے اجلاس کی میں فکر جفا
ہے تصور قد والا کا نظر میں میرے
پاؤں لیکے مسلتا ہے کلیجا ہر دم
واہ رے جذبہ الفت کہ نظر پر تہی
آئینہ قلب کا جب تیرا مرقع کہنچا
دشمن نہ ہے آئے ہیں موسیٰ ابیدہ بھائیگر
سر کو قد مونہ رکھو آنکھوں کو تلون سے ملون
جان لیتا ہے اگر عشق تمہارا حضرت
ہتے جی دید کی حسرت تو نہ نکلی افسوس

نہ اطاعت تھی کی نہ عبادت تھی
 نہ نقد تیری شفاعت کا بہرہ دین

آرزو ہے ہی عشق کی وقت آخر

یا محمد رسد لب پر رسد اللہ دین

جبکہ قافلہ بعد ان فراغ امور بربع و شریع کے مکہ کے جانب مراجعت کیا
 متصل مکہ پہنچ کر ابو بکر کی رائے سے قواعد اہل عرب کے مطابق میسر کرنے
 خطا دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی خدیجہ کے پاس قافلہ سے
 پہلے روانہ کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناقہ کو ٹٹا کر
 وہاں سے چلے راہ میں حضرت کونیند کا جو نماز آیا شیطان لعین نے
 آپ کو خواب میں پا کر آپ کے ناقہ کو بہکا دیا جس سے آپ کا ناقہ سیدھی راہ
 چھوڑ کر جنگل کی راہ بہکا چلا جاتا تھا کہ حکم رب جلیل جبرئیل حاضر
 ہو کے - شیطان لعین کو وہاں سے پھینک مارا اور شتر کی محار
 پکڑ کے مکہ کے دروازہ پر لا کر چھوڑ دیا یہ روایت ہے کہ وہ راہ
 تین شبانہ روز کی تھی - کہ بفضل خدا ایک ہی شب میں گئے
 ہو گئی -

پھر خدیجہ کا فسانہ سنئے	مثنوی	کیا بے چین اوسے وقت نے
اور ہی بنگیا اوس مکہ حال		دیران چوٹی کا نہ لگی کا خیال
نتو سوتی نتو کہانا کہاتی		ہر گھڑی بام کے اوپر جاتی

کبھی کہتی تھی مسافرین کبھی
 ہو گئی عشق کی بس بھاری
 ایسے اشعار پڑھی بام پہ جا

سہرا تھی کبھی آہن بھر کر
 یہ نشان نہ تھا بھاری
 آئینہ دروازہ پر کبھی آیا

یہ لفظ ہے پھر العشر ص صاحب المختص بہ دلیر۔

تصدید

یہی بیت سچ بیٹ کی کہا جتنا نہ تو اُسے نہ مو کو بلائے کبھو
 ستریا سے نہ تو پاؤں لکھے نہ تو سچنے میں درس کہا کبھو
 سفسار کردار کیسے کر دیا نہ تو بیت نہ ریت کی بات کیا
 تو ہر کھدے سکھ موسیٰ بات ڈری دکھ سکھ میں فیہ نہ نبھا کبھو
 میری آس نہ اس گئی ساری دکھ درد میں جینا ہوا بھاری
 میں جنم کی ہوں دکھیا پاس بھرق نہ تو لاج کا کاج کراے کبھو
 آؤ آؤ ذرا پیٹیم پیارے مور سے سچ پہ پاؤں دہر بارے
 تم کج کرد موری لاج رکھو دن بیت گئے نہ آئے کبھو
 دن رات موراد ہر گت ہے جیسا کہاں جاؤں کہو کس سے پیجا
 ہو تمہری دیا تو بات بنے کوئی بیٹ مجھ کو جلائے کبھو
 نٹ کھٹ ہے بڑی ڈاڑ کبے نہ تو کوئی سکی موسیٰ بات کرے
 تو بیت کی بات نہ سات رہے کوئی بات نہ دلکشا کبھو

سنگ سادہی کوئی جب پاس نہ ہو پر دیں مین جینے کی آس نہ ہو
 جب تمسا پیا موکر پاس نہ ہو پھر کیسے پیا کل آئے کہو
 انصاف سے تم الطاف کرو پیا مو کو بلا کے پاس رکھو
 تم چرن سے اپنے نہ دور کرو من میرا نہ کڑھنے پاس کہو
 تم مکہ چوڑ مدینہ گئے وہاں جا کے ڈیرا بسا ہی لئے
 مو کو ہند میں دکھیا چوڑ دئے نہ تو رہنے کاٹھاؤں بتائے کہو
 تم دوریے شرب نگر می میری عمر ہی بیت گئی سگری
 مین جا کے رہو نکلے دوارے کوئی ریت نہ ایسی بتائے کہو
 مورے مرشد پیارے عاشق ہو مین تمہری چیری ہوں سبیل
 پس تم سے دلیر کہے گیان تم بن او سے چین آئے کہو

مشنوی

آ گیا دور سے محبوب نظر
 ابر سایہ لئے سر پر دیکھا
 چال اوس مہ کی نرالی سب سے
 آئی احمد کی سواری دیکھو
 لئے خطا دیکے دعا اور ثنا
 فائدہ دونا ہوا الجے سال

انتظار میں تھی وہ شکر تھے
 ایک سوار شہر پر دیکھا
 شوکت و شان تھی اسی سے
 سب خاصوں کو پکاری دیکھو
 پہنچے دیوڑھی پہ جو محبوب خدا
 میسرہ لکھا تھا عرض مین چال

باقی حال عرض کرونگا اگر	یہ محمد کا سبب ہے اظہر
لکھدیا مہری جواب خط کا	کیا خط اور نہ کچھ فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کا جواب لیکر اوسی وقت قافلہ کے طرف روانہ ہوئے۔ اور جبریل امین نے ناقہ کی محار پر کے قافلہ کے قرین لاکر چوڑ دئے۔ مہری خط دیکھ کر میرہ اور ابو بکر وغیرہ تمام احباب خوش ہوئے۔ ابو جہل سخت کجیدہ ہوا۔ پھر سب ملے مکہ کے طرف روانہ ہوئے۔ اور مع اتحیر پہونچ کر نقد داخل سرکار کئے۔ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ سے اجازت لیکر اپنے مکان کو تشریف لائے اور میرہ مال و زر سیہ مالا مال ہو کر آزاد ہوا۔ اور اتنے میں جو معجزات کہ دیکھے تھے خدیجہ کا رشتہ دار خدیجہ نے تفصیلاً عرض کیا جسکو سن کر خدیجہ کا دل شاد ہوا۔

اچڑ والا گئے اپنے گھر	مثنوی	یاں خدیجہ کا ہوا حال دگر
تاب طاقت گئی صبر آرام		بے دلارام ہوا خوابِ حرم
شرم سے کچھ نکھاجاتا تھا		تار آنسو کا بہا جاتا تھا

جب شوق دیدار حبیبِ دردگار بے چین کرتا تو بیساختہ کچھ کہتی تھیں۔

<p>دل عاشق زار ہٹکائے والے مرے دل کو ہر بار تڑپانے والے قسم ہے تجھے عشق بھڑکانے والے تجیرین ہیں سارے سمجھا بیوالے فدا تجھ پہ ہو جاؤں شرمائے والے ارے ابر رحمت کے برہانیوالے گنہگار کے جرم بخشانے والے</p>	<p>فدا تجھ پہ ہون زلف لٹکانے والے تہیں جن پاتا ہے یہ قلب مضطر خدا کے لئے اب تو آشکل دکھلا کیا کوئی راز دل کیسا سمجھے کرے محبت کوئی شرمائے کوئی ذرا اپنے پیار سے کی اگر خبر لے ہوں نادم گناہوں سے بخشو خدا</p>
---	---

بلا ہے ستم ہے ویا فضل حق ہے
غضب کے لئے دلوں کو لہانے والے

مثنوی

<p>اوسچ پو شیدہ نہ تہی بات کوئی یون نفیس سے کہی شرما کر اپنی لونڈی جیسے کر لیتا اگر راضی کر آتی ہوں احمد کو جا کے آداب کے حفر سے کہی آپ کسو واسطے کرتے نہیں کون مجلس کو کرے ہے منظور</p>	<p>تہی نفیس جو جلیسو نہیں بڑی ایک دن ہو کے خدیجہ مضطر کیا ہی اچھا تھا جو وہ رشک دے دلا سا کہی غمگین مست بنکے مشاطہ نفیس نکلی اے محمد عربی دین کے شاہ ہنسکے فرمایا کہ ہوں بمقدور</p>
--	---

نفیہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کے نعلین پا کے میں قربان جاؤں
 ماشاء اللہ آپ وہ سلطان دارین ہیں کہ تمام روئے زمین کے
 سلاطین عزائم آپ کے در اقدس کے اندلی غلام ہیں۔ اور جو آپ کی موت
 بنا پیا ہوتی ہے وہ ہر وقت یہی گویا ہے۔ بقول مؤلف۔

شما ہی کی تمنا ہے نہ خواہش مجھے کی
 باطن کی حقیقت تیری کس سے ادا ہو
 آراستہ ہے جسم ترا نور خدا سے
 مدت سے تیرے بھیر میں بیمار ہیں تو
 جلدی سے بلاو در اقدس پہ خدا را
 کچھ کہنے ہی پایا نہ تھارویا میں میں افسوس
 وہ برق بسم جو گرائے مرے دل پر
 کیا خوبصورتی تھی شب وصل نگہ میں
 ہیں مرد مک چشم میرے آنکھ کے بے چین
 رکھو نگاہیں میرے کی طرح آنکھوں میں اپنے
 جسد سے بچھل میرے صنم خانہ بنا ہے
 دل میرا چل جاتا ہے پہلو سے نکل کر
 مفلس ہوں مگر شوق نے لایا مجھے یان

دربانی جو لمبا ہے تو بس ترے دلی
 مقدور نہیں ہے یہ کہ کسی جن و بشر کی
 ظاہر میں نظر آتی ہے تصویر تیری
 کیا پوچھتے حالت ہو مگر قلب جگر کی
 باقی نہ رہی دلیں مگر تاب صبر کی
 سنتے ہی کہلی آنکھ صدا بانگ سحر کی
 سادہ سی برستی ہے جہر دیدہ تری
 آنکھوں میں مگر کھنچ گئی تصویر نظر کی
 صفائی جو یاد آئی ترے تیر نظر کی
 لمبا ہے اگر خاک تری راہ گذر کی
 کچھ اور ہی حالت ہوئی اللہ کے گہری
 یاد آتی ہے راحت جوید کے سفر کی
 کعبے کی زیارت کر دن یا میں بر گہری

و اللہ نہیں اصل ہے کچھ شمس و قمر کی لذت مری ہر بات میں شمع و شکر کی مدت سے مری عمر یہاں میں سب سے صد سالہ ہوشہ عمر ترے نور نظر کی	وہ حسن خدا واد ہے محبوب کا میرے میں احمد مرسل کا ثنا خوان ہوں ازل اسے شاہ دکن ہے بہر مرد لگی تمنا ہے دل سے دعا تیرے کھنوار کی ہر دم
--	--

دارین میں خوش تجھ کو رکھے خالق اکبر
تحقیق دعا کرتا ہے بس شام و سحر کی

اسکے بعد نفی نے با ادب دست بستہ چمکا کر۔

مشنوی

خوبرو کوئی جو اشرف ملے کیا قبول آپ کر نیلے اوسکو عرض کی بی بی خدیجہ کبریا عرض کی لونڈی کا اسمین فرما دی خدیجہ کو مبارک بادی آئے صدیق اودھر یکبار سارا قصہ کیا حضرت نے بیان یک ہزار اشرفی رکھ دی لا کر اگے حضرت کے رکھے وہ ہی لا	عرض کی قوم سے گر حضرت کے مال اور زمین بھی جو ملتا ہے پوچھا حضرت نے وہ ہے کون پوچھا وہاں کون وسیلہ ہے وہاں سے بس جلا نفیس و فوری فکر میں بیٹھے تھے دس سردار پوچھا کچھ فکر ہے شمس و شمع سُنکے ہو بکر نہ کہہ دین جا کر تین جوڑے تھے بہت ہی اعلیٰ
---	---

آپکے جد کی امانت لیجے
شاید اس جیل سے نکلے ہو
اوسکو رکھو چور کے خسر ہو
کسکا جوڑا ہے جو فخر اور سپہ

عرض کی عقد خوشی سے کیجے
اسلئے نام بتایا جد کا
یک خدیجہ نے بھی جوڑ بھیجا
جوڑا صدیق کا پہنا میں نے

الغرض وہ محبوب رب العالمین غنیع المذنبین رحمت اللعالمین ہیں
شامانہ سے آراستہ ہو کر جب دولت سرا سے باہر قدم رکھے
جلوس میں تمام رفقا اور خویش و اقربا قطار باندھے ہوئے اور تمام
جن و انس حور و ملائک اطراف گہرے ہوئے حضرت کے چھا بوجھا
حضرت کا ماتہ تہہ تہامے ہوئے با شان و شوکت انہیں اشرفیوں کو
جو حضرت صدیق نے پیش کیا تھا راہ خدا میں لٹاتے ہوئے ہشاش
و بشاش سواری مبارک چلا جاتی تھی۔ تمام اہالیان مکہ کیا
زن و مرد اور کیا پیر و جوان جلوس شامانہ دیکھنے کے لئے راستہ پر
ہر دو جانب صف باندھے ہوئے باادب سر جھکائے ہوئے
استادہ تھے۔ ایک طرف مشتاقان جمال محمدی دوسرے
طرف عاشقان وصال احمدی رخ انور سے نقاب اوٹھانیکے
منتظر جو کھڑے تھے۔ ہر ایک اپنی حاجت کو حضور نبوی عین رضی تاجا
العصہ اوس شان و شوکت کے ساتھ جب دولہ عروس کے

گہر پہونچا -

مثنوی

کئے لالا کے خواہمیں نے سار
اور جو اہر سے سجا سرتا پا
عقد باندہ سہ گئے وہ مہر واد
سب کنیزوں کو وہین کی آزاد
آج سے آگے ہوں میں لونڈی
آپ مختار ہیں مال زر کے
مرحبا سید کی مدنی

شتیان زرو جو اہر کے دچا
پہنا دلہن نے عروسی چوڑا
ہو کے ایجاب قبول اور گواہ
از بس اوس وز خدیجہ تم شاد
عرض داب سے حضرت بیہ کی
مجھ کو کچھ کام نہیں اس گہر سے
یہ قدم بس ہے سعادت میری

مثنوی

جسکے شوہر بنے محبوب خدا
فاطمہ زہرہ ہو جنکی دختر
رضی اللہ تعالیٰ عنہا
حق کے ہی راہ میں صرف ہوا
یار باسدم ہو تنزل حمت
دور کر رہی نہ ہونکے دل سے
جلد بر لا بہ طفیل احمد

کیون نہ اوس بی بی کا ترنہ ہو
کیون نہ ہو ختم بزرگی اونپر
واہ کیا فخر خدیجہ کو ملا -
اور وہ مال بھی کیا اچھا تھا
پڑنا جاتا ہے بیان عشرت
فضل و برکت سے تو اس شاد
یاں جو حاضر ہیں سوانکی مقصد

دستگیر ادنی ہے تیرا عی	اوس پہ ہر دم نظر جمی
حال شادیکام ہوا اب اتمام	دولہ دلہن یہ پڑھو لیسے سلام

بیان رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

روایت ہے کہ جب وقت نبوت اور وحی نازل ہونیکا قریب پہونچا متقیہ اور تقویٰ کے واسطے سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرے مرتبہ چاک کیا گیا شرح اوسکی یہ ہے کہ ماہ صیام میں ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں ایک مہینہ کا اعتکاف فرمایا تھا اور اوس اعتکاف میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ بھی سات تہیں۔ ایک شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار سے باہر نکل کر تفریح خاطر کے لئے استادہ آواز آئی کہ السلام علیکم حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اجنا کے خیال سے خوف زدہ غار میں داخل ہوا۔ اور خدیجہؓ نے یہ کیفیت سنکر کہا۔ کہ یہ خوشخبری ہے کیونکہ السلام علیکم نشانی امن و امان اور دوستی کی ہے۔ آپ خوف نفرا کیے پھر ایک روز میں غار سے باہر نکل کر کھڑا ہوا تھا کہ جبریل علیہ السلام تشریف لائے میں اونکو دیکھکر غار میں جانا چاہا جبریل علیہ السلام نے مجھکو فصاحت ندیا میرے اور غار کے درمیان استادہ ہو گئے

اور مجھے ہم کلام ہوئے اور مجھ کو اونسے ایک نوع کی محبت پیدا ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام مجھے وعدہ لیا کہ فلان وقت آپ تنہا فلان مقام پر حاضر ہو۔ میں ویسا ہی حاضر رہا جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے مجھ کو زمین پر لٹکے حیرا سینہ چاک کیا اور دل میرا آب زمزم سے طشت زدہ کر دیا۔ زمین میں دھو کر۔ پھر اوسکے مقام پر رکھ دیا اور میرے سینہ کو درست کر دیا۔

جبکہ عمر شریف آنحضرت کی چالیس سال سے تجاوز کر گئی۔ ایک اوسے عارضہ عین مشغول بہ عبادت الہی تھے کہ ایک شخص نہایت خوب صورت نورانی صورت ظاہر ہو کر بعد سلام کے کہا۔ کہ یا محمد۔ آپ نے جواب دیا لبیک۔ اوسنے کہا۔ کہ میں جبرئیل ہوں۔ خوشخبری ہو آپ کو آپ اس امت کے نبی ہو۔ ساتھ ہی کہا کہ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاشْهَدْ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ پھر۔ سُورَةُ فَاتِحَةٍ اِذَا بَدَأْتُمُ ابْتِهَا بِهَا كُنْتُمْ سُنَّاءٌ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ۔ یعنی پہلے جو مجھ پر نازل ہوا قرآن سے وہ

سورہ فاتحہ۔ یہ اور تعلیم کی ہر نماز میں پہلے پڑھنے کے لئے۔ اور
حضرت قمریہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں طہارت کے لئے پانی کے
کنارے استسقاء تھا۔ جبرئیل علیہ السلام بشکل انسان
سبز لباس پہنے ہوئے ہاتھ میں ایک ٹکڑا حریر کا اور سبز
کیسہ لکھا ہوا لاکر مجھ کو دکھایا۔ اور کہا کہ پڑھ۔ میں نے کہا کہ
میں حرف کی صورت نہیں پہچانتا ہوں اور میں پڑھ رہے ہوں
نہیں ہوں۔ پھر جبرئیل نے کہا پڑھ اور میرے ہاتھ دیکھ کہ اس
دور سے دیا کہ جس سے مجھ کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ
میرے جسم میں آگیا۔ اور اسے بطرح تین مرتبہ کیا اور کہا۔
اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ۔ پانچ آیت تک پڑھایا اور
میں ان آیتوں کو یاد کر لیا۔ وہاں سے ترسان و لرزان میں اپنے
مقام پر واپس آیا۔ اور خدیجۃ الکبریٰ سے کہا کہ جلدی جوچہ
لحاف ڈال دو تاکہ لرزہ میرے جسم کا دفع ہو۔

روایت ہے کہ اسکے ماقبل ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم صحیح خواب دیکھتے تھے جس کا ظہور صبح کو معلوم ہوتا تھا۔
اور بعد تعلیم اِقْرَأْ کے یہ سورہ نازل ہو کہ یَا أَيُّهَا الْمَدِينُ
قُمْ فَأَنْذِرْ۔ یعنی اے لحاف اوڑھنے والے کھڑے ہو واپس

ادا کر۔ اے مہر اس ستم خیز خدا کے اور ڈرا خلیق ادا کر۔ اے مہر اس ستم
 پس جو اے عالم عقلی اللہ علیہ السلام نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 نکال ڈالا۔ اور اپنے بندوں کے لئے اور اپنے بندوں کے لئے کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 کیون آپ سوسلے نہیں ہیں۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 سونا میرا اب نہیں ہو گا۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 پاس آئے اور وہ ہے۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 ثابت پرستی چھوڑ دے۔ اور خدا کی عبادت کر۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 سکو کہوں کون میرا کہتا مانے گا۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 مجھ کو ایمان کی راہ بتلاؤ۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 خدیجۃ الکبریٰ کو تلقین کیا وہ اول ایمان لائیں۔ اے مہر اس ستم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اے مہر اس ستم
 اوس وقت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کی عمر سات سال کی تھی۔ تمام دن رسول خدا کے پاس رہتے
 تھے۔ جب دیکھا کہ رسول خدا اور خدیجۃ الکبریٰ نماز پڑھتے ہیں
 حضرت علیؑ نے کہا کہ آپ سب یہ کیا کام کرتے ہیں کس کو
 پوجتے ہیں۔ پیغمبر خدا نے کہا کہ خدا کے غریب کو ہم پوجتے ہیں۔
 حضرت علیؑ نے کہا۔ کونسا خدا ہے تمہارا۔ حضرت نے فرمایا
 خدا میرا وہ ہے کہ جسکے دست قدرت میں تمام زمین و آسمان

اور یہ راہبہاویں سیچے۔ اور اس نے مجھ کو حملہ خلیفہ پر پیش کیا
 کہ اگر کون کو رہمان کی راہ متاؤن۔ اور بدایت کروں۔
 خلیفہ اور راہبہاویں۔ انہوں نے کہا میں اپنے باپ کے اجازت
 سے حاضر ہوں۔ وہاں سے حضرت علیؑ روانہ ہوئے راستہ
 میں یہ کہہ کر گیا کہ مجھ کو جتنی تمنا ہے ایمان بخشے وہ کیوں اپنے
 باپ سے جدا ہو گا۔ یہ کہہ کر واپس ہوئے۔
 اور راہبہاویں نے کہا کہ اس نے ایمان لایا ہے اور نماز پڑھے جب
 حضرت ابوبکرؓ الکیرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت علیؑ کرم اللہ
 وجہہ لہما سلام سے یہ خبر پہنچی۔ یہ سبیل خدا تمام رات آرام
 نہ ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ میری پرکھا ہر تھو۔ ایک دن خاطر مبارک
 میں یہ کہہ کر گیا کہ ابوبکرؓ معتقد اور تہرگ اور عقلمند ہیں اور مجھے
 دیکھو۔ ان کے کہنے پر میں نے اس سے کہا کہ یہ راز کہوں اور صلاح کروں
 دیکھو ان کے کہنے پر میں نے آخر کار صبح کو بعد انقراغ نماز ابوبکرؓ کے
 پاس جانا کا قصد کیا۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 مرحضی الہی سے اسی شب کو متروک ہو رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم
 اور ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ اس میں کچھ فائدہ متصور
 نہیں پاتے ہیں۔ کیونکہ بتوں سے نہ کچھ خیر ہے نہ کچھ شر ہے

میں نے یہ سنا ہے کہ محمد ابن جوہر اور زاذ سے ابو طالب کے مرد عاف و
 وراثت میں تھے اور اوسے جانی دوستی ہے وہ بت پرستی
 نہیں کرتے ہیں۔ اوسکے پاس جایا چاہئے۔ تاکہ مجھ کو راہ خدا
 بتا دیں۔ صحیح کو پیدا رہو گے عزم کیا کہ رسول خدا کے پاس جاؤں
 اور رسول خدا نے بھی عزم کیا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں
 اور پھر رازا و نسی بیان کروں اتفاقاً راہ میں دونوں حضرات
 کو با یکدیگر ملاقات ہوئی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے ارادے کو
 ایک دوسرے سے ظاہر کیا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ شکر خدا کا کہ آپ ہمارے پیغمبر ہیں
 جو ہم کو ایمان کی راہ بتلائے۔ اوس وقت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے حضرت صدیق کو راہ دین کی بتائی۔ آپ مشرف
 بہ ایمان ہوئے وضو کر کے نماز پڑھے۔

روایت ہے کہ پہلے عورتوں میں سے عید بختہ الکبریٰ اور لڑکوں میں سے
 حضرت علی اکرم اللہ وجہہ اور غلاموں سے حضرت بلال حبشی
 اور آزاد کئے ہوئے غلاموں سے زید بن حارثہ ایمان لائے
 تھے۔ اور بعد اذیکے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور حضرات طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص

اور ابی عبیدہ ابن الجراح اور عبید اللہ بن مسعود اور سعید بن زید
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما علیہما السلام جو ان کے بعد دیکر سے سلسلہ یہ سلسلہ
 اس وقت تک جملہ اونچا کیسی اس اسم ایما لایکے تھے۔ لیکن
 دین اپنا پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور نماز مسجد میں پڑھتے تھے۔
 ایک دن کو ہر ایک حضرت نے ابو طالب کو اسلام کی
 دعوت کیا۔ وہ کہے کہ میں اپنے دین سے نہ پھر ونگا مگر تم کو جو
 خدا نے فرمایا ہے اس پر قائم رہو میں تمہارا پشت و پناہ
 رہوں گا۔ اور ابو جہل اور تمامی کفار حضرت کو وقتاً فوقتاً
 بڑی بڑی تکلیفیں دیتے رہے اور بہت ظلم کرتے رہے جس کا
 ذکرنا گفتہ ہے۔ حضرت حتی اللہ علیہ وسلم نے جناب
 باری میں کفار کے ظلم کی التجا کی۔ ایک فرشتہ جو بھارون
 موکل تھا حاضر ہو کے بعد سلام عرض کیا یا رسول اللہ اگر
 آپ کی موجب ملال جملہ ملائک کا ہے۔ اگر اجازت پاؤں تو
 دونوں بھارون کو جو گھڑی کے ہن ملا دون۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے واسطے
 رحمت عالمیان کے بھیجا ہے نہ واسطے ہلاک کرنے قوم کے
 چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

اَلْعَالَمِیْنَ - یعنی نہیں پہچانتے اے محمدؐ کو واسطے رحمت
 عالمیان کے۔ جناب رسالت مآبؐ کی نبوت کے پانچویں
 برس امیر حمزہؓ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت پر ایمان
 لائے کل اہل عرب کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبھا
 اور جوا نمر دی اور حشمت میں مشہور و معروف تھے۔ اور
 واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانیکا ارباب
 تواریخ نے یوں لکھتے ہیں کہ ایک روز ابو جہل اعلان کیا کہ قسم ہے
 مجھے لات اور عزیٰ کی جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سر
 کاٹ کر لائیگا میں اوسکو ایک شتر کا بوج سونا اور چاندی
 اور دس غلام اور دس لونڈیاں دونگا۔ عمر ابن خطابؓ
 نے کہا کہ اس کام کیلئے میں موجود ہوں۔ یہہ لہر تیغ حائل
 کر کے چلے۔ اتفاقاً راستہ میں ایک اعرابی سے ملاقات
 ہوئی۔ اوسنے کہا اے عمر کہاں جاتے ہو۔ کہا محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کا سر کاٹ کر لانے جاتا ہوں۔ اوس اعرابی نے
 کہا کہ۔ اے عمر کل تیری بہن فاطمہ اور اوسکا شوہر زید اور
 تیرا داماد سعید خود ایمان لائے ہیں۔ عمر نے کہا اسلامیت اونکی
 کیونکر معلوم ہوگی۔ اعرابی نے کہا کہ تم کہنا کہاتے وقت انکو اپنے

[illegible]

اسی جلیلہ سے غصہ حضرت عمرؓ کا فرو کیا۔ اور کہا تا کہ باریا۔
 جب رات ہوئی حضرت عمرؓ دہین آرام کئے اور اونٹ پر بیٹھتے
 تہجد سورہ طہ پڑھنے لگے۔ جب نوبت اس آیت کی پہنچی تو کہے
 قُلْ لَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا
 بَيْنَهُمَا وَتَحْتَ الثَّرٰی۔ یعنی اللہ کے واسطے سب ہو رہا
 آسمانوں اور زمین کے سب ہو رہا۔ و نوسے سچ میں اور تحت الثری
 میں ہے۔ اوسوقت حضرت عمرؓ غمگین تھے ہوشیار تھے جب
 انہوں نے اس آیت کو سنا دل انکا اسلام کے طرف مائل ہو گیا
 فوراً بچھوڑنے سے اوٹھ کر اپنی بہن کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ
 اے بہن کیا پڑھتی ہے۔ اوسنے کہی اے بہائی کلام اللہ پڑھا
 ہوں۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ اور بعضوں
 نے لکھا ہے کہ۔ عمرؓ کے خوف سے فاطمہ نے اوس کا غد کو جس پر
 کلام اللہ لکھا ہوا تھا آگ میں ڈال دیا جو تنور میں سلکی ہوئی تھی
 مگر خدا کے فضل سے وہ کاغذ نہ جلا۔ حضرت عمرؓ نے کہا لا اوس
 کاغذ کو کہ میں ہی پڑھوں۔ فاطمہ نے کہا۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی - اِنَّمَا
 الْمُشْرِكُیْنَ نَجِسٌ۔ یعنی جو کوئی مشرک ہے وہ نجس و ناپاک ہے
 اے عمرؓ اگر تو کلام اللہ پڑھا چاہتا ہے تو۔ باطہارت اور

پاک و صاف ہو کر پڑھو کیونکہ اسکو بغیر طہارت کے چھونا درست
 نہیں۔ آخر کار حضرت عمرؓ نے غسل کر کے۔ اوس۔ سنو سڑ کو
 اپنے ماتھے میں لیکر پڑھے۔ جب کہ اوسکی معنی سے واقف ہوئے
 بہت روئے اور دل اونکا اسلام کے طرف متوجہ ہوا۔ صبح
 کے وقت کفاروں سے جو وعدہ کیا تھا یاد پڑ گیا۔ وہی تلوار
 حائل کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف روانہ ہوئے
 راستہ میں ایک اعرابی کے زبانی معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم اسوقت امیر حمزہ کے مکان میں معہ اپنے رفیقوں کے
 بیٹھے ہوئے ہیں۔ پس متوجہ ہوئے اوسی طرف اس اشرار میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور حکم الہی
 پہنچائے کہ یا رسول مقبول عمر تمہارے طرف آتا ہے تم اوس
 نہ ڈرو۔ اوسکو اسلام کی دعوت کرو اور نبوت کے زور سے
 اوسکا بیٹجہ سخت پکڑو جب تک کہ اسلام نہ قبولے نہ چھوڑو۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابا سے اسوقت
 اونچالیس آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے امیر حمزہ کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ رسول خدا
 دریافت کیا کہ تم کون ہو کہا میں عمر ابن خطاب ہوں۔ اوسی وقت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آ کے دروازہ کھول دیا۔ اور
 عمرؓ کا نیچہ پکڑ کے بلایا۔ تبکبیر پڑ کے دعوت اسلام کی کی۔
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام سے مشرف ہو کر کہا۔
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لعنت خدا کی ہے او نہی جو دیکھے
 آپ کے ایڑا رسانی کے ہوئے ہوں۔ اور ہر رسولی خدا نے حضرت عمرؓ
 کو کلمہ شہادت کا پڑھایا اور ہر رب جلیل کے طرف سے ہر نسل
 پر یہ آیت لائے۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ صُحِّبَكَ اللَّهُ وَمَنْ
 تَبِعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ**۔ یعنی کہا حق تعالیٰ نے اسے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کنایت ہے تجھ کو اللہ اور انکو جتنے تجھ پر ایمان لائے۔
 حضرت پھر تو کیا کہنا جبکہ حضرت عمرؓ مشرف بایمان ہوئے چہ
 دین کا علائیہ اعلان ہوا۔ ہلا یفت اور کلمہ معظمہ کے ہر کوچہ و بازار
 میں اصحابوں نے دعوت اسلام کی کرتے تھے۔ اور حضرت عمرؓ
 کی شمشیر بڑے زور سے چلتی تھی نماز اور اذان جا بجا آشکارا
 ہوتی تھی۔

روایت ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام کو خلعت وجود
 عنایت ہوا۔ جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں۔ عرض کیا
 کہ خداوند اتوں نے مجھ سے بھی پہلے کسی کو پیدا کیا ہے حکم ہوا

کہ اسے چہرہ پر اُپر دیکھ رہا ہے۔ جب چہرہ پر اُپر دیکھا ایک ستارہ
 نورانی نظر آیا اور اُس کے اذاعت اور چار ستارے روشن
 نظر آئے۔ یہ چہرہ پر اُپر دیکھ رہا تھا۔ ہزار جان سے عاشق ہوئے اور پہچان
 ہوئے۔ دیکھا کہ یہ نور گسکا ہے۔ ارشاد ہوا کہ پیچہ نور میرے حبیب
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ پھر عرض کیا یہ چار
 ستارے جو اوس سر کے گرد گرہین وہ کون ہیں فرمایا کہ
 یہ میرے حبیب کے دوست ہیں دنیا میں میرے حبیب
 کے چار یار ہونگے۔ اے مسلمانوں یہ وہی چار یار ہیں جنکا
 دُعا ابتداء دنیا سے تجا آیا ہے اور قیامت تک بچتا
 رہیگا۔ جو ان سے عداوت رکھتا ہے وہ گویا رسول خدا سے
 عداوت رکھتا ہے۔ اور جو انکا دوست ہے وہ لاریب
 رسول اللہ کا دوست ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ **اللَّهُ إِلَهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَخْذُوا**
هَمَّ غَضًا مِنْ بَعْدِي فَمَنْ أَحْبَبَهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ
ابْغَضَهُمْ فَبِابْغَضِي ابْغَضَهُمْ وَمَنْ أَذَى اللَّهَ فَقَدْ أَذَى
مَنْ أَذَى اللَّهَ فَيُؤْ
شَكَ أَنْ يَأْخُذَ سَرَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ -

یعنی میرے اصحاب کے بارہ میں خدا سے ڈرو اور انکو برا نہ کہو
 اور میرے بعد میرے اصحاب کو تیرون کا نشانہ بناؤ۔ میری
 دوستی و محبت کے وجہ سے انکو دوست رکھو اور جسے بغض رکھا
 میرے اصحاب سے تو گویا اوسنے میرے سے بغض رکھا اور
 جس نے انکو ایذا دیا گویا اوسنے مجھے ایذا دیا اور جس نے مجھے ایذا
 دیا گویا اللہ کو ایذا دیا اور جس نے اللہ کو ایذا دیا قریب ہے کہ
 وہ غضاب خدا میں گرفتار ہوگا۔ حضرات اس حدیث سے ثابت
 ہے کہ جو رسول اللہ کا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے
 خدا اے تعالیٰ تمام دیندار بھائیوں کو ہدایت دے کہ نفسیات
 کو دلون سے دور کریں اور فروغیات پر نظر جمالت نہ ڈالیں
 اور اصحاب باوقار سے محبت پیدا کریں جس میں خوشنودی
 خدا اور اس کے رسول کی ہے۔ اے دیندار بھائیو جس سے
 اہل بیت خوش ہیں ہمکو چاہئے کہ ہم بھی اوس سے خوش اور
 راضی ہیں۔ سبحان اللہ مومنوں جیسے ہمارے سرکار دو عالم
 سلطان دارین ہیں ویسے ہی اونکے اصحاب کرم حامی دین۔

محشر ملک رہیگی وفا جنگی یادگار
 اک اک زمین عاشق صادق کرم شعا

اصحاب ہی خدا نے دے دیئے تھے
 راہ خدا میں کہ تھے جان اپنی سب

<p>دل سے مطیع حکم حبیب الہیہ پروانہ جمال شہ دین پناہ</p>	
<p>دی حق نے جسکو بعد نبی سب پرچھی تہی ختم جسکی ذات پہ محتاج پروری</p>	<p>اول وہ پشت تکیہ سدا پیہمی پہونچ گیا اوسکے فیض کو کیا براغور</p>
<p>یہ وہ ہے جسکا تذکرہ قرآن میں آیا ہے جسے خطاب ثانی اثنین پایا ہے</p>	
<p>خورشیدِ آسمانِ کرامت سراچہ دین مسند نشین شرع نبی محمد یقین</p>	<p>سلطانِ دین پناہ کے دستور اولین حرکنِ رکین بارگاہِ مرسلین</p>
<p>مقبول بارگاہِ خدائے قدر ہے لو کیوں نہ ہو وہ کس شہر دین و دوزخ</p>	
<p>تہی باعث ترقی اسلام جسکی ذات جرز ذکر حق زبان سے نکلی کچھ اور بات</p>	<p>وہ دوسرا وزیر شہ معدنِ صفات جب ماتہ اٹھایا کفر سے دنیا پیر</p>
<p>خود گم رہا رضائے خدا اور رسولین رکھا قدم نہ بھولکے راہِ عدولین</p>	
<p>اسلام لائیکلی جو سنی آپ کی خبر مانند بید کا نیتے سید نو نہیں ہے جگر</p>	<p>اللہ رکے رعبِ دیدہ حضرت عمرؓ ہدیتِ سمائی کا فرونگے دلیں اس قدر</p>
<p>کہتے تھے اس کے حال ہمارا ستقیم ہے</p>	

اب صورت خرابی دین قدیم ہے

جس روز آپ زخا دین میں
آہستہ سے اذان پڑھیں گے

سجد میں ہر کعبہ شمار ایل و پیر
فرایا کیا مشیت دین ہم کو نہیں ہوئے

نام خدا و نام نبیؐ لو پکا کر
اب تمکو کسا ڈر سے اذان دو کر

اوسوقت دی کسینے بولکار کر اذان
کہنے لگا بھم یہ گروہ منافقان

حیران بنے ہو گئے سارے وہ بدگالہ
آگے تو اس طرح کا طریقہ نہ تھا یہاں

اب لگان قریش کا ایمان ہو گیا
لوگو عمر یقین ہے مسلمان ہو گیا

حسرت وہ جسکا شہرہ، اب تک جہان میں
کافر بھی اوس دیر کی کہتے تھے شان میں

تعریف عدل آہن سکتی بیان میں
اب تک اوسکی تیغ کی جہنکار کان میں

روم و عراق و شام میں ستارہ شہادیا
ساکر جہان میں دین کا ڈنکا بجا دیا

بیان معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

شرح اون معجزات بابر کات کی چونکہ آنجناب سے مطالبہ ظاہر ہوگا
اگر خطہ ط امواج قلم اور سیاہی اس بحرین اور صحن آسمان صفحہ

قرطاس ہوا مکان بہن کہ عشر عشیر کسی سے لکھا جائے۔ ادنیٰ یہ
 ہے کہ ہنگام رفتاً ابراہیم سر مبارک پر سایہ کرتا تھا۔ اور
 سایہ جسم مقدس کا زمین پر نہ پڑتا تھا ظاہر ہے ہر گاہ ذاتِ بابرکات
 پر تو نور سب العالمین ہو ہی ہو پس سائے کا سایہ منعکس ٹھہر
 سکتا ہے اور فی الحقیقت وہ جمالِ جہان آرا آئینہ قدرت
 میں عکس نورِ احدیت تھا۔ پس عکس کا عکس محال ہے۔ اسے
 اشتقاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان ایک لطیفہ مطابق پسند
 صوفیان صافی مزاج کے اور یہی خیال میں گذرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 اپنے نہیں محبت آنجناب محبوبیت مآب کافر بایا۔ اور محب
 اپنے محبوب کی مثل و نظیر کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ ظلِ ذنی ظل
 کافی الجملہ مماثل ہوتا ہے۔ کوئی پرندہ سر مبارک سے نہ گذرتا۔
 اور گیس کہی آپ کے جسمِ مطہر پر نہیں بیٹھتی۔ معجزہ شق القمر کا
 اور گواہی دنیا سو برس کے مردے کی آپ کے سالبت پر۔
 اور کلمہ پڑھنا سنگریزوں کا۔ اور شہادت دنیا سوسمار کا
 اور نکلتا طاووس زرین بال کا حجر سے اور اور معجزاتِ صوری
 و معنوی اور فضائلِ ظاہری اور باطنی۔ اس قدر مشہور
 معروف زبان ہر صغیر و کبیرین کہ کچھ حاجت شرح و بیان کی

نہیں۔ تاہم مشے نمونہ از خروارے کچہہ عرض
کیا جاتا ہے۔

روایت ہے ہم کو رچشمن کے حق میں۔ عین سرمے
بصارت ہے کہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں۔ ایک شخص قوم یہود سے تھا۔ کہ اوسکو
قبل حصول ایمان۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کمال
عداوت تھی۔ سراسر ایام جہالت کی جہالت تھی۔ سردار
دو جہان۔ سیاح لامکان کو کمتر اور حقیر جانتا۔ اور اپنے کو
دولتمند اور امیر جانتا تھا۔ دماغ اوسکا شراب دولت سے
خمور۔ اور وہ خود نشہ بادہ نخوت سے چورتھا۔

پکا یک ہوا قہر رب جہان	ہو اور آنکھوں سے اوسکے کھان
یہ نخل عداوت کا شجرہ ملا	چراغ بصارت کے گل کر دیا
بہت کچہہ کیا اوسنے اپنا علاج	مگر سب ہوا نامفید مزاج
وہ رکھتا تھا ایک تخرجین	بہت چاہتا تھا وہ اوسکے تین
بظاہر وہ تھی پاک دین	پہنسی تھی قدیم اوسکی این
فدا تھی مگر شاہ لولاک پر	تصدق بدل مقدم پاک پر
نثار محمد تھی وہ سر بسر	لگی کہنے اک روز سن آپر

طیب ایک آیا۔ ہے اس شمع میں اگر وہ تو اس دم اجازت ہے جو ہو جائیں نورانی آنکھیں تیرے	نہیں مثل جسکا کہیں بھی نہیں تو اس سے دواؤں تیرے لئے تو برائیں پھر سب مرادیں سرے
--	---

یہ سنتے ہی ادسنے کہا۔ کہ اے نور دیدہ۔ دیر نہ لگا جلد جاو
اوس طبیب سے وہ دوا باعث شفا لاکہ آنکھیں نورانی
ہو جائیں۔ میری کورِ بختی پر اشکِ غم لوگ نہ بھائیں۔

ہوا جبکہ دختر کو اذنِ پدر اوٹھالائی وہ خاکِ زیرِ قدم لگائی جوہن چشم میں خاکِ پا	شنوی گئی پاسِ حضرت کے وہ دورِ کر نکل جائے تاباپ کا خارِ غم خدا نے کیا نور اون کو عطا
---	--

جب کہ اوسنے خاکِ پائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
شفا سے کامل پائی یعنی۔ اندھے آنکھوں میں بنیائی آئی۔
کمالِ متحیر ہوا اور اپنی لڑکی سے پوچھا کہ۔ اے لختِ جگر۔
نورِ بصر۔ سچہ بتا ایسی دوائے مجرب کہاں سے میسر ہوئی
جو باعثِ اعادہ نورِ بصر ہوئی۔ اوس حکیم حاذق کا نام کیا ہے۔
جس نے یہ کھل الجوا ہر تجھے دیا ہے۔ دختر نے کہا۔ اے پدر۔

خدا کا رستہ چلو صفا ہے ادب سے سر کو جہکا جہکا کر
مثالِ نقشِ قدم بنو تم غرورِ ہستی گرا اگر اکرا کر

ذرا تو دیکھ ذرا تو سوچو تو ویسے دلو پہلا پہلا کر
 سوا خدا کے نہیں ہے کوئی خدا سے ڈرتو خدا خدا کر
 وہی ہے حاضر وہی ہے غائب وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
 ثواب چاہتا ہے مین ہون مین ہون ہوا کیون یہی احیا کر

دختر نے کہا۔۔۔ اے پدر۔۔۔ کیونکر اوس آفتاب سپہر تیرے
 اختر برج رسالت کا نام زبان پر لاؤں۔ کہ وہ رہو سے
 دین مبین شمع شبستان حق الیقین ہیں۔ بقول مولف۔

عیان ہے نور حق تیری جبین سے
 حدیث من رآنی ہے تمہاں سے
 ثنا اوسکی ہو کیونکر تمہاں سے
 نہ کیون یوسف تجھ سے احسن ہے
 ذرا پوچھو مرے قلب خیرین سے
 مکان آباد ہوتا ہے مکین سے
 پئے مدفن مدینے کی زمین سے

چچا

یہی کہتا ہوں مین اپنے تھیں سے
 جو دیکھا تمکو بس دیکھا خدا کو
 کرے توصیف جسکی حق تعالیٰ
 کیا محبوب اپنا جسکو حق نے
 تمہارے ہجر کا ہے درد کیسا
 ذرا تو اس دل ویران مین آؤ
 جگہ تھوڑی سی پاؤں یا الہی

گنہ تحقیق کے کیونکر نہ ہوں عفو
 محبت ہے شفیع المذنبین سے

اے پدر۔۔۔ اصل یہ ہے کہ جسکا تحم بغض تم نے۔ اپنے مریض دین

یوں ہے ۔ اوسے کے قدم مبارک کی خاک نے تمہارا عارضہ ہویا
 لطف الہی اور تمہارا شفیع المذنبین ہے ۔ اور نام قدسی اور کما خاص
 زینت السالین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

اگر کما نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیارا لاگوچی

شیرب کو نور سہا نوریا من پیارا لاگوچی

گور کہ پر نور سہا نوریا من پیارا لاگوچی

بانکی چتون سہا نوریا من پیارا لاگوچی

مکہہ بان رنگ ورا وکیسہ لال

آپہی طالسیہ پی مطلوب پی گل خندان

آپہی اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

سورہ نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیارا لاگوچی

آپہی اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

نچہ اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

آپہی اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

آپہی اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

آپہی اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

آپہی اسہا پی احد اپنا سہا نوریا من پیارا لاگوچی

والضحیٰ کی بچکاری بنا کر نوکا بھر کر گدگد	اللہ نبیؐ من موری کہیں دیوانوں سے بڑھ کر
سو نہ نام محمد مصطفیٰؐ من پیر الاکوچی	
صورت سیر ساری اس کی فقط دریا	اناشہ کا تخت بنایا احمد عرب کی شان
سو نہ نام محمد مصطفیٰؐ من پیر الاکوچی	
لالہ کے بابے تھارے اللہ کے ساز	نبیؐ ہمارے دل دل سے وار ہو چکے سورج
سو نہ نام محمد مصطفیٰؐ من پیر الاکوچی	
شوچا حور و ملائکہ پہلہ حمد کی شان	صلو علیٰ الیکہ پکار شاد ہو جو اس آن
سو نہ نام محمد مصطفیٰؐ من پیر الاکوچی	
لالہ کا باغ بغیر اللہ کے پھول پڑا	حور و ملائکہ رہتا ہے پہنچے نبیؐ رسول
سو نہ نام محمد مصطفیٰؐ من پیر الاکوچی	
اے پدر آں جناب کے اوصاف میں کیا عرض کروں زبان میری قاصر ہے۔ سنئے بقول قدرت۔	
مہکتی ہے ہر سمت بوئے محمدؐ غل وہ بیل ہوں گلشن میں جب نکلتا ہوں شرف ماہِ نعمان کو اونے ملا ہے گہر سیکڑوں اس میں پیرِ راز حق کے بجا ہے جو نسبت ہے قبلہ نما سے	گلستانِ جنت ہے بوئے محمدؐ ہر اک گل سے آتی ہے بوئے محمدؐ ہے کیا جلوہ نورِ رسولؐ سے محمدؐ سمندر ہے قلبِ نیکوئے محمدؐ مرا قلب پھر تباہ ہے سوئے محمدؐ

صبا مجھ کو لچیل تو سوئے محمد
 مہو مضر بن عکس روئے محمد
 ہدایت تھے امت کی خوئے محمد
 عدوئے خدا ہے عدوئے محمد
 الہی نظر آئے روئے محمد

نور انوار سے روشن رہے محمد
 نہ کیوں نکھر دیا نہ ہو پر نور ان سے
 شریعت کے رہنما ہوئے محمد
 جو سب سے دور رہا وہ محمد
 کسی دن تو اپنے بند و پادشاں سے

تر فغان و باغ عبادت قدرت
 عجب کچھ تھا آبِ وضوئے محمد

مثنوی

وہ ہیں باعثِ خلقِ ہر دو جہان
 قدیمی عداوت سے سراپا دہن
 یہہ کیسا غضب آہ تو نے کیا
 خلافِ طریق ابو جہد ہوئی

نہایت شک کر رہا تھی تو بے بسیاں
 انہوں نے زبیں سے نامی آؤں
 کہا اپنی دولت سے غصہ میں
 تو شاید مریضی محمد ہوئی

لڑائی نے کہا بقولِ مولف۔

شید جب کا خدا ہوا ہے
 گو پر وہ میم میں جہا ہے
 کل میں ترے نور کی ضیا ہے
 عاشق تر اجان کہو رہا ہے

دل میرا اوس کا مبتلا ہے
 احمد نہ احمد کچھ جدا ہے
 بیشک تو حبیبِ کبریا ہے
 قاصد کہد سے بنی سے جا کر

دکھلا دو مجھے جمال انور
 لَوْلَاكَ خَلَقْتُ الْاَفْلاَکَ
 وَاِلَیْکَ سَجَدُ سِرِّی زلف کی نشانی
 سودا تر سے زلف عین کا
 اسے شاہ بغیر وصل تیرے
 شیر بہ کورنہ ایوانہ تیرے جاؤ
 اسے سوسنے مدد نہ مل لوں
 نہ تیرے کمر کی ایک انگلی
 نہ تیرے راز سے نذر میری
 خیر تیرے بتاؤں کسے شہزاد
 مہاراج کی شب ملک تیرا گویا
 آتی تھی صد ایسہ لامکاں سے
 کیا کر سکے آفتابِ محشر

سرور ہی دلکا مدعا ہے
 نازل تری شان میں ہوا ہے
 لے حصہ ہیں زلف و انصاف
 بیچی سے سر میں ٹہر گیا ہے
 اسے دل نہیں میرا اتنا ہے
 ہوا آنا مجھے شہر ہوا ہے
 کیا تیرے دل میں جو کچھ ہے
 تا آخر تر سے در پہنچا ہے
 میرا فخر ہے یہ جان پہلے میرا
 دلگیر سے عرش پر گیا ہے
 آتا وہ جدید کس پر گیا ہے
 آجائو جدید پر وہ گیا ہے
 سرور ہر سر سے سایہ آپ کا ہے

اعمالِ زبون سے اپنے بقیق
 کھٹکا مرے دلیں حشر کا ہے

بھر باپ نے بیٹی سے کہا -

مشتوی

نچے جان سے جانتا تھا غریب	کیا پاس میرا نہ اے رہنما
میں اس سے تو اندر اپنی تھیں	بلا سے ہوتی اگر کچھ شفا
نکا اور میں انکھوں پر چھو	لگائی جن آنکھوں میں ہے خاک

انکھوں میں اوس سے تھا کس چھال سے دیدہ بغیر و عداوت میں ہوتی
اور بے تکلف چہری سن کر اپنے آنکھوں میں ہونکی جون ہی چہری اٹھ
دور کیا حتیٰ لٹا لٹا سے اور ان آنکھوں کو نور علی نور کیا دوسرے بار
پھر اوس سے دیکھا نہ بھلا لے تامل آنکھوں کو چہری سے نکالا۔

دہشت

عجب رست حق ہوئی آشکار	وہی نور او نکار بنا برقرار
تب وہ یہودی نے غصہ میں آکر دیدہ و دانستہ متواتر سات بار	زخم پر زخم لگایا۔

مشنوی

لگاتا تھا وہ تو چہری پر چہری	ترقی بھی ان ہوتی تھی نوری
کہا ہاتھ غیب نے چھید پکار	نکالے جو تو آنکھیں ہفتا بار
نہ کم ہو گیا نور او نکا کبھی	لگی اونہیں سے خاک پائے بنی

پس یہ ہندائے جبریت قرار سنکر نہایت شرمین ہوا۔
اور بدل معتقد جناب مسیح المصلین ہوا۔ اور کمال عجز و

انکسار کے ساتھ عالم بخودی میں یہ عرصہ کیا ۔

مشہور تو ہیں بندہ سے باز رہا ہے
گل میں تو تمہارے ہیں وگہ خار تمہارا
ہیں دونوں صفت انگوٹھے اظہار
یوسف سے ہزاروں ہیں خیر از تمہارا
بس کرتے ہیں دوا بروں تمہارا
بہتر سے ہیں انہی سے دیکھو تمہارا

ہم گرچہ نہیں لایق دربار تمہارے
اچھی رہیں نزدیک بر جائیں کیہ کو
زندہ کو تو مردہ کریں اور مرد کو زندہ
یوسف کی تو عاشق تھی فقط ایک زلیخا
مقتل میں جواؤ تو نہ لو ماتہ میں شمشیر
ہم ایک نہیں تیرے کہ کے ترے جی

خاموش نہیں قابل محفل ہے کب لیا
رہنے دواو سے بس پس دیوار تمہارے

بعد یہودی نے بیٹی سے کہا کہ اے نور دیدہ ۔ مجھ کو اوتکے پاس
لے چل جسکی خاک پانے میرا عارضہ چشم کھویا ہے پس بیٹی نے جواب
دیا کہ ۔ اے پدر ایک طرح سے آپ کو وہاں تک لیجائے گا
اقرار کرتی ہوں ۔ بشرطیکہ تم میرا کہنا منظور کریں ۔ یعنی کبر و
عز و اپنے دل سے دور کریں ۔ اور طوق عداوت اپنی گردن
سے نکالیں اور حائل محبت نبی اپنے گلے میں ڈالیں پس وہ
یہودی باشتیاق قدم بوسی آنحضرتؐ لے چین اپنی لڑکی سے
مخاطب ہو بقول مؤلف کہا ۔

پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی

پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی

گنہگار گرجہ سے تحقیق تیسرا
 جہنم سے اوٹ ہو جانے سے پہلے

شیر الامریہ پوری نے کہا اسے بیٹا برائے خدا جس طرح تیرا لوجی چاہا
 نیکیل بن حافہ بیون تیرے کہنے سے نہیں قسا صرہوں -
 تبدیلی منہ لکھتے -

جان نزاری کے سو کچھ نہیں تیار کیا
 سایہ کے طرح رہوں آپکی دیوار کے پاس
 رہنا لازم ہے مجھے ایسے ہی سرکار کے پاس

ندر پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی پہاڑی
 زندہ جناب ہوں چلو گنجی آقا
 جنکے در کے پہاڑی اساتذہ کے سدا

وافر و بے شمار شدہ انکا سر گذشتہ از کسے پاس
 جسکے ہی باوجود اسکی حج بزار کے پاس
 نے چل اس باد عیا احمد مختار کے پاس
 سے یہ بیوقوفانہ و افسانہ بازار کے پاس
 تختہ ساز و ہر قدر قیاس و کمال کے پاس

خسب میں وعاذہ ششدر کی وفا کا
جاوگادور کے میں صدا دینا نہ میرے

جب لڑکی نے دیکھا کہ ۔ اپنے باپ کے دین پر مشفق و شفیق تھا ۔
 ہوا ہے ۔ لے چلنے پر تیار ہوئی ۔ یہودی نے کہا کہ ۔ اسے لخت جگر
 اوس جناب اقدس میں اس طرح کیا جانا باعث افتخار ہے ۔ پہلے
 رسن سے اپنے ہاتھ بندھوا لیا ۔ پھر ملائی مافات کی عذر خواہی
 کرتے ہوئے روانہ ہوا ۔ اور آنکھوں سے اشکوں کے دو دریا بہا
 تھے ۔ گویا لنگا جاتا ہے ۔ چونکہ قلاب اسکا کفر و فسق است سے پاپ
 اور عشق محمدی اور خدا کی وحدانیت سے معمور رہ چکا تھا عالم بخود
 میں بقول مؤلف یہ کہتا جاتا تھا ۔

تقصیدہ

فنا عشق ہی میں ہوا چاہتا ہوں	ملاشش و ہو در خدا چاہتا ہوں
وصالی رسول خدا چاہتا ہوں	نہیں اور کچھ میں دلا چاہتا ہوں
فقط مصطفیٰ سے ملا چاہتا ہوں	نہیں دین و دنیا کی خواہشیں ہوں
ترے در کی خاک شفا چاہتا ہوں	تیسرے پیر سے دلیا ہوں کب سو
میں کب تجھے کوئی دلا چاہتا ہوں	مسیحا ترا وصل دلائی ہے تجھ کو
میں تو میں صبح و صبا چاہتا ہوں	زیارت تیرے سر پہ ہوں رہتا ہوں
میں قطرہ سے دریا ہوا چاہتا ہوں	یہو اشک لبتا خدا نہیں دلا دینا
ہو تو صیف زلف تو چاہتا ہوں	سیاہی کے چاکر تاروں کے چاکر
یہ تجھے یاد صبا چاہتا ہوں	سہنگما دے ترے سر پہ گلابی ہار
میں نے میں اپنی قصا چاہتا ہوں	تو میں تیرا پسینہ میں ہوں دیر
میں قربان تم پر ہوا چاہتا ہوں	خدا کے لئے جلد مجھ کو بلا دے
میں ہر وقت تیری رضا چاہتا ہوں	مصیبت کو راحت سمجھتا ہوں
میں دامن میں تیرے چاہتا ہوں	دکھائے جو خیریت میرے شہر حرارت

میں روئے بہ حق تعالیٰ حضرت کے جا کر
تقصیدہ یہ اپنا پڑا چاہتا ہوں

ہنوز یہ پہونچے تھے کہ وہاں جبریل فرماں رب جلیل خدمت

یا بکت رسول الثقلینؑ نبی الحزمینؑ میں حاضر ہوئے۔ اور اس وقت
 مظہر ہوئے کہ۔ یانی الورا شفیق دوسرا۔ آج دشمنی آپ کا
 دوستدار ہو کر۔ اپنے مذہب باطل سے بیزار ہو کر۔ غلام مسیح
 شریف میں۔ آئیگا آپ پر ایمان لائیگا۔ اس اعتبار میں کہ وہ
 یہودی اور اوسکی دختر ہر دو در دولت پر سرکار ہوا عالم
 حاضر ہو کر پیشانی کو زرا قدس سے ملے تھے اور یہ عرق کھڑا
 تھے بقول ضامن۔

قصیدہ

دکھاؤ مجھ کو جمال اپنا میں جان بسبب ہوں بہیمہ نال کیا
 بیہ خاکساروں سے بچ گیا یہ بیہ بیگم لال کیا
 کمان ابرو پہ تیغ خونی قضا ہے قبضہ میں اونٹ کا قاتل
 تمہارے ابرو کے آگے سر تا کمر پہ روشنی ہاں کیا
 لگا ہے جہنجاں میری جانکو میں بچ کھانا ہوشل شہ نبل
 کہ قید کر نیو مرغ دل کے تمہارے زلفوں کا مال کیا
 تمہارے قدموں پہ دم ہی نکلے ہی تمنا ہے غمزدون کی
 جو بادشاہوں کا وصل چاہے فقیر مسکین تہاں کیا
 اٹھاندر تو اپنے مجھ کو میں تیرا عاشق ہوں جان سے لگا

نہ چہوڑ رہا ونگا تیرے در کو بیجہ دل میں تیرے خیال کیا ہے
 نہ ہمارا رخسار حق نما ہے یہہ آئینہ ہے جیساں حق کا
 کہ جیسے دیکھا ہے تلو صاحب خدا کا ملنا محال کیا ہے
 یہہ دلیں نہ ہر شے کے چلے ہم زبان پہ اپنے یہی شکایت
 چہ نہ پوچھا کہ تیرا خدا من ہماری فرقت میں حال کیا ہے

اگر تیرے شرف نہ تھا تو علیہ وسلم نے او کو معہ تمام اونکے
 عزیز و اقارب کیسے گھمسان کیا۔ شرف بہ ایمان کیا۔
 سبھا اہل انوار سے خوش کیا رحمت خیر الانام ہے کہ
 ہر ایک سے نہ ہر ایک کو ہم نام نہ پکا ایک ادنیٰ سا کام ہے۔ ہر چند
 کہ ہمارے ہر شے کے علیہ وسلم ہمارے ہم جنس ہیں لاکھ
 ایک سے لاکھ تک جو شیدا ہے اس میں کیا بہید اور کیا اسرار
 بقول مولانا۔

<p>نور جمال پاک میں جلوے خدا ہیں دیکھو گھر سے کیسے یہ قبیلہ نما کے ہیں یہہ سارے رنگ و لہرے ہو مٹھ طیفی ہیں پتیلے تو خاک کے ہیں مگر گن بلا کے ہیں پر گہاری آنکھ یہ جرم و خطا کے ہیں</p>	<p>لا کہوں خیر و خوش از رخ و نور خدا سب سے ہم نام نہ ہر ایک کو ہم نام یہہ سارے رنگ و لہرے ہو مٹھ طیفی ہیں نور خدا کو ان سے نہ ہر ایک کو ہم نام کس مشہد سے یہہ دیکھو گھر سے کیسے</p>
--	---

دنیا کے کاروبار تو حوصلہ جو اسکے ہیں
 باز و پاپا چارے جڑے پر ہمارے ہیں
 یہ دوسری حرف خاص مگر مدعا کے ہیں
 کہہ کر چلے غلام بھی بدر آجاکے ہیں
 کیسے نشانہ صید بھیہ تیرنگہ کے ہیں
 وابستہ بھیہ سببی تیری لفظ کے ہیں
 خام اٹھانے و اکمری کوشش کے ہیں
 مٹھا دیکھو آج محمد خدا کے ہیں

بخشش گایا نہ بخشش کا مختار ہے وہی
 یا و خدا یا بخشش ہے ہمراہ ہم چلین
 ایمان و عمل نیکیاں ہیں جو زندگی بسر
 متکبر و کبر جو تو رہے لحد
 قلب و فکر اور سر ہے بصد شوق باک
 شو شوق جو اس نے نشان جان نہ مقرر
 بخشش جاری ہوگی تیر کہدین تدا
 ارض و سما پہ آتی یہی ہرمت یہہ

تحقیق بخشش جائیگا فیض شائستہ تو
 اعمال ہوں تو نسبت لایق ہر انہیں

بیان معراج شریفین

اسے تدایان گوئے احمدی و طالبانِ روئے محمدی افضل تر
 مقامات اور بزرگ تر حالات معراج شریف کے ہیں
 جانو اور آگاہ ہو کہ بارہویں سال نبوت سے حضرت محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رتبہ معراج کا عنایت ہوا
 اور مفسرین اور اربابِ تواریح نے اس مقام میں لطائف
 عجیبہ و نکات غریبہ لکھے ہیں۔

اَوَّلُ یہ ہے کہ جنابِ باری نے اس نے قوی واقعہ میں
 صحت چھ رکھی ہے کہ جب خلیفہ آدم کے وقت ملائکہ کی
 خطاب ہوا کہ (وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ الْمَلَائِكَةُ إِنِّي جَاعِلٌ
 فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً) یعنی کہا تیرے رب نے فرشتوں کو
 کہ مجھ کو بنا سید زمین ہر ایک نائب رہے پس ملائکہ عرشِ اعلیٰ
 عرض کیا - أَجْعَلُ قَبْهًا مِّنْ بَيْنِ قَبْهَاتِهَا وَيُسْفِكُ الدَّمَاءَ وَخُجْجُ
 كَسْبِهَا تَعْلَمُكَ وَنَقْلُكَ الْكُتُبِ ۝ یعنی - کیا رکھیں گے
 پروردگار اوس میں اوس شخص کو جو فساد اور خون ریزی
 کرے - ہم ذکر کرنے ہیں تیرا اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات
 اور خوبیوں کو - جنابِ احدیت جل شانہ نے جواب
 فرمایا - (إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝) یعنی مجھ کو
 معلوم ہے تم نہیں جانتے -

یہ اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باوجود کے
 یعنی اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ - تم اولِ آدم کو مفسد
 اور تباہ کار ٹھہراتے ہو - مگر ہمارے پیش نظر اوس کا فرزندِ احمد
 حبیبِ مکرّم رسول معظم مقصودِ آفرینش ہے نیز ارعالم کا ہے
 اے ملائکہ اگر آفرینش اوس محبوب کی مجھ کو منظور نہ ہوتی نہ یہ اشارہ

میں زمین اور آسمان کو جو ہمہ گیر اور ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے
 خلاصہ موج و است کا۔ عرصہ گنگا و یامونا کے درمیان پروردگار
 تمام ملائکہ مشتاق زیارت ہوسے اور جناب اہل بیت علیہم السلام
 دعا مانگے کہ اے خالق بے چون و بے چرا ایک سیرت کو بنو
 دولت ملازمت سے اوسکے شرف کر۔ دینا اور فیض
 بارگاہ وحدہ لا شریک ہوئی۔ شیخ ابان اللہ یونان اخصی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی عجب ذات متعالیہ ہے۔
 بقول نابینا۔

<p>برکت ہے گل ہے اور شجر ہے تو گوراء الورا میں ہے پنہان لحن مضار میں ہے نے میں نفیر شوق پروانہ میں ہے شمع میں دیر میں برہن حرم میں شیخ باوجود اسکے سب سے مخفی</p>	<p>شمار ہے تخم بنائے زمین ہر چیز میں ہے نیات لکھے نرم رہا ان میں ہے لکھ لکھ ہے تو کچھ اور ہے تو کچھ اور ہے تو کفر و ایمان کا رہا ہے تو اسے جو انتر میں ہے تو</p>
--	---

ہے بصیرت میں مرد نابینا
 گرچہ ظاہر میں بے بصر ہے تو

دوسری حکمت یہ ہے کہ خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

حبیبؔ اور حبیبؔ کر چاہئے کہ تمامی مخزناتِ عالم
 کا گاہ ہو۔ یہ گاہ دو فاین تمام روئے زمین کے اور سلطنت
 شہاروں اور شہریوں دنیا کی عنایت ہو چکی حضرت کو آسمان پر
 پہنچا کر تہا۔ اور رتبہ اختصاص کا مرحمت ہوا۔ اور کلمہ
 پرست اور رزق کی سپرد ہوئی تاکہ رتبہ محبوبیت کا
 سہرا اس دعام پہنچا ہر ہو جائے اور کوئی مرتبہ تقریب کا
 باقی نہ رہے۔

سیرتِ شریف

دل ملک شوق سے کرتے تھے تری دہانی
 دہانی چہرہ تریاے تو شد نورانی

درتِ ہمارا جہاں حسنِ خجست لائانی

اینیلا بین تو نہیں ہے کوئی ہر لانی
 جلتے اوصاف ہیں چہرہ تریاے تری دہانی

ہستی از نور خدا اگرچہ کل انسانی

رشتہ کیوں نہ ہو دنیا میں کیا جان
 درجہ ہے یہی کاہر ہے اسے شاہان

ہستی چہ جو دوا جان پرچہ کوئی

استقدر یوحہ گناہوں کا ہے بھاری آقا	ختم ہے گردن ہنہیں مگر مجھ سے اٹھایا جانے
رحمت حق کا ہے شکر بخدا تو باریا	رحم کن و نہزار بر من عاصی شایانہ
عمر برباد شد اندر حوس نفسانی	
نیم جان جھجکے کئے دیبا ہے در و در	ہند میں رہنا یہ زبیا ہندیں مجھ کو جھجکے
موت سے کم نہیں ہے ریت کا میری حالت	صد تمناست شود دفن من پائین
حکم فرما بخدا اگر تو مناسب دانی	
عشق کے مدرسمیں پریشان ہو پوچھی	شک نہیں ہے الف اللہ کا تیرا سہ قند
تیرے دیدار کا اشتیاق ہے میری دل بچند	لطف فرما طلب جانیب تیرا احمد
شوق دیدار چہ گویم پو تو بیتی دانی	
یک نیا کعبہ ہے ابرو سے رسول داؤد	ہے یہی فکر کہ بین دیکھ لوں او سدا گو گو
دیدے جسکے ادا ہوتا ہے حج اکبر	گر بیہوشم بہ سوئے خنجر ابرو سے دور
جان تصدق کہ ہم بہت ہیں قربانی	
زندہ مرد کو تو کرتے تھے جنابت سی	در و عصیان کا تدارک نہیں اوڑھتا
جملہ امراض سے دیتے ہو ہمیں سب کو شفا	چشم تحقیق بسویت پئے درمان شناسا
حال امراض چہ گویم کہ ہمہ تو دانی	
تیسری حکمت یہ ہے کہ - قبل نزول (وَمِنَ الْاٰیٰتِ فَتَحَدَّ بِهٖ نَافِلَةً - کے یعنی رات کے بعض حصہ میں اوٹھ کر نماز نفل	

پیشہ تہجد پڑھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہی شمار میں
 مشغول رہتے۔ اور کہی خواب استراحت فرماتے۔ ایک
 رات باسباب ظاہری خواب میں تھے۔ ناگہان پھر نکل آئے
 حضور نبویؐ آئے اور بابتیاق دیدار عرض کئے۔
 بقول جامی رحمت اللہ علیہ۔

خوش آنکہ وصال تو پیشہ شد ریزم ز شرہ اشک کہ مادہم کہ بشوم بایسج برابر نکمہ آنکہ سر من زمین پیش من سر کشی آماہ بیندیش شد قامت من حلقہ دران فکر کہ بستم ہرگز بہ وفا بادگرے عہد بہ بندم	چشم بجال تو منور شدہ باشد گر خیر جمال تو مصور شدہ باشد دریائے تو با خاک برابر شدہ باشد زان لحظہ کہ آہم بفاکت شدہ باشد در حلقہ آن زلف معبر شدہ باشد گر تو ز جفا عہد بد بگز شدہ باشد
--	---

جامی مکن اندیشہ تعبیر نیاید
 در حکم ازل ہر چہ تقدیر شدہ باشد

کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ بعد
 سلام کے ارشاد فرماتا ہے۔

مثنوی

اے محمدؐ خواب تو زینبہ نیست
 ہر کہ در خدمت نباشد بنبیہ نیست

تسری پشت و ساه ز کسان
 کروم اینک است ساه ز کسان
 از سر آید آستانه ز کسان
 از سر آید آستانه ز کسان
 پایزای خواب و راحت

من فرستادم ترا از کجمر آن
 گریه و دازی خواب نیم شب
 گریه و طبع ترا میدان خواب
 است محمد آیه رحمت توئی
 تو بر آئے ز بهر طاعت و شکر

رحمت العالمین یا رب دال

کن برائے معصومین

التقرض جبریل علیہ السلام اُمّت کے اعمال و کامیابیوں کے
 آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ گناہان اُمّت حدیث مبارکہ میں بائین
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجاظر ملول و سیمین و شکر و شکر
 ریزان ایک غارتیرہ و تارین شریف لیجائے ہیں
 شبانہ روز سر بسجود ہو کر جناب سید اعدیت پہن
 عرض کئے۔

ناتہ بخشی استا تم را کسان
 تا پرور و شرب استم این چنین
 بادل پرورد و چشم اشکب
 بندہ افسردہ دل استفتہ حال

زار می نالید می گفت یا الہ تنہی
 من نہ بردارم سر خود از زمین
 این چنین می گفت می نالید زار
 بردارم آدائے خدا کے ذوالجلا

بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

و کان تو حضرت اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا بھان
اصحاب کبار اور خلیہ خدمت گزار جو اس شمع جمال
پر پروا نہ وار شیعہ اور نثار ستہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو مثل سہ چہارہ بادل میں چہا ہوا یا کر بر ایک
نمونہ دیدار اور طلب وصال میں عرض کرتا تھا -
بقول شریف -

زار ہے دل ہجر کے آزار سے	جا کے ملون سید ابرار سے
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش
بہر در آید سے خواہش	بہر در آید سے خواہش

اشکِ پیچیدہ و بدلتا ہوا ہے	
آنکھ میں شہ کے جھوٹے عجبوں کا دھوا	نرسیتے پائے پہلی سے کہیںکے انتظار
لبوں ہوشیاری سے دیر سے	
قہر میں کیسی لہجہ نہیں دلی ہیستہ است	دونا
پیرہ اُسے آئینہ رخسار سے	
ابر و شرکان آپکے میں بید و تیر تلوار	دونا
زخمی ہے دل تیر کی تلوار سے	
پیکے مدوہ حُسنِ نبی پر ہونیں مجھ پر	دونا
آنگھ لڑی نرگس ہمارے	
کشتی میری کج گنتی میں دُوبی شجر	دونا
گوئی کہے احمد سننا ہے	
احمد مرسل شافعِ محشر جب میں تو را نام	دونا
کہنا درِ شتر میں غفار سے	
کو کہا ہے الست از لین کسپہ کارا اولا	دونا
ذاتِ نبی حق کے ہے انوار سے	
دل ہے عاشقِ ابر کا پر کیا ہے کیسا قصور	دونا
قتل کرو ابرو بخندار سے	

نہیں کیلئے یا نہیں کرتا؟ لیکن کیا یاد آوے گا؟ من میں ہے ہر جسم سے نکلے دلی مراد

از خود نکلے سہا نہیں کہ در بار سے

قصہ کیا ہے؟ دنیا کے لیے سوار کیا ہے؟ اس کا جواب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہی فرمایا ہے

راخصی سے دل لیے ہر اشعار

الافق سے سب بلکے بتلاش شفیق خضر ایک صحرائے جانب
نکل گئے دیکھتے کیا ہیں کہ دور سے کوئی سوار چلا آتا ہے -
سبھوں نے اس سے سوار کئے تھریب جا کر کھا -
بقول مسکین -

بیہیت

اے ترک سوار نواح عرب احمد نگر بتلا دینا
کس رنگ میں ہے وہ حبیبؐ مورا مجھ وانکی خبر بیان لا دینا
پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف خطاب کر کے -

رتبان سگر و پنت بہیویون رین گجارو اپنی کیسی
موت تم بن کلیان ناہین پرت کہی صورت اپنی دکھا جانا
ہے راست اندھیری موج کٹھن لہرات ہے تندیانین نور
ہے کہیت بھاری محمدؐ ہو موری نیاں پار لگا دینا
کیون آئے یہ کیا سب کر کے چلے وہ قول قرار کو بہو لگے

سب ہم تو بگاڑ چلے مولائے ہیں بات ہماری ہمارے
 اعمال کا کاغذ پٹا جو تھا وہ نقش گشت سے سیاہ ہوا
 قربان تری شانِ عتاب سے کہ مگر حرفِ نرالا کو سنا دینا
 بجز چاکلے نہ دیا لاک رہی اس غفلت کے خزانہ میں
 اس مودہ تو کچھ سدا بدہ نہ ہی تھیں وقت پہ بھوکو جگا دینا
 ہے اندھیری گور کی شمع کی سی سناٹے مانی ہے یار
 اوس پاک حبیب محمد کے مودہ سے جلد قدم سے لگا دینا
 ہے بندین یہ سب کچھ دن رات بہت کہہ رہے ہیں
 پاس اپنے بلا کر بھر خوراء و رے دردِ جگر کی دوا دینا

اور اوس سوار سے استفادہ کیا کہ اسے سوار کچھ ہمارے
 سردار کی بھی خبر کہتا ہے جنکا نام پالکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے یہ ہم سب تلاش کرتے حیران و پریشان ہیں
 سوار سب جب نام اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کا سنا دیتے سر جھکا کر کہا۔ بقول بندہ۔

قصیدہ

یہ کس پر یوں غریب بندہ بتا سکوں کیا نشان اونکا
 خدائی اونکی ہے بس سمجھ لو قرآن میں پڑھ لو سیان اونکا

ہنسنا شروع کر دیں کیا ہوئے واقعتاً جو دو ننگا اونکا پتا کیسکو
 کون کس سے لڑتا تھا یا کر لو کہ لامکا ان سے مکان اونکا
 نہیں ہے یہ سب پریشان خیال سمجھتا ہوں اونکا میں دیکھو
 جیسے ہر نوا، شمس، آتش کر کے ہے عقل کل داریاں اونکا
 نہیں ہے یہ سمجھتا ہوں کیا سنتا تھا کہ اونکا تیرا کہہ کر زبان سے
 قسم خانی بخیر خدا کے نہیں ہے کوئی رتبہ ذات اونکا
 میں اونکا بہتر نہ کہتا کیونکہ میں اونکا نہ جانتا تھا کہ وہ کیونکر
 میں اونکے مقصد رکھوں نہ کیونکر مطیع ہے وہ جہاں اونکا

ہاں میں سمجھتا نہیں جانتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔
 لیکن کسی چرواہے کی زبانی استقدر معلوم ہوا ہے کہ ایک
 غارتگر و تارین ایک شخص شیور و زرار زار و تار ہے۔
 اور کسر یا امتی یا امتی اس کی زبان سے پیہم جاری ہے۔
 اور اس کے نالہ و گریہ سے جنگل کے جانور عاجز اور پریشان ہیں
 سمجھتا تھا کہ چرائی سے باز ہیں۔ پس سمجھتا تھا کہ سب
 اس غارتگر و تار کی طرف بے اختیار دوڑے دیکھا کہ حضرت
 سید ابراہیم رسول پروردگار سربرہمنہ زمین پر سجدہ ہیں
 اور بے اختیار آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری ہیں ۔

یہاں تک کہ محاسن شریف تمام آنسوؤں سے تر ہے۔
پچھلے حضرت صدیق اکبرؓ نے قدم مبارک پر سر رکھ کر
عرض کیا بقول مولف۔

آپکے عاشقِ دلگیر کا رونا دیکھو یوں ہی چندے جو رہی تری نری نری زلف کا جیسے تیرا سر سے سر میں ہو شوق دیدار میں پہلو نکلتا ہے دل تیغ ابرو تمہارے ہی ہوا، بسمل حسرتِ یاس میں ہمراہ بصد رخ و آپکے نام سے نہرا تے ہیں سارے سلطان اوسکے پردہ میں آج نہ ہیں کچھ شک جیبہ سائی در احمد کی میسر ہے مجھے	یا نبیؐ بہتا ہے پہلو کو کا دریا بہن بچہ میں رہے ہے شکل مرا جینا دیکھو بیکے وحشی میں پھر کرتا ہوں صحران لاکھ سہلاؤں نہیں ہے یہ پہلنا دیکھو اپنے کشتہ کا نبیؐ کی توتڑ پنا دیکھو کسکے عاشق کا بھٹ جاتا، جنازہ دیکھو کیسا بیٹھا ہے ثوت کا بھٹک دیکھو میں احمد سے کہلا ہے یہی عقدا دیکھو اسکو ہی کہتے ہیں قسمت کا نوشتہ دیکھو
--	--

شوق دیدار ہے گرد لین تمہارا تحقیق
دلکے آنکھوں سے ذرا جلوہ نبیؐ کا دیکھو

علیٰ ہذا القیاس حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت
علیؓ نے بھی عرض کیا۔ بقول بندہ۔

قصیدہ

سید اتمنے اگر تکر نہ جانا اپنا
 مانجے پھر تکر نہیں بھیجے جاتے ہیں
 لو ہار ہی بھی خبر کچھ تو شہ علی احم
 اس نے مہین رسول عربی خلق

ہم کہو کس سے کہیں کے فسانہ اپنا
 ہو سکے اپنے سے کس طرح بچانا اپنا
 قدرت حق میں کہاں ہیں بچانا اپنا
 سپہ تو کہتے ہیں کہیں نہ لگانا اپنا

عرض ہندوؤں کی سنو گے نہ اگر تم خواہ
 پھر کہو کس سے کہیں جا کے فسانہ اپنا

یا رسول اللہ سے آپ سجدہ سے سر اوٹھائی۔ اور اللہ ہم
 ہجرت زدوں کو اپنا جمال جہان آرا دکھائی۔ اور ہم نے
 جس قدر عبادت۔ اور ریاضت۔ کی ہے۔ آپ کی امت
 عاصی کو بخشی۔ فرمایا کہ۔ محبوبیہ بات محمد کے در دل کے
 واسطے دوا نہیں ہو سکتی۔ صحابیوں نے دیکھا کہ کسی کی
 التجا قبول ہی نہیں ہوتی۔ مجبوری جناب حضرت سیدۃ النساء
 فاطمہ الزہراء بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
 حال سے آگاہ کئے سیدہ زہرا نے ایک آہ سرد دل پر درد
 کہنیا شوق دیدار پر زبر گوار میں یہ عرض کرتی چلیں۔

من موہن پیارے میرے بابا صورت اپنی دکھلا دینا
 میں صدقے کرونگی جان و جگر تم اپنے قدم دکھلا دینا

خبر وصل تمہارے یا احمد دل چین نہیں پاتا ہے ذرا
 یکبار کہی تو بکھر خیرا لکھڑا اپنا ہاتھ دھو بیٹا
 اے شاہِ جہان محبوبِ خدا یکبار ذرا تم بکھر خدا
 دکھلا کے مجھے صورتِ اپنی مستانہ اپنا بار دینا
 ہستی سے عدم کو جانا ہے عصیان کا ہے سر پر بار گرا
 کیونکر کیہ کئے منزلِ بابا تمہیں سہل مجھ پر چا دینا
 دکھ جائیں اگر مجھ کو باقاعدہ من سے لپٹ کر بولوں گی
 صدمہ نہ سہوں گی فرقہ کا نزدیکٹے مجھے بلال الدین

جبکہ اوس غار میں پہنچیں بقیہ رازی اور آہ و زاری سے مشغول
 کہیں کہ۔ بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان ہے آپ ذرا
 سجدہ سے سر اوٹھائیے۔ اور مجھ پر ہمت زدہ کو۔ اپنا
 جمالِ جہان آرا دکھائیے۔ آپ اُمّتِ دہلی کا چہرہ غم نفاہیے
 قیامت کے دن آپ کی اُمّت کے اعمال نیک کے پلے نہیران
 حسن کا جامہ زیر آلود۔ اور غمخواری حسین کا پیراہن
 آغشتہ بخون کفایت کریگا۔ خطرات غور کا مقام ہے کہ۔
 جس قدر پاسداری اور غمخواری ہم سیاہ کاروں کی جناب
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور تھی اوسی طرح

صاحبزادی کے بھی ٹھکانا نظر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جان پدا
فاطمہ کچھ بات تو سمجھ کے درِ دول کے واسطے روانہ نہیں ہو سکتی
جب دیکھا کہ باہر کے حضور میں کوئی التنا قبول ہی نہیں ہوئی۔
شبِ ننگے سر ہیز گرداؤں میں تھا کہ جناب میں متاجات فرمایا
خداوند اعجب کہ پیر تاج پیر فاطمہ پر رحم کر میرے باپ کی امت عاصی
کو ہرن سے درگزر اور سب کو بخشد۔

کرباسی

سزا آذر بزرگان کا سہولت	من و ہمارے فاطمہ کو دم قبول
گر غلبہ کروے زمین و آسمان	جملہ میں شیدائش در یک زبان

لاکن واسطے حصولِ مدعا کے۔ آپ کی ریاضت اور شبِ بیداری
شرط ہے اگر سووم تھہ مغفرت امت کی شفلو ہو تو۔ سووم
شب اور اگر نصبت امت کی بخشائش چاہو تو۔ آدھی رات
اور چوتھیں حصہ آمرزش امت کی مطلوب ہو تو پین حصہ شب
اگر تمام امت کی نجات سر کوڑ ہو تو تمام شب بیداری اور
عبادت کیجی۔ چونکہ رحمت اللعالمین کو تمام امت کی مغفرت
مطلوب رہی بیداری تمام شب کی اختیار فرمائی۔ دن رات
امت عاصی کا غم کرتے۔ نہ شب کو چین نہ دن کو آرام تھا۔

تمام تمام رات دو رکعت نماز میں صبح کرویتے حتیٰ کہ بامبارک
ورم کر جاتے تھے۔ اور باوصف اس کے بار بار ارشاد فرماتے تھے کہ
مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ وَمَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ
عِبَادَتِكَ۔ یعنی نہیں پہچانے میں نے اللہ کو جیسا کہ حق
پہچاننے کا تھا۔ اور نہیں عبادت کیا اللہ کی جیسا کہ حق
عبادت کا تھا۔ حضرات اب غور کرنیکا مقام ہے کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نسبت
مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ ارشاد فرمایا۔ پھر ہم
گنہگار بند و نکاح کیا منہ ہے جو اپنی عبادت کا دم بھر میں۔
فَعُوْذُكَ بِاللّٰهِ خدایا اپنا فضل کرے۔ اے بھائیو
اوسکے تہرے ڈرو اور اوسکے احکام کی تعمیل کرو جس قدر
تمہے ہو سکے۔ پھر یہی اوسیکے فضل و کرم کے امیدوار رہو
تاکہ وہ اپنے فضل سے بخشے۔

نقل ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ بھائی جبریل کل مجھے ضرور ملنا
جبریل علیہ السلام نے وعدہ تو کیا مگر پابندی نہ ہو سکی۔ اوسکے
دوسرے روز جب تشریف لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا ملائکہ میں بھی وعدہ خلافتی کا
ملوث ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں قربان
ایسا تو نہیں ہے لاکن کل ایک بندہ مقبول گاہی کا انتقال
ہو گیا تھا جسے اپنے عمر کا ایک لحظہ تک یاد الہی و عبادت
شائقہ سے خالی نگذارا تھا۔ بحکم الہی اوسکے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ
میں شامل تھا۔ اسلئے وعدہ پر حاضر نہوسکا۔ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا کہ اے جبریلؑ، لوح محفوظ کے طرف دیکھو
جبریل علیہ السلام نے دیکھ کر عرض کئے کہ۔ یا رسول اللہؐ
بارگاہِ احدیت سے حکم ہوا کہ اوس ہمارے مقبول بندے کو
حاضر کرو۔ جب ملائکہ اوسکو حاضر کئے۔ اللہ جل شانہ نے
حکم فرماتا ہے کہ لیجاؤ اوسکو میں نے اپنے فضل سے بہشت میں
جائے اسایش کی دیا۔ اوس مقبول بندے نے عرض کیا۔
یا رب العالمین میں دنیا میں تیرے احکام کی ہر طرح سے
پابندی کی اور تمامی دنیا کی لذتوں کو اپنے پر حرام سمجھا ہر لحظہ
اور ہر آن اپنی عمر تیری یاد میں گزار دیا تاہم مجھ کو کیا تیرے
فضل کی محتاجی رہے۔ حکم ہوا کہ۔ (اِذْ هَبُوا) جب ملائکہ
لے چلے۔ راستہ میں۔ اوسکو شدت کی تشنگی غالب ہوئی

پانی کا خواستگار ہوا۔ ابلیس لعین نے ایک جام لبریز آواز
 دے کر کہا کہ کہا کہ پھلے مجھ کو سجدہ کر پھر باقی نوش کر۔ اوس بندے نے
 فوراً ابلیس لعین کو سجدہ کیا۔ اور پانی لیکر پیا۔ مگر اوس کی
 تشنگی نہ ہوئی تشنگی سابق سے شتر حصہ نہ آیا وہ اور بھی بڑھ گئی۔
 دوسرے مرتبہ خواستگار پانی کا ہوا۔ ابلیس لعین نے پانی
 دیتے ہوئے کہا کہ اے اللہ اوس بندے نے شکر ادا
 کرو ورنہ مارا جاتا ہو گیا۔ آخر اوس نے چار سو کر پھر اپنے معبود
 کو شکر ادا کیا۔

چارہ ما ساز کہ بہ یاوریم جزو تو قبیلہ نوح اہم خست قافلہ شد واپسی بابین	چارہ بان اسے چارہ بیچارگان کر اور پانی بگروہ اوریم اگر نہ نوازی تو کہ خواہد تو است اسے کہے مایہ کیسی مایہ بین
--	--

چون نخلم از سخن خام خویش
 بسکہ بیامرز بہ انعام خویش

سب جان افتد پھر اوسے ارحم الراحمین کو اوسکے حال زار پر
 رحم اگر ارشاد فرماتا ہے کہ اوسکو پیہر اپنے فضل و کرم سے
 بہشت میں جائے آسائش کی عنایت کی۔ اسے دیندار

میرا پیو مشنبر اس کا کیا ہے کہ - اور اس پر صبر
 اور شجاعت ہے - اور بحالہ اور اس کے احکام کو جو فرض کیا ہے
 پہنچ وقت نماز - اور رو - فیہ ما صیاء کے - اور عا -
 حج و زکوٰۃ - اور وحدہ لا شریک جانوا اس کی ذات پاک کو
 اور حق جانوا اسکے رسول مقبول کو - اور ہر وقت اس پر
 اوس کی فضل و کرم اور اس کے رسول کی شفاعت کے رہو
 اسے چھائیو اس میں کچھ شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم ہم کو نکار و نکی شفاعت فرمائیں گے - اور ہم گنہگار بندے
 آپ کی شفاعت سے نجات پاویں گے - مگر یہ کیونکر یقین مان لیا
 جاسکتا ہے کہ آنحضرت ہماری شفاعت ضرور ہی فرمائیں گے -
 کیونکہ وہ خود ہمارے ان بد اعمالیوں اور خدا کی نافرمانیوں کی
 وجہ سے ناراض رہیں تو کیا عجب ہے - غور کرو کہ ہمارے
 اقامہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کے حبیب
 اور خاص بندے ہیں - اللہ جل جلالہ کے جو نافرمان بندے
 ہوں کیا ہم کو یقین ہے کہ حبیب اپنے محبوب کے بے مرضی اس کے
 نافرمان بندے کی شفاعت کریگا - نہیں نہیں - ۵

نہ برادر کے تا نخواہد خدا

اگر تیغ عالم بجنبہ زجا

مشہور ہے جسکو پیا چاہیے وہی سہاگن - یعنی جسکو اللہ چاہتا ہے
 اوسکو اوسکا رسول چاہتا ہے - اور جسکو رسول چاہتا ہے
 اوسکو اللہ پیا ہے گا - بھہ حال اللہ اور اوسکے رسول کا
 اللہ علیہ وسلم کو جہاں تک ممکن ہو راضی رکھنا ہم عاصیوں کا
 کام ہے - تم میری اختیار بدست مختار ہے

اگر بخشش نہ ہو تو بخشش کا
 تسلیم تم سے ہو تو مزاجیاری میں

اللہ جل جلالہ جمیع دیندار بھائیوں کو ہدایت اور توفیق
 نیکیت دے کہ اوسکے امر و نہی کے پابند رہیں - آمین ثم امین
 القصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ شبانہ روز کی
 عبادت اور ریاضت شاقہ اختیار فرمائے - حادثات و
 معطلی اور مشربانِ ملائے اعلیٰ کا دل آنجناب کی ریاضت
 اور مشقت پر از حد رنجیدہ ہو کے - بارگاہِ انبوی میں عرض
 کی کہ یا اللہ العالمین پیہ کیا رنج و مشقت ہے جو تیرا محبوب
 اپنی امت عاصی کے واسطے اختیار کیا ہے - پس یکایک
 دریائے رحمت موج زن ہوا - اور منور کُطبہ واسطے
 تسکین خاطر اوس شفیع اُمت کی نازل ہوا حکم پہنچا کہ
 علیہ السلام آمرزش اُمتِ خطاکار - واسے عفو و بخشش کا

فرمایا ہیں - بقول بندہ

<p>کہیں یہ کیسوں کا گذار انہیں ہے رسول خدا آبِ دل کی خبر لو محمد کرو دلی تھمیر یہہ دل خدا کی قسم تم سوایا محمد تمہیں فکر ہے اپنی امت کی قبلہ سستو تم محمد تمہا جوے کرم کا معلیٰ تمہیں ہو ہمارے محمد</p>	<p>بجز کوئے والا سہارا نہیں ہے دل بیگمان سنگِ خارہ نہیں ہے خدا کا ہے گہر کچھ ہمارا نہیں ہے غریبوں کو محشر کو ارا نہیں ہے ہمیں عرض کر نیکیا را نہیں ہے کہاں سے کہا شک پکارا نہیں ہے ہمیں درو کا اپنے چارہ نہیں ہے</p>
---	--

یہہ دل جانے تم جانے بند کی خواجہ
پراسنے مکان کا اجارا نہیں ہے

واقفانِ اسرارِ سبحانِ الہی (عمر) - ودانا نایان روزِ فتک لا
اسیستان واجب الا یقنان کو یون مرن کر تے ہیں کہ - ^{۲۴} سستو کیسوں
تاریخِ رجب کی دو شنبے کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے - امرِ ہانی کے گہر بعد فراغ نمازِ عشا کے خوابِ شہرت
فرمایا - کہ چشمِ نرگسین آتشِ خواب اور دل بیدار مانل رب الارباب
نظرِ عنایت جائبِ امتیان سیشہ کیاب رکھتے تھے - ناگاہ ^{۲۵} حضور
کبریائے جلیل سے حضرت جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ - اے روح الامیں

آجکی رات گوشہ طاعت اور زاویہ طاعت چھوڑ۔ آج تیری
 عبادت ایک خدمت کے صلہ میں حضور سے معاف ہوتی ہے۔
 تسبیح و تحلیل موقوف کر۔ پر طاوسی۔ بازو سے مرصع شہزادی
 جامنہ نگارین فردوسی۔ اپنے بدن پر آراستہ کر۔ کمر خندنگدازی
 کی مضبوط باندھ۔ تلج فرما برداری کا سر پر رکھ۔ مرویہ سعادت
 ماتہ میں لے۔ اور میکائیل سے کہہ کہ۔ پیمانہ ارزاق کا آتہ
 رکھے۔ ایک ساعت قسمت ارزاق موقوف کر کے تیری بھری
 کے واسطے آمادہ و مستعد ہووے۔ اسرافیل جو پہلے سے
 رکھ دے۔ عزرائیل قبض ارواح موقوف کرے۔ اسماعیل
 نوبتی۔ تقارے صدق و صفا کے بجائیں۔ فرشتان نوک چوہا
 کافرش طبقات عرض و سماوات پر بچھائیں۔ صحن آسمان دنیا
 جا رو بہ شعاع سے جہاڑ کر شیر سحر اور روح گلاب سے
 دھوئیں۔ عرش کو لباس زرنگار قدس پہنائیں۔ شرمہ
 شب قدر کو اکسب کے آنکھوں میں لگائیں۔ رضوان درودِ اول
 بہشت برین کو آئینہ بندی کر کے چمن چمن روش روش پر
 اطلس زرین تجلیات بچھائیں۔ اور مالک دروازے و فوج
 کے بند کر کے عالم اور سنگین کے قفل لگاوے۔ حوران خلد برین

صفت بصف آراستہ ہو کر انگلیٹیا احمد خاری کے سنگا بنیں۔
 نکلان طبق بقی جواہرات گران بھانٹار کے واسطے لائیں۔ اور
 آفتاب نکلنے سے اور پانی چلنے سے افلاک گردش سے ہوا
 جھنش سے ہار ہے۔ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور تمام انبیاء
 مسلمانین کی ارواح عطریات قدس سے مضطر ہو کے ایک
 مہمان عظیم الشان کے استقبال کے واسطے مستعد رہیں۔ اور
 تمام مشارق و مغارب کے قبور بنی آدم سے عذاب ہو کر
 ہو کے عطر محبت سے معطر ہو جائیں۔ اس کے بعد شتر ہزار
 فرشتے تو اپنے ہمراہ لیکر بہشت عنبر شست میں جا
 ومان سے۔ ایک براق برق خرام انتخاب کر کے سرزمین
 مغرب میں۔ ومان سے قبیلہ قریش میں۔ اونین سے
 بنی ہاشم۔ ہاشمیون میں سے عبدالمطلب کے قبائل
 میں گزر کر۔ اون میں ہمارا محبوب و مرغوب ایک
 جوان سید ابرار ہے اس کے بالین پر حاضر ہو کر باادب
 عرض کر۔

معراج محمدیست مشب

آرایش سرمدیست مشب

پس جبریل امین۔ فرمان خداوندی بجالائے۔ اور وجہ

اس کو سزا اور تیاری کی۔ حوران بستی اور مانگہ جبکہ
 ریاست کے پیر سرپرست نے کہا۔

<p>پیر سرپرست نے کہا کہ جو شخص اس کے پاس آئے گا اس کو سزا دی جائے گی۔</p>	<p>پیر سرپرست نے کہا کہ جو شخص اس کے پاس آئے گا اس کو سزا دی جائے گی۔</p>
---	---

تو اپنے ہر دوسرا مشن بستی پر
 سننے آئے ہیں کہ تندر کو صلا

جس کے ہر پہلو پر براق لائے گئے۔ چالیس ہزار براق ایک وضع کے
 چھوٹے تندر کے پیر سرپرست نے کہا کہ تندر کو صلا

گئے جس کے ہر پہلو پر براق لائے گئے۔ چالیس ہزار براق ایک وضع کے
 چھوٹے تندر کے پیر سرپرست نے کہا کہ تندر کو صلا

براق یک اور دیکھا جس کے خون آنے لگے

کہا جیل نے اوس سے بنا کیا حال تیرا
 کہا مدت ہوئی میں نے سنا نام احمد کا

اوس سے جگر جلتا ہے ان کو بے جا رہی

بہت تیرے ہی صبیحہ طبیعت کو بڑی لگا
 لکھا لوح جبین پر نور سے نام محمد ہے

و فور عشق سے دیکھو بر جیالت چاری

نہ سمجھو کہ میں اس جان خایت رسید
 بڑا آفت رسید ہو تھا دل طید ہون

بیکھو تو کیسا ترسناک

اگرچہ میں ابھی نہ ہوں لگا ہے جی ٹھنڈا

غم دوری جی تو علی چکا تپ کی بات

جو کہ کس نہ تیرا صبا کا ہے گذر ہو

اگرچہ کسو نسے کیوں یہ بھاری تھما ہے

حضرت جبریلؑ نے اوس براق کو آب کوثر سے دھو کر
اور انواع زیور است پر تکلف سے آراستہ کر کے از سر
تا پا مرقعہ تور کا بنا دیا۔

کہا جبریلؑ بچل و پھل مہر کو لیاؤ

تجربہ کیا عشق احمد کے خلو بقراری

محمد کو وہاں سے پیسے پیر پیر الاؤ

خوشی پہنچاں تیری قسمت میں حضرت سوار

پس جبریلؑ نے سب براقوں میں سے اوس براق کو اختیار
کیا۔ اور آستانہ نبویؐ کے طرف متوجہ ہوئے۔ جسوقت
جبریلؑ این خلوت خانہ نبوتؐ کا شانہ بین آئے۔ دیکھتے
کیا ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت
فرما رہے ہیں اور ملائکہ باسببان انہی حضور کی حفاظت

کر رہے ہیں۔ جبریل امینؑ نے اون پاس باتون سے استفسار کرنا چاہا کہ ایسا سرکارِ دو عالم استراحت فرمایا ہے ہیں یا بیدار۔ پاس باتون نے باتون کی آواز سے آپکے بیدار ہونے اور طالِ خاطر گذرنے کے خوف سے کہا۔

کم گو سخن کہ خاطر دلدار نازک است ساقی تو مے بجام بلورین جمعی مہی بیار گفتگو نہ کن پیش چشم یار اے آفتاب بر سر کوئے نگار من	بار گہر نمی کشد این تار نازک است گل را پیالہ کن کہ لب نازک است دانم کہ طبع مردم ہما نازک است آہستہ رو کہ سایہ دیوار نازک است
--	---

اسلام چون قبولیست از جن بقیع
کافر مشوکہ رشتہ ز ناز نازک است

جبریلؑ پاس ادب حضرت کے بیدار کرنے میں نہایت پریشان تھے۔ کیونکہ خواب استراحت سے بیدار کرنا ادب کے خلاف تھا۔ یکایک جنابِ باری سے اہتماماً جبریلؑ نے اپنا منہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک پر ملتے جاتے تھے۔ دوسرے فرشتے جو جبریلؑ کے ساتھ جلوسِ سواری میں آئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اگر با ادب صفین باند بکھڑے کرتے تھے۔

در پجربیل آکڑے میں شجر اور درخت
 پیشوائی کے لئے آئے ہیں جبریلؑ
 دافع رنج گناہان شفیق
 تمکو خالق نے بلایا ہے بلطف و کرم
 آئے ہیں تجور و ملک و در قلم
 ملتے جبریل امین تلونپہ انگبین ابھی
 غلبہ کفر کو عالم سے مٹانے والے
 کشتی محمدی موج گناہوں کا
 عرش پر آپ کے دیار کا رستہ ہے

ہمارے جبریلؑ خدا سنان کو شجر
 وار ہے شجر میں رہتا ہے در شجر
 راجہ ہے ہمارے گناہوں کی جہاں
 اسے مہم ہے ہمارے گناہوں کی جہاں
 ستر آٹا ہر سے در لاکھ ہر سے
 نور حق اور حق اور حق
 بہت مشکل ہے مشکل و الخ جبریلؑ
 اسے ہر شجر شفا عہد ہے شجر
 اسے ہر شجر اسے ساقی کو شجر

عرش ہا ولس کی جگہ ہشتہ کا علاقہ
 حامی دین مدوحید و مفضل

چونکہ ترکیب جسمانی حضرت جبریلؑ کی کا فور جنت تھی۔
 سردی کا فور کی گرمی پائے مبارک سے ملوس ہوئی۔
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔ جبریلؑ
 کہتے ہیں کہ مجھے اپنی ترکیب کا حال پہلے سے دریافت تھا
 بہت متحیر تھا کہ ترکیب کا فوری مین کیا حکمت ہے۔
 معراج کی نسب دریافت ہوا کہ حکیم مطلق نے مر قالب کو

کا فور سے اسی دن کے واسطے بنایا تھا۔ حاصل کلام جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ جبریل نے
وصل کا ثرہ سنایا۔

خدا کا آج میں ہیجا ہمارا پاس آیا ہوا | براق برق شیر باغ جنت میں لایا ہوا

خدا کو امتیاز دینی بتیجی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب
روح الامین نے مجھے وصل کا ثرہ سنایا میں ارادہ
طہارت کا کیا۔ حکم ہوا کہ اے جبریل میرے حبیب کے
واسطے حوض کوثر سے پانی لیجا۔ مہنوز بند قبا اور تگمہ
گربان و انہوا تھا کہ رضوان دوصراحیان یعقوت کے
پراز آب کوثر اور ایک طشت زمرہ لیکر حاضر ہوا۔
میں نے آب کوثر سے غسل کیا دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی۔ بعد اوس کے رضوان نے۔

ردائے نورا زبانی رکھتا ہے رکاسم | زمرہ سبز بعلین پائے پاک میں دیکر

کہا رضوان تپ تپ نہس عجب تپت ہے

بہت حسرت سے رضوان کہا اور ہو کس عزم | کہ میں نہیں کہیں و گناہ نہ کیا سلطان و اسد

کہ صد سے نہیں ساری بہت تپت ہے

مدارج مان مگر سب متون کے آج دکھلاؤں خدا بخشوا کے اور ذرا اون کے پڑھو اور

کہ امت آپ کی سب متون سے مخلوق پیاری ہے

جبریل ۴۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محلہ نور ہشتی پہنایا۔
اور عمامہ نورانی کہ جسکو رضوان نے پیدا پیش آوے سات ہزار برس
پیشتر مخصوص آپ ہی کے واسطے تیار کیا تھا۔ اور چالیس ہزار
فرشتے اوسکے گرد کھڑے ہو کے دن رات تسبیح اور درود
پڑھا کرتے تھے اور وہی چالیس ہزار فرشتے اوس عمامہ کے سات
آئے تھے آپ کے سر مبارک پر باندھا کہتے ہیں کہ اوس عمامے میں
چالیس ہزار نقش تھے اور ہر نقش میں چار خط تھے۔ خط اول محمد
رسو اللہ تھا۔ دوسرا محمد نبی اللہ۔ تیسرا محمد خلیل اللہ۔
چوتھا محمد حبیب اللہ۔ پانچواں عمامہ سر پر رکھنے کے اور ردائے
نورانی اوڑھائے۔ اور نعلین پائے مبارک میں پہنائے۔ بلکہ
یعقوبت سرخ کاکر سے باندھا۔ تازیانہ سبز زرد کافایتین دیکر
براق پیش کیا۔ اور کہا بقول داعی

اب بھاگ کہتے من موہن تم آگے مورے من میں
مین وادون تمہر تن من جان آگئی موڑ تن میں
تم چاگ کہیلو مجھے ساجن ات آئی ہے جیسے سلون

ہم تارے ہیں واکِ جیون مدہ چہاٹی ہے نینن مین
 یک باگ لگاؤ مورے انگنا اور مدوا پلا دو سجناب
 ہو مورے دوارے جمننا اشنان کرین گرہن مین
 ہم تلمسی مالاپہنکے جلیو کو لگائے ہیں اگیبا
 تم آئے ہو بنکے رنگیلے آسار سُدی پھاگن مین
 تم ناؤن رکھائے محمد بنکے احد سے آئے احمد
 ہم پڑے ہیں تم کلہی ہی جیتے ہیں آسن مین
 معراج کو جانے والے وان کاج رچانے والے
 اُمت کے چوڑانے والے سب پاپ کُٹا تائین
 مین ہی سنگ ہی تھرے رہو نگلی لیکے چرن تھارے چلونگی
 کیا کاج منڈا دیکھو نگلی سب جنت کی گلین مین
 سکھی چلو چلو جلدی مہندی تن کی پیسو اپنے
 دل ڈالو گتھا اوس مین ہے پیا کے بھہ کارن مین
 بکینڈ سے حوران آئے بھر طبق مین پہولان لاکے
 اور گیان کا تار پرائے سب کلمہ کی گلین مین
 دیکھو اُست کا طرہ بنائے سہرا قالو ملی گا گندہ
 سیس پہ کیسا سجاے مازاغ کی کجی نینن مین

وَاَلَيْلُ كَے زلف سنوارے وَاَلشَّمْسُ کا چہرہ سنا
 یسین کا شملہ بندائے اَللّٰهُمَّ اَلصَّوٰی کی بوتن میں
 ہے گونگٹ کالی کلیاں جَحْمُتُ کے ساتھ پہلیاں
 آیا براق کر کے چلیاں جبرئیل کھرے آسن میں
 چلو آؤ سکھو کہیں تو کیا خوب بنی کو پنا سے
 جسے دیکھ بنا شرمائے لَوْلَا لَکَ اِنَّمَا درشن میں
 جب پہونچے ہین دیوڑھی اوپر آیا رف لینے پریم
 تہی چال نرالی وہاں پر کیا باکی ادا تہی سب گزشتہ
 جب اوٹھا ہے پردہ وحدت تہی عہد تو خدا کی قدرت
 معلوم نہیں وہ لذت جو لطف ملا باطن میں
 اس رُف کو سمجھے سالک کیا جانے پہلا کوئی مورک
 اوس مئے سے ہون بدبو شریک اگہ ہونیں خجری اور میں
 نھیں بات ولیہ بڑانا ارس نشے میں چپ ہو جاتا
 آکے سچ گرم ہی پانا کیا خوب ہو عاشق اس فتن
 پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب براق کو دیکھا آپ دیکھ
 ہوئے خطاب آیا کہ اے جبریل اچھ وقت عیش و کامرانی کا ہے
 میرے حبیب سے پوچھو کہ ایسے وقت میں سبب رنج و طال

کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جبریلؑ آج مجھے خلعت سرفرازی کا
 عطایت ہوا براق سواری کو آیا۔ ملائکہ مقربین استقبال
 کو آئے۔ قیامت کے دن میری اُمت کے لوگ ہونگے
 پیاسے ننگے سر لٹا ہونگے بوج کر دن پر رکھے ہوئے اور ماتہ
 بخارمی اور بیگسی کا پہلائے ہوئے بیچارے مصیبت کے مار
 اپنے قبروں سے نکلیں گے۔ پچاس ہزار برس کی راہ قیامت
 اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط باریک و تاریک دوزخ پر
 جو کبھی ہے کچھ غریب فقیر بے بضاعت استقدر قطع مسافت
 کیرنگ گزریں گے۔ اور کس طرح قدم اٹھائیں گے۔ جبریلؑ ہرگز
 شرط مروت اور طریقہ شجاعت مقتضی نہیں ہے کہ میں آج
 ان بیچاروں کا غم و غریب اور بیگسی بھول جاؤں اور بخوشی
 و شادمانی براق پر سوار ہوؤں۔ پس جناب باری سے حکم آیا کہ
 اے رحمت العالمین آپ اسکا ہرگز غم نیکھی جس طرح آپ کے درو
 براق پہنچا ہے قیامت کے دن آپ کے ہر ایک اُمتی کے قبر پر
 ایک ایک براق پہنچو گا۔ اور سبکو سوار کر کے طرفہ العین
 میں راستہ قیامت اور پل صراط کا طے کروا کے بہشت میں پہنچو گا
 پس خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کے براق پر جو سوار

ہونا چاہیے۔ براق نے شوخی شروع کی۔ جبریلؑ نے براق سے
 کہا کہ اے براق مجھ کیا بے ادبی ہے۔ تو نہیں جانتا کہ تیرا راکب
 کون ہے۔ سن تیرا راکب خلاصہ سجدہ ہزار عالم۔ مطلع انوار
 سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَلَ - مخزن اسرار فاو حوالی عبدہ
 مَا أَوْحَا - عالم علم دینی قتلہ لگ۔ وَاِلَى الْحَمْدِ - قاب
 قَوْسَيْنِ اَوْ دَنِي - طیب بیمار ان گناہ۔ حبیب بیداران سحر گاہ
 محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ براق نے کہا اے
 امین تم اس وقت خفا مت ہو۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم کے جناب میں میری ایک عرض ہے۔ فرمایا بیان
 براق نے عرض کیا آج میں دولت زیارت سے مشرف ہوں۔
 قیامت کے روز مجھے بہتر بہتر براق اپنی سواری کے واسطے آئیں
 امیدوار ہوں کہ حضور سوائے میرے اور کسی براق کو پسند فرمائیں
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے التجا او سکی قبول فرمائی۔ وہ
 براق خوشی سے پہولانہ سمایا۔ اور اسقدر اونچا ہوا کہ صاحب
 معراج کا ہاتھ زین تک اور پاؤں رکاب تک نہ پہونچا۔
 ارباب معرفت کے نزدیک اس معاملہ میں عمدہ تر حکمت
 یہ تھی کہ جس طرح آجکی رات محبوب اپنا دولت وصال سے

فتحِ محال و سرِ نیراز ہوتا ہے ۔ اوسی طرح مجبورِ سب کا تسویر بھی
 بہت قریب خاص اور دولتِ اختصاص اور ولایتِ مطلق اور
 غوثیتِ برحق سے آج ہی الامالِ ممتاز کر دیا جائے ۔ چنانچہ اوسوقت
 سیدی مولائی مرشدی پیرِ دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر
 عی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک نے حاضر ہونے
 گردنِ نیاز صاحبِ لولاک کے قدمِ سراپا اعجاز کے نیچے رکھ دی ۔
 خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گردنِ غوثِ الاعظم پر قدم رکھ کر
 براق پر سوار ہوئے ۔ اور اوس روح پاک سے استفسار
 فرمایا کہ ۔ تو کون ہے ۔ عرض کی کہ میں آپ کے فرزند اور وزیرِ امیر
 سے ہوں ۔ اگر آج کی نعمت سے کچھ منتر لت حاصل ہو تو کسے
 دین کو زندہ کرونگا ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب
 فرمایا کہ تو عی الدین ہے ۔ اور جس طرح آج میرا قدم تیری گردن
 پر ہے ۔ کل تیرا قدم کل اولیاء اللہ کے گردن پر ہو گا ۔ پھر
 زمانہ پیش اوس ذاتِ ستودہ صفات کا بیان کرتے ہوئے
 آپ کی پیدائش کا مادہ تاریخ کسی نے (عشق) کہا ہے
 اوس زمانہ سے ۳۲۷ھ اس زمانہ تک آٹھ سو ستائیس
 سال گزر گئے اب تک جو کچھ شہرہ آپ کی ولایت اور آپ کے کراماتوں کا

ہر قوم کے فد و بشر کے زبان زد ہے اور آپ کے اسم مبارک کا ذکر
 ہر چار سمت دنیا میں جو بچ رہا ہے اظہر من الشمس ہے سبحان
 عجب عالی نسب والا حسب آپ کی ذات متبرک ہے۔
 بقول مولف۔

<p>ترا نام مبارک ہے محمد بن عبد اللہ تیرا پاک کا پیارا حسن کی آنکھ کا نبی کا تو واسطہ علی کا تو ہی پوتا ہے شرافت سانچا بیت ولایتین بدلتین سخاوتیں غیاثیں کجائیں شجاعتیں تیجیان ستاتی ہے مرد کو جلاتی نقایب اشہاشاہ کمال دہور رخ نیا سبک ہو تیری کا ہو خاویں تیرے گہ نہ پاند شریعت ہونہ دل بند طریقت مجھے کھٹکا ہے کاسیا نامہ عرصہ عساکا شریعت سے ہے چمکیں ضلالتیں ہیں تو گمراہ کو بنایا ہے مصیبت بچا ہے مر بھائی جو صدف کا اعدا سے اسرار</p>	<p>ترجمہ ہے نورانی تو ہے معشوق ربانی جہاں روشن ہو سار اتونی ہے نور دانی تو جامی ہر گدا کا ہے تیرا دربار سلطانی خدای میں ہوں ہوندا ہوں نہنیں کوئی ثانی ترے آگے مڑو ہے ارا کا جگر پانی تو شربت وصل کا مجھ کو بلا آراحت جانی فدا ہوتا ہے دل میرا کرو نہیں جانی قربانی ترے کی مڑو لاء عطا کر مجھ کو درباری ودیعت بگاڑے ہیں مرا عاں نفسانی بچا تو ہی مڑو لاء حاصل ہویشیانی سیاہی لگی ہو ہو کر بنا دل کا نورانی تو مڑو لاء جلا تیرے سب کام رحمانی او اولاد ہو بھڑے دل کی پریشانی</p>
--	--

خدا سے بچا ہر شریعت پر چلا ہر
تو دو مان اونکا ہو مولا جو ہر ارضی

دکھا جلوہ تمنا سے یہی تحقیق کی ہو لا
فدا کرد و بچھ جان انبی میں تجھ کو شرف

جب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر چلے
جبرئیل اور میکائیل معہ فرشتگان ہمراہی میں و بسیار
جلوہ رنیر سعادت تھے۔ اور اوس شب کو ستر ہزار فرشتے
جانب راست اور اسی ہزار فرشتے جانب چپ ہر ایک
فرشتہ عرش کے نور سے ایک ایک شمع ہاتھ میں لئے
کھڑا ہوا قدم قدم پر روشنی دکھاتا تھا۔ اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے گیسوئے مشک فشان سے چہرہ درخشان
ایک اور ہی نور کا عالم دکھاتا تھا۔ اور مشعلوں کے نور سے
عرصہ بطحا منور۔ اور آگے گیسوں کی خوشبو سے دماغ
قدسیان معطر۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ ملائکہ پس و پیش میں و بسیار سے جوق جوق مسجد الحرام تک
میرے ساتھ تھے۔ **قوله الله تعالى**۔ سبحان ا
الذی اسرا بعبدہ لیلۃ من المسجد الحرام
الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوالہ۔

بیت پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک
 رات سے حرام سے مسجد الاقصیٰ تک وہ جو برکت دی
 کر دے اوس کے کوہ اور حبوقت ارادہ بیت المقدس کا ہوا
 جب پہلے رکاب تھامی۔ حضرت کا ارشاد ہے کہ اسرافیل
 نے غاشیہ دوش پر رکھا۔ مجھے اونکی عظمت سے حجاب
 آیا اور اوسے غدر کیا اسرافیل نے عرض کیا۔ یا حبیب اللہ
 میں نے آج کی رات غاشیہ برداری کی خدمت ہزاروں
 برس کی عبادت سے خرید کی ہے۔ یعنی چند ہزار سال عرش
 نیچے عبادت کی۔ حکم ہوا کہ عبادت تیری قبول ہوئی۔
 انعام کیا پاتا ہے۔ عرض کیا کہ تمام انعام اوس عبادت کا
 میرے محبوب یعنی جسکا نام تو نے اپنے نام کے پاس لکھا ہے
 ایک ساعت اوسکی زیارت نصیب ہو۔ ارشاد ہوا کہ
 ایک رات اوسکو رتبہ تقرب اور مرتبہ اختصاص عنایت ہوگا
 اوسکے غاشیہ برداری کی خدمت تجھے دی جائیگی۔ یا رسول
 اللہ مجھ وہ خدمت ہے کہ مجھے ہزاروں سال کی محنت
 و ریاضت کے عوض عنایت ہوئی ہے۔ حاصل کلام
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مبارک

اس شان و شوکت کے ساتھ چلا جاتی تھی تمام عظم ارواں کے
زمرہ میں مؤلف کی روح استادہ ہو کر عرض کرتی تھی۔

<p>آپ ہیں عرشِ پعلین جانیو پردہ دلے ہیں موصافِ اُٹھانیو خوف کیا قبر میں جب آپ ہیں آئیو بار عصیان مری لاش گراں آئیو نار و زخ کو سمجھتے ہیں وہ کیا حشر جل ہی جائیگے فلکِ بخیرتی میں ایل کیون نہ ہم بحر کو قطر کیے برابر انبیاء نے شبِ معراج بیتت کہا حشت تہ ہجر ہوں ہو گانہ عیسا عراج خاک سے اونکی نگاہوں میں زروان ہوا</p>	<p>ہم ہیں پعلین مبارک کے اُٹھانیو آپ ہیں جلوہ قدرت کے اُٹھانیو ہیں اگر مجھ کو نکیر میں ڈرا یہ اسلہ تہاک ہی جائیگے جناز کیے اُٹھانیو سوزِ فرقت جو ہیں دل کو جاننیو گرم نالے ہیں مرا گلگانے واسلہ اشک ہیں مجھ پیمبر میں بھانیو دیکھ دہر بھی تو ذرا عرش پہ جانیو ہیں پیمبرِ مرمی کے جلا نیوالے دولتِ دل کو ہیں جو لوگ لٹانیو</p>
---	---

کس سے تحقیق کرے اپنی مصیبت
آپ ہی ہیں مگر بکڑیے بنانیوالے

جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی
زیارت سے فارغ ہو کر پہلی آسمان پر تشریف فرما ہو۔
بقول شہید۔

مس

<p>پوچھا جبریل سے یوں چرخ کے دہان گن قال واقلد قل جابر وجبریل گفت شوقیکہ بدل داشتہ امشاہ ز من گاہ آنگہونے لگاتا تھا ردا کہ دامن</p>	<p>قال جبریل معی جد و حسین اور حسن اوٹھکے پھر کہولدا قتل در چرخ کہن دل من داند و من دامن و داند دل من اور کہی کہتا تھا قدمو نیچہ کا کر گردن</p>
--	--

مرحباً سید مکی مدنی العربی
 دل و جان باد فدایت چہ عجیب خوش لفظی

<p>آمد آمد کی جوا فلاک پہ پیہم تہی ہوم پاؤں رکھتا تھا جہان باز سے عین علوم اور نہ نقش قدم پر تھا فشتو نکا ہجوم کوئی کرتا تھا اداعشت و شادیکے سہوم</p>	<p>عرش ہر مرتبہ بس شوق جاتا تھا ہجوم اوس جگہ آنگہیہ پھیلاتے تھے مناجوم کوئی رکھتا تھا جبین اور کوئی لیتا تھا ہجوم اور کسی غم سے ہوتا تھا یہ مضمون مفہوم</p>
--	--

مرحباً سید مکی مدنی العربی
 دل و جان باد فدایت چہ عجیب خوش لفظی

<p>حورین کہتی تھیں کہ ہم لینے کو جایا کرتے روز ہم یہ قدم آنگہونے لگایا کرتے رخ گلگون سے عرق پونچھکے لایا کرتے آپکو تخت زمر دیہ بٹھایا کرتے</p>	<p>آپ ہر روز اسی طرح سے آیا کرتے پیشوائی کیلئے دہوم مچایا کرتے اپنے کپڑوں کو پسینہ میں بسایا کرتے سامنے ہم یہ کھڑے ہو سنا یا کرتے</p>
---	--

مرحباً سید مکی مدنی العربی
دل جان باد فدایت چہ عجب خوش لقی

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عجائب و غرائب
آسمانوں کے ملاحظہ فرماتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے
جبریلؑ رخصت چاہے۔ اور عرض کئے۔ شمع

الگریک سرموئے برتر پر م فروغ تجلی پسوزد پر م

اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بھہ تمنا ہے کہ قیامت کے
اپنے بازو صراط پر بجاؤں اور آپ کی اُمت کو باسانی اوتار
پس آپ سدرہ المنتہیٰ سے تنہا چلے۔ ہزاروں پر دستہ جاب
طے کئے۔ یہاں تک کہ براق بھی رفتار سے رہ گیا تب رفیع
آیا وہ بھی عرش تک پہنچا کر غائب ہو گیا۔ ناگہان ابرنوالی
شانہ نشہ زمین و زمان سید دو جہان سیاح لامکان کو آتش
رحمت میں لیکر مقام اُستویٰ تک پہنچایا۔ اور جناب
خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام وفاقہ کو فائز ہو کر
مورداختصاص۔ فَأَوْحَا إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَا۔
کے ہوئے دیکھا جو دیکھا اور سنا جو سنا۔ بقول مولف

معراج میں جب شیش پرفیض لاکھ جتنے تہ نبی دیکھنے کو شوق سے آئے

یوسفؑ یہی سہ گاتے پہرنا جہکے	دل بُرد ز من فنتہ گرے عشوہ نما
زرین کمر سے لچ کلہ تنگ قبائے	
خوران بہشتی مین تہے با ہم یہ لہشتا	اللہ کے معشوق ہیں محبوب ہمارے
گویا تہے یہی شمس و قمر اور ستارے	در حسن و ملاحت چہ پری چہرہ نگارے
در سر کشی و ناز چہ شوخے چہ بلائے	
جب چوتھے فلک کو کیا انوار روشن	عیسیٰؑ یہی کہنے لگے اے نو کے مخرن
قرآن ہے تجھ پر یہ مرا دل یہ میرا ن	تو خندہ زبان میگذری بخیر از من
من گریہ کنا میکنم از دور دعائے	
یا تنہا کیا ہے غمِ فرقت نے بہشت	جامِ مئے دیدار سے کر دیجے مجھے مست
تسکین تجھ پر ہمارے دل کی سرد	سوز یکہ مرا بر جگر از آتش عشت
بزمِ شربت مرکش نہ ہو بیچ دوائے	
مدرت سے ہو عین اپکا واپسہ لیسو	خوش آئیگی کیا خاک مجھے شک کی پہلو
بتدہ وہ وفادار ہوں کاصحابِ خوشخو	روز یکہ شوم خاک برد باد بھر سو
یا بندہ ہر ذرہ من بوئے وفا کے	
فرقت کا تمہارا ہے جو ہے آشنا شہا	ہے دل کے نکلنے میں وہی میرے نھان نقش
ہو گا پس دن بھی یہی زبیر عیان نقش	باشد غم بھر تو بخون نابہ بران نقش
گرا ز مہ تھانم مار مدبر کے گیا ہے	

<p>قربان ہیں چہرہ پہ ستر جتنے ہیں بیوش ایروح نکل تن سے ابھی کر کے کشاکش</p>	<p>یوسف ہی اگر دیکھ لیں آجا اور بین من کے بوضالت زخم ایک ہی برسان</p>
<p>روزیکہ شوم خاک بوسم کفر پاک</p>	
<p>تحقیق نہیں محبت نہی جسکو کہ صل محروم نہ ہو گا ترے در گہی سائل</p>	<p>ہوتا نہیں ایمان بھروسہ شخص کا کمال یا رنجہ خور سند شود جامی بید</p>
<p>روزیکہ نیابذرت تو شریف بلا</p>	
<p>راوی لکھتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر چڑھے جناب باری سے خطاب آیا۔ اے حبیب آگے آؤ حضرت نے چاہا کہ نعلین پاؤں سے اوتاریں ساتھ ہی عرش مجید جنبش میں آیا۔ حکم ہوا کہ اے حبیب نعلین مت اوتارو مع نعلین چلے آؤ۔ حضرت نے عرض کی۔ یا الہی موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ چالیس روز روزہ رکھیں اور نعلین پاؤں سے اوتاریں اور طور سینین پر آویں اور یہ مقام اوس سے کڑوا دے جسے اعلیٰ اور بزرگ تر ہے تسطرح میں نعلین سمیت آؤں۔ حکم ہوا اے میرے حبیب موسیٰ کو اس واسطے نعلین اوتار نے کا حکم ہوا تھا کہ طور کی اونکے پیر میں لگے جس سے اونکو بزرگی حاصل ہو۔ اور تیرے نعلین کی خاک سے عرش کو</p>	

بزرگی و درنگا۔ پس آنحضرتؐ نعلین سمیت عرش پر تشریف لے گئے
 عرش کے جانبِ راست تین سو بارہ منبر اور جانبِ چپ ایک منبر
 عظیم الشان مرصع انواع و اواع جواہرات سے دیکھ کر احوال
 منبر و نگاہ پر ہوا خطاب آیا کہ دہنے طرف کے منبر اور پیغمبرؐ
 کے واسطے ہیں اور منبر جانبِ چپ آپ کے واسطے ہے اور بہشت
 عرش کے دہنے طرف اور دوزخ بائیں طرف واقع ہے۔ منبر
 جانبِ چپ اس واسطے آپ کے لئے تجویز ہوا ہے کہ قیامت کے دن
 آپ اس منبر پر جلوس فرمائیں۔ اور دوزخیوں کا گذر آخر اسطر
 سے ہوگا اگر اچھا نا کوئی آپ کی امت سے شامل ہو جاوے۔ تو
 آپ اسے نکال کر شفاعت کریں کہ حبیبِ میرے مجھے ہرگز غفلت
 نہیں کہ تمہاری امت کا کوئی تنفس تبتلائے عذاب ہو۔ بعد
 اسکے ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم التجا جبرئیلؑ
 کی۔ جو آپ کی امت کے واسطے پل صراط پر اپنے بازو پھائی ہو
 رکھتا ہے۔ پہولئے۔ عرض کیا خداوند اودانا و بیٹا ہے۔
 حکم ہوا تمہیں التماس اس کی قبول فرمائی پھر یہ قبول آپ کے
 سینہ فیض گنجینہ پر رکھے علم اولین و آخرین تعلیم فرمایا۔
 آنجناب ارشاد فرماتے ہیں کہ وہاں سے پہونچانے والے نے مجھ کو

چاہا کہ پاکی لکھائے پہنچا کر غائب ہو گیا۔ میں اوسے پہنچا کر
 سنا کہ میرے دل پر خوش کنی ہوئی تھی۔ بعد ازاں میں نے
 بلند آواز ابوبکرؓ کے میرے سماعت میں آئی کہ اے میرے
 کہ پروگاز تیرا صلوٰۃ میں مشغول ہے۔ اور سوخت میں ہے
 اوس آواز سے متعجب ہو کر۔ اپنے جی میں کہا یا ابوبکرؓ
 آواز ابوبکرؓ کی کہانے آئی جس آواز سے میرے دل پر خوش کنی
 جاتی رہی آخر میں نے جناب باری میں عرض کیا کہ پروگاز
 تو نماز پڑھتے سے پاک ہے۔ حکم ہوا اے میرے حبیب
 صلوٰۃ میری رحمت سے تجھ پر اویسی امت پر اور آواز
 ابوبکرؓ کی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا رغا را و رانیس فادار
 پس ایسے یار و موئس کی آواز سننے سے وحشت تیرے
 دل کی اس مقام میں دفع ہوگی۔ اس واسطے میں نے ایک
 فرشتہ بصورت ابوبکرؓ پیدا کر کے آواز سنوایا۔ وہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستر ہزار پر دے حجاب کے
 طے کر کے قاب قوسین میں پہنچے۔ اور وہاں
 نور احدیت کا ظہور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فوراً سجدہ میں سر رکھ دیا۔ آواز آئی کہ اے حبیب میرے

میرے لئے کیا تحفہ لایا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ اَلْتَحِيَّاتُ
 لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ۔ یعنی بندگی جو منہ سے
 کی گئی ہے اللہ کے واسطے ہے اور بندگی جسم اور مال کی ہی
 اوسى کے لئے ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اَلسَّلَامُ
 عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ یعنی
 سلام ہے تجھ پر نبیؐ اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اوسکی
 پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ اَلسَّلَامُ
 عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ یعنی
 سلام ہے ہم پر اور سارے نیک بندوں پر۔ پھر اوس
 مقام میں فرشتوں نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ
 اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق
 سوائے اللہ کے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ بندہ
 اوسکے اور رسول اوسکے ہیں۔ اور وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ
 لَهُ۔ اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی شریک
 نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ اجل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ۔ اے
 میرے حبیبؐ جو چہ میں نے اور آپ اور فرشتوں نے

اسوقت کہا ہے ۔ اوسکو ہر نماز کے قاعدے میں پڑھانے
 روایت ہے کہ یہ اسوقت جناب باری سے ارشاد
 صلی اللہ علیہ وسلم کو نو دہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی
 ارشاد ہوئے ۔ اور کچھ حکم ہوا کہ ہر روز پچاس وقت کی نماز اور
 چھ مہینے کے روزے ہر سال میں تمہارا تمہاری امت پر فرض ہے
 فرض کیا ۔ نوابہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ سجدہ میں سر
 رکھ کر عرض کئے یا الہی امت میری بہت کمزور و نحیف ہے
 اور تمہ انکی تھوڑی استعداد بارگراں نہ اٹھاسکے گی ۔ حکم ہوا
 ہر روز پچاس وقت کی نماز اور سال بھر میں تین مہینے کے روزے
 فرض کئے ۔ مگر حضرت نے نہایت الحاح و زاری کے
 ساتھ ملتجی ہوئے اور دلیں ارادہ کئے کہ رات اور دن میں
 پانچ وقت کی نماز اور سال بھر میں ایک ماہ کے روزے
 فرض ہوں تو بخوبی ادا ہونگے ۔ درگاہ احدیت سے ارشاد
 ہوا کہ ۔ حبیب میرے جو اسوقت تو نے دلیں ارادہ
 کیا ہے اوسکو میں نے قبول کیا ۔ اور پچاس وقت کی نماز
 اور چھ مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا ۔ آپ اپنی امت کو
 اس بات کی خوش خبری دیجئے ۔ اور نو دہزار کلمات کے

منجلیہ تیس ہزار کلمات دینی و دنیوی کے اونکو بتایا۔
 اور تیس ہزار کلمات بھیدے تھے۔ کسی پر ظاہر نہ کرنا باقی تیس ہزار
 کلمات چاہے ظاہر نہ کرنا اختیار بہت۔ اس کے بعد حکم دیا کہ۔
 سیر بہشت اور دوزخ کی کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 وہاں سے جہت ہو کر ہشتاد ہشتاد ہشتاد کی سیر کے طرف
 متوجہ ہوئے۔ بر سر راہ دنیا میں آنے والے ارواحوں نے
 بآشتیاق دیدار حبیب کردگار جو تہ نظر استادہ تھے جمال محمدی
 دیکھتے ہی از خود درفتہ ہو کر۔ ہر ایک نے زبان حال سے یہ
 عرض کیا۔ بقول مولف۔

یوچو موسیٰ سے در طور یہ بچا کیا ہے
 عرض میں کر نہیں سکتا کہ تمنا کیا ہے
 حب احمد کا کچھ قلب پہ نقش کیا ہے
 کیا کہوں سر میں سر بسکیا سودا کیا ہے
 سر غریبوں کا مرے آگے ترپنا کیا ہے
 یہ مضمون ہے لولا لہی لہا کیا ہے
 فرق احمدین احمدین نظر آتا کیا ہے
 یوچو عارفِ کامل سے وہ کتا کیا ہے

یا محمد مرین کہوں کیا ترا جلوہ کیا ہے
 حسرت دیدن جان بنی کا کیا ہے
 چاک میں کرک دکھا دو ابھی سنبھلے
 یا وگیسو تمہارے کیا وحشی چھو
 تیغ ابرو تے تمہارے کیا بسمل مجھ کو
 ذات احمد سے ہوئی خلق کی شستی
 میم احمد کا مٹا کر ذرا پرودہ دیکھو
 یہ ہمہ دست کا ہے بھید ذرا سچو

ہے مرض سحر کا کہتے ہیں اطبا سار
مرکز زندہ تو کیا گرتے ہو مانا میں نے
بلبل دل گل خسار نبی کا ہے تشار
داغ تو عشق نبی کا ہے شور تجہین
حوصلہ کیا جو بلا تجھے نار و زرخ
میں گنہگار ہوں نعلین تمہارا لیکر
یک تمنا ہے مرکز کی نہ کلی افسوس
ہند سے تجھ کو بلا تو سو تیرے سرور

شربت وصل ہوتا یہ لہجہ کیا ہے
درد عجبیاں کی دوا کہد مسیح کیا ہے
باغ تیرے سوا سینہ میں رہتا کیا ہے
ظلمت کو رکا ایدل تجھے دھڑکا کیا ہے
کفش بردار نبی ہو مجھے پروا کیا ہے
چلکے دیکھوں درد فر دوس تو نا کیا ہے
اے فلک تجھے کہوں گیا مر لشکو کیا ہے
قرب افرین حاصل تو وہ بند کیا ہے

نعت احمد جو ملہا کرتا ہوں ہر تحقیق
دیکھنا ششدرین ہوتا مرا رتبہ کیا ہے

پس خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم - فردوس میں داخل ہو کر
وہاں کے روشن اور چمنوں کی تراوت اور طرطرح کے قشمر
وایوان - انواع انواع کے کشک اور مکان اور اقسام اقسام
ازگت برنگت کے فہم سے بہشت ملاحظہ فرما کے شکر خدا
بجالا - کچھ دوزخ کے دیکھنے کو متوجہ ہوا استہ میں ایک طرف
بقول ناصر -

مثالث

بہت لوگ دیکھے جو اس کا گھٹیا	سوتے سوتے سہوا سہوا ہے بد ایک دانے کے
کہا جبریل نے دنیا صفا اگا چاری ہے	
پھر اکثر لوگ دیکھے درو کے رہے جلیان	فرشتے اون کے کھتر ہر نو و نو کچل تے ہیں
پھر اصلی شکل بنتی ہے اور اون پر تخت اسی	
کہا جبریل نے سستی نماز زمین پر کرتے تھے	یہ روز جمعہ تھ ترک نماز جمعہ کرتے تھے
تھانہ ہی طرح ترکیب تھانہ ہی گزاری تھی	
جماعت اور دیکھی ہو کر گھر سے باہر	فرشتہ اون کو مانند بھاکہ مانگے چاہیں
طرح طرح کے خون اوپر سے لپٹا لپٹا کر	
کہا جبریل نے یہ سہ سہا ادا سے ہیں	فیروزانہ بیکسوئی ہی خبر گاہے نہیں لیتے
ادب سے ہیں آتا کوئی پاس نہ ہے بیکار تھی	
جہاں تک دیکھی تھیں جگہ میں تھے	اوشیں لے لیکے سچے سے سڑی ہیں میں کھا کر
کہا جبریل نے سب انہوں کی ایسی ہی اسی تھی	
بہت دیکھی انہیں نیلے رنگ کے ہیں	لہذا کو اپنے بس تھہرے ڈالیں
پڑانے کا لب پانک سے کریم و خون جاری تھی	
لہذا وہ سب دوزخ میں لگا کر لگاتے تھے	وہ پتے اور گدھوں کی طرح سے پھٹا جاتے تھے
کہا جبریل نے میخ اور دنگی اس درجہ خوار تھی	
اس طرح سے سیکڑوں قسم کے غذا سب میں مبتلا سیکڑوں جماعتوں کو	

دیکھتے ہوئے جب متصل دوزخ کے ہوئے۔ ہرکات و حرکت
 کی تا دیر ملاحظہ فرماتے رہے طبقہ اول یہ بیت اور طبقہ دوم
 عذاب میں کچھ کم تھا۔ لاکن اوسمیں ستر ہزار کوہ آتشیں
 ہر کوہ میں ستر ہزار جنگل آگ کے۔ ہر جنگل میں ستر ہزار
 غار شعلہ۔ اور ہر غار میں ستر ہزار شہر آتش ناک ہر شہر میں
 ستر ہزار قصر سوزان۔ اور ہر قصر میں ستر ہزار سراپے
 شرر ریز۔ ہر سراپے میں ستر ہزار خانہ احرار۔ ہر خانہ میں ستر ہزار
 صندوق آتشیں۔ ہر صندوق میں ستر طرح کا عذاب تھا۔
 اور ستر ہزار دریائے آتشیں ہزاروں ہزار جوش و شروش
 کے ساتھ جاری دیکھے۔ اگر ساتون آسمان و زمین ایک
 دریائیں غرق ہو جائیں۔ اور تمام فرشتے ہزار برس تک
 جستجو کریں تو پتہ اونکا نہ ملے گا۔ حضرت شفیع اعظم نے
 یہ حال دیکھ کر مالک سے پوچھا۔ یہ طبقہ کس واسطے جوئے
 مالک نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر استفسار فرمایا اوسنے
 شرم سے سر جھکا لیا۔ جبریلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ
 مالک نے اوسکے اطہار میں حضور سے شرماتا ہے۔ ارشاد
 ہوا۔ بے تکلف بیان کرے۔ شاید آج کچھ اسکا تدارک

ممكن ہو۔ مالک نے عرض کیا یا شفیع المذنبین یا رحمۃ العالمین
 یہ طبقہ آپ کی امت گنہگار کے واسطے ہے آپ اپنی امت
 کو کثرتِ جرائم سے منع فرمائے۔ والا مجھے طاقتِ تحقیف
 عذاب کی نہ ہوگی اور حضور سے بروز محشر محبوب ہونگا۔
 پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حال سنتے ہی گریان
 ہوئے۔ اور عمامہ مبارک سے جدا کر کے۔ مناجات
 فرمائی کہ خداوند الودیع میری امت بہت ضعیف
 و ناتوان ہیں۔ متحمل اس عذاب شدید کے کیونکر ہونگے۔
 بے نیاز تو نہ بیچے تاج شفاعت کا عایت فرمایا۔ بندہ نوازا
 تو نے مجھے شفیع عاصیان مقرر فرمایا۔ اور تو غفور و رحیم ہے
 اب شرم و آبرو میری تیرے ہاتھ ہے۔ چشم مبارک سے
 قطرات اشک مسلسل جاری تھے اور زبان مبارک سے
 حضور اقدسین بار بار التجا فرماتے تھے۔

چھری

دو جگہ میں شرم رکھو رہی کہ	تو تو ہی پاک پروردگار کے دو جگہ میں شرم
پیدا کئے کی لاج تجھی کو	اب ہو میں دکھ لی نور کے دو جگہ میں شرم
جبرئیل امین اور دوسرے ملائک مقربین۔ حضرت کے	

سات ہاتھ اوٹھائے ہوئے دعائیں شکر یک تھے۔ تاکہ ان خطا
آیا کہ۔ اے حبیب میرے آپ۔ ہرگز ملول اور رنجیدہ خاطر
نہونا۔ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے اس شخص کو بخشو
کہ آپ مجھ سے راضی ہونگے۔ حضرت نوحؑ عالم صلی اللہ علیہ و
سلم عرض کئے کہ۔ خداوند اقسام ہے تیرے عورت و بھال کی۔
اگر ایک شخص ہی میری امت کا اس طبقہ میں رہیگا میں
ہرگز راضی نہوں گا۔ اور جب تک تمام عاصیان امت میرے
ساتھ نہ ہوں گے بہشت میں نہ جاؤں گا۔ حکم آیا۔ وَلَسَوْفَ
يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ یعنی بہت جلد عطا
کرنے والا ہے تیرا خدا تجھ کو جس سے راضی رہیگا تو۔ اے حبیب
جو صدق دل سے کلمہ طیب ایک مرتبہ پڑھیگا۔ اور اس کے
مضمون پر اعتقاد کامل کریگا۔ اس کو بخشوں گا۔ اگرچہ وہ کیسی ہی
گنہگار ہو۔ اگر شرک و کفر تک پہنچا ہو گا تو اس کو ہرگز نہ بخشوں گا
جہنم کے عذاب سے ہرگز نجات نہ دینگا۔ میری پیاری دوست
آپ نے دنیا میں فقیری اور غریبی اختیار فرمایا۔ اگرچہ دنیا فانی
ہے مگر آپ چاہتے ہیں تو۔ تمام جمادات اور نباتات
وغیرہ کو سنبھالنا۔ چاندی بنا دوں۔ اور دنیا کو دارالقرار

کر دوں۔ اور یعقوت اور زمرہ اور لؤلؤ اور مرجان جا بجا
 پیدا کر دوں۔ تاکہ آپ اپنی اُمت کو لیکر۔ ابد الآباد
 بے موت کے گزر کرین اور تمامی نعمائے بہشت وہیں
 موجود کر دوں۔ آپ نے سر مبارک سجدہ میں رکھ کر
 مناجات کی۔ خداوند ا۔ **الدُّنْيَا جِيفَةٌ وَطَالِبُهَا**
كَلَابُ۔ یعنی دنیا مردار ہے اور طالب اوسکے
 کتے ہیں۔ مجھ کو دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اس کے بعد
 آپ کے مانباپ کا عذاب جیسا کہ کتاب معارج النبوت میں
 لکھا ہے امتحاناً پیش کیا گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دل مبارک وہ واقعہ صعب دیکھ کر نہایت مجروح ہوا
 قطرات اشک بے اختیار آنکھوں سے جاری ہوئے۔
 بارگاہِ احدیت سے ندا آئی۔ حبیب میرے دو باتوں سے
 ایک بات اختیار کیجئے یا تو مانباپ کی مغفرت یا
 بخشائش اُمت منظور فرمائے۔ خواجہ عالم حس العالین
 بہت روئے اور عرض کئے یا رب العالمین میں نے شفا
 اور مغفرت اُمتیان گنہگار کی اختیار کی۔ اور مانباپ کو
 تیری مرضی پر چھوڑا۔ خطاب آیا کہ۔ ہر گاہ آپ

اس امت کے ساتھ اتنی محبت رکھتے ہیں۔ کہ مندرست
 اونکی مائناپ پر مقدم سمجھے جتنے ہی آمرزش آپ کے اٹھتی
 اور آپ کے والدین کی بخشائیش منظور فرمائی۔ جب خواجہ عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک استدعا نے رزقہ بولید
 پایا تب خلعت رخصت کا عنایت ہوا۔ خواجہ کائنات
 خزان برکات اور مراحم تجلیات سے مالا مال ہو کر۔
 دو تختہ نبوت کا شانہ پروا پس تشریف لائے رنجیر
 حجرہ بدستور ہلتی پائے۔ اور بستر استراحت اوسطرح
 گرم ملا۔ جب رات قطع ہوئی صبح کا وقت آیا سبحان اللہ
 وہ صبح کہ جسکی توصیف میں شصیر صاحب مغفور
 بحر طویل فرماتے ہیں۔

بھار

یہ سحر کیسی ہے پر نور کہ تمہورین مسرور ہر یک باغ میں مجھو ہے سمان بھار
 گل چمکتا ہے چمن ورمہکتا ہے ٹپکتا ہے ہر اک شاخ تر و تازہ ہے فقیر بھار
 کیا جھک کر ایسے چلی آتی ہے مسرت و اماں شوخی و حیا نکلت گل بستان بھار
 تاکسی خار سے اولجہ نہ کہیں یا نہ لگے گز زمین تہہ میں پہلو کی ہے دامان بھار
 شیشہ غنچہ گل ساغر گل سرخی گلزار میں باوہ گل رنگ کی شوخی و تر بھار

اِس سارے اور ہمارے بڑے زور پڑے شور مدہوش سیہ مست میں مستانِ بھار
 قہرِ شمشیر سے برقِ بجلی کی جھلک سب کا کبھی چشمِ فلک نے ہی نہ کیا تھا فروغ
 یکسکرت ہونے لگے ایسے بیدار نمودار کہ بے پردہ دکھائی دے خوابانِ بھار
 ہر اچرِ رُرد سے کہنے میں بیان جو ملا نغمہ سراز مر نہ پیرا ہمہ تن مخمور وصال
 میں پوچھا نہیں معلوم کہ کیوں وہم ہے گلشنِ بین ہوا کو نسا گل آج ہے ہماںِ بھار
 یو جہاں اب سنے دیا جبکہ کو کچھ ماہِ مبارکِ تبرک جو ہے مشہور جہاںِ حیرت
 جسکی صبح صفا خیر سے ہر شامِ دلاویر سے پیدا ہویدا ہوا عنوانِ بھار
 اس مہینے میں تجلی کدۂ قدس سر اپردہ وحدت میں ہوا نور الہی کا ملاپ
 دمہل شدہ دیدار سے پیہم کہ ہوا جلوہ فرا گلشنِ ایجاد میں سلطانِ بھار

جب حضورؐ نے بعد انصراف نماز صبح مسجدِ نبویؐ میں اجلاس
 فرمایا۔ تمام حضار و صحابائے کرام سلام کیلئے حاضر ہوئے۔
 حضرتؐ نے حال معراج کا بیان فرمایا۔ ابو بکر صدیق رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ **صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔
 صدیق اکبر کا خطاب پایا۔ اور ابو جہل نے کہا۔ **لَنْ نَبْتَ**
 وہ نہ ندیق مشہور ہوا۔

بیانِ معرکہ حِشْر

اے دیندار بھائیو معرکہ حِشْر وہ سخت معرکہ ہے کہ لانا

حشر کا کیا سخت دن، الامان

العطش فرما دینگے جسے اللہ

لکھا ہے کہ قیامت عاشورہ کے دن یعنی بدستور و ہمیشہ
یوم جمعہ ہوگی اور سرور و حکم خدا کے جلیل اسرائیل علیہ السلام
سور پہونکینگے جس سے زمین و آسمان از جزو کل نہیں رہے
ناپور و بر باد یگا۔ سوائے ذات پاک رب جلیل کے
ایک ذرہ تک باقی نہ رہیگا۔ جب حکم خدا کا مطلق ہوگا
سور پہونکا جائیگا۔ پھر سارا منڈان قائم ہو جائیگا۔ مرد
اپنے اپنے قبیلوں سے سب زندہ ہو کر اوشینگے۔
بقول مولانا

قصیدہ

اوشینگے جسم لحد سے اپنے شفیع محشر کو دیکھ لینگے
درحم ہمہ کرینگے بچہ جو حال مضطر کو دیکھ لینگے
پھر گیا آنکھوں میں جلوہ طور ایسا عارض کا اونکے ہے نور
جو روز محشر جناب موسیٰ رخ منور کو دیکھ لینگے
خوابن شاید ہمارے آقا چلو مٹائینگے جا کے اونکو
وہ بخشدینگے خطا ہماری جو حال اتر کو دیکھ لینگے
نقاب اوتھائیں نہ رخسے ہرگز جو شرمساری ہو اونکو چل

بناب یوسف کہیں جو حسن رخ پیمبر کو دیکھ لینے
 نہ تہہ بین صد مافراق کے غم اسی تمنا میں آئے ہیں ہم
 نقاب چھڑ سے جب اوٹھیں گارُخ منور کو دیکھ لینے
 تمہارے اوروں پہ دل ہے شدید انکیوں ہو پھر شوقِ قتل پیدا
 گلا ہی ہم کاٹ لینے اپنا کہیں جو صحیح کو دیکھ لینے
 سنا ہے ہم نے لحد میں تشریف لایا کرتے ہیں شاہ والا
 اجل تو جلد آ کہ ہم بھی مر کر رُخ پیمبر کو دیکھ لینے
 مدینہ پہنچنے جب الہی تو حال دل ہو گا اونپہ ظاہر
 ہمارے دل کو وہ دیکھ لینے ہم اپنے دلبر کو دیکھ لینے
 کبھی نہ دریا کو دیوین ترجیح یقین کامل ہے مجھ کو ایسا
 اگر کسی دن نبی ہمارے جو دیدہ تر کو دیکھ لینے
 حبش ہو تحقیق تم دکن میں ہے گل ہر یک خار اس جہنم
 چلو مدینہ کے بوستان میں رُخ پیمبر کو دیکھ لینے
 دن قیامت کا نہایت ہولناک ہو گا اب پشت آفتاب کی ادھر
 اوس روز منہ آفتاب کا اس طرف ہو گا۔ اور ہر ایک شخص
 گرمی سے آفتاب کے حیران و پریشان ہو گا۔ اور اوس روز
 اچھے اچھے انبیاء ک کف افسوس ملینے کہ حیف آج کے دن کیلئے

ہم نے کچھ نہ کیا۔ اللہ جل شانہ بڑے جلال کے ساتھ تختِ عدالت پر
اجلاس فرمائیگا۔ اور ہر ایک کا انصاف ہوگا۔ کے موافق
ہوگا۔ اوس روز عاصیوں کو کالی درجہ ہر اس ہوگا۔ پریشان
ہو کر ایک ایک پیغمبر کے پاس جائیگے۔ تمام دنیا سے مرسلین
نفسی نفسی کہتے ہوئے ایک دوسرے پر حوالہ دینگے۔
آخر کار۔

پاس جب عیسیٰ کے مل جائیگے	رو کے روح اللہ یوں فرمائیگا
یکھ بٹکنا ہر طرف کا چہوڑ دو	مصطفیٰ سے عرض تم جا کر کر دو
وہ اگر چاہیں یہہ اونکا کام ہے	شافع محشر اونہیں کا نام ہے

بقول مؤلف۔

وہ محبوب تھکے کہاے ہو ہیں	جو محشر میں تشریف آہوے ہیں
شرعیت کی رہ وہ دکھا ہو ہیں	جو بکڑے ہیں اونکو بناے ہو ہیں
قیامت میں ہے انبیاء کی یہ حالت	شفیع آتی کو بناے ہو ہیں
مچل کر شفاعت پہ آتگی اپنے	نبی جوش میں ابتوا ہوے ہیں
نہ کیوں جوش پائے دریا رجت	گسہ پر ہم آنسو بھائے ہو ہیں
اسے خورشید محشر میں خوف کیا ہے	وہ دامن میں اپچہ پکھوے ہیں
مجھے بنے دیکھا وہ دیکھا خدا کو	حدیث آپ سے کہو سناے ہو ہیں

<p>چلو دیکھ لینے جمالِ سمیرا خیال آئیگا غیر کا کس طرح سے یہی دل تو ہے عاشقِ شاہِ والا</p>	<p>نقاب اپنے رخسے اٹا ہو گئے نبی میرے دلیں سائے ہو گئے جو پہلو میں اپنے چہیا ہو گئے ہیں</p>
	<p>اوٹھا دن کیون اُنکے نعلینِ حقیقی غلام اپنا جھکو بنائے ہوئے ہیں</p>
<p>تمام عاصیان ہر طرف اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کرینگے جب آپ کا پتا مل جائیگا آپ کے قدم مبارک پر سر پہلے عرض کرینگے ۔</p>	
<p>یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے انبیاء کے رہنما فریاد ہے ہو گئی کشتی غریبوں کی تباہ یا رسول اللہ! لو جلدی خبر یا محمد سر پہ آیا آفتاب اُف رے گرمی آفتابِ شربی ہے اوو ہر میزان و پل کا دغہ</p>	<p>شافع روزِ جزا فریاد ہے اولیا کے بادشاہ فریاد ہے عاصیوں کے ناخدا فریاد ہے ہم پہ کیا کیا ہو گیا فریاد ہے آسمان کیجے ذرا فریاد ہے دل ہریک کا جگلیا فریاد ہے ایک طرف دوزخ جدا فریاد ہے</p>
<p>جبکہ بھہ زمرہ آنجناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر چلائیگا ۔ پھر رسول مقبول شفیع عاصیوں کو</p>	

گلب صبر آئیگا۔ آپ بھی تمام گنہگاروں کے ساتھ خوب روئنگے۔
 اور ہر ایک کے آنسو دامن رحمت سے پونچھ پونچھ کر تسکین
 و دلاسا دینگے۔ اور تمام کو ہمراہ لیکر سر بسجود ہو گئے جناب انورین
 و عافرائینکے۔

یا غفور و یا رحیم و یا مجیب	رحم کر آفت میں ہیں تیرے عزیز
بھہندا دیگا جناب انورین	سراوٹھا لو نچشتے ہیں ہم اہی
دیکھتے قدرت کو ٹھاسجد سے	اے سر معشوق یوں زاری نکر

اتنے میں ایک لشکر نمودار ہو گا جنکے کپڑے خون میں تر تیر رہینگے۔
 اور تن و رخنوں سے چور چور رہیگا۔ خضر تہ سیدہ بی بی فاطمہؑ
 دریافت فرمائینگے کہ یہ شکر کس مظلوم کا ہے۔

پھر ملا یک بولینگے یا فاطمہؑ	ہے تمہارے لعل کا یہ قافلہ
تیغ سو گئے حلق پر جبے چلی	یہ سوار سی، اوسی مظلوم کی
وہ جو آگے شیکے ہے خونی کفن	قاسم ناشاد ہے ابن حسنؑ
اور پیچھے دیکھو اے بنت نبیؑ	وہ سواری آتی ہے عباسؑ کی
خون سے اپنے ہوا ہے سرخ فام	کٹائے شانے میں تن زخمی تمام
وہ جو صابر اوی دانگیر ہے	بی سکینہ دختر شبیرؑ ہے
پھر تو زینبؑ کے ہی دلبر آئینگے	فاطمہؑ کو زخم سب دکھلائینگے

ہوئے گاسینے پہ برجی کا نشان
 سر جھکائے اور روتے زار زار
 اس قدر اسے حوروش و قتی ہو گیا
 جب نہ رہے کہیں سر جھکا
 بی بی صاحب میں بہو ہوں آپنی
 عاجزہ کا شہر بانو نام سے
 بہکوا امت نے ستایا اس قدر
 تیر سے مخلوق اصغر کا چہرہ
 ظالمون کے ہاتھ سے مارا گیا
 ظلم کیا کیا کرتے تھے سب شقیہ

آئیگا اکبر علی ہی ناگہان
 ایک بی بی آئیگی بس شمسار
 فاطمہ پوچھینگے اوس بی بی یون
 یہ ہے ایک خوشین محشر ہو گیا
 میرا والی ہے حسین ابن علی
 غمزدہ ہوں رونا میرا کام ہے
 کر بلا میں لٹ گیا سب گھر کا گھر
 میرا والی نھر پیا ساموا
 اور علی اکبر اٹھارہ سال کا
 کر بلا کا کیا کہوں میں ماجرا

قصید

اور خشک کلا حلق پہ خنجر دنی تھی
 اور بسے خجل آپلے لعل بینی تھی
 کیا خاک تو اضع سے خمیراوسکی تھی
 یہ بے کفتی اوسکی تھی اور بے وطنی تھی
 جنت میں طہان روح رسول ملی تھی

اوس ساتی کو ترکو پیشہ دنی تھی
 ہے ہے دُرُوندان سے عرقِ ناز تھی
 سردار مدینہ تھا گیا دشتِ مین تھی
 سینے پہ چڑھا شمر تو شہرِ مین تھی
 جاقٹل ہوا سبت پیمر کا جگر بند

مشنوی

برچیوں کی تیروں کی بوچھاڑ تھی
 پردہ عا کرتے تھے اُمت کے لئے
 خوش ہوں گریہ سا کٹے میرا گلا
 فکر کچھہ اصلا نہیں تھی جسم کی
 ہو گی جب فریاد اوس دلگیر کی
 گوہ میں اے شہر علی غنچہ دہن
 گرد و پیش آئینکے سب تہر دہن
 پوچھتے رہا یہ کیسی دہوم ہے
 دیکھتے جب کہ دل ہے دیوانہ ہوا
 بی بی زینب آگے بڑھ کر آئینکے
 اما جانی میں ہوں زینب دل جلی
 دودہ کی بو آئینگی جب سیاہ سے
 ہوش میں رونے سے جسم آئینکے
 اے مرے لختِ جگر اے نورِ عین

شہنوی

صبر کرتے تھے حسینؑ بنِ عباسؑ
 یا الہی عاصیوں کو بخش دے
 ہو مگر نانا کی اُمت کا بھروسہ
 نیزے پر ہی سرد عاید تھا بھی
 پھر سواری آئینگی شبیر کی
 ماتہم کو تھامے ہوئے زینبؑ
 باز و پر روتے ہوئے حضرت حسنؑ
 بچے والا کون بھیہ مظلوم ہے
 خود بخود سینہ ترکتا ہے مرا
 بان کے گرد مون پہ یون چلا
 یہ مرا بھائی حسینؑ ابن علیؑ
 فاطمہؑ لٹینگے بیٹے کے گلے
 تب زبانِ پاک پر یون لائینگے
 و احسینا و احسینا و احسینؑ

جب کہ خوب اثر دھامِ محشر ہوگا اوس وقت میدانِ حشر میں جبریلؑ
 ندا کرینگے کہ اے محشر یو اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو اوس وقت میدانِ
 حشر میں خاتونِ قیامت فاطمہؑ زہرہؑ رضہؑ تشریف لاتے ہیں -

بلکہ بعض روایات میں ہے کہ۔ اوس دن عورات کو بھی حکم ہوا کہ اپنے اپنے آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ اوس دن آپ اس شخصیت آئینے کے سیکو تاب دیکھنے کی نہوگی۔ یعنی عمامہ علی مرتضیٰ شیر خدا کا سر پر رکھے ہوئے۔ اور پیرہن زیر آلودہ حضرت امام حسن کا ایک طرف دوسرے طرف لباس حضرت امام حسین کا آغشته بخون شش پر رکھے ہوئے۔ اور دندان مبارک رسول کریم کا جو جنگ اُحُد میں شہید ہوا تھا دہنے ماتہ میں لئے ہوئے آگر حضور احدیت میں پیش فرما کے عرض کریں گے۔

فریاد لیکے آئی ہے مٹی رسول کی	ساری کما کی لٹ گئی مجہد بلوئی
لختِ جگر ہے وہ مرا آنکھوں کا مار ہے	یہ جرمِ اشتیاق نے جسے مائے مار ہے
مہمانِ بلا کے مائے کیا سیکھنے ہلاک	اور خاک پر پڑی کہی تھی او کی نیشاں
کر عدلِ دایائی کو اپنے میں آئی ہوں	اے حق ترے جناب میں فریاد لائی ہوں

یہ آہ وزاری اور بیقراری سیدہ کی حورانِ خلد دیکھ کر نالان اور سرگردان ہو کر آپ کو سمجھا دینگے۔

مورون نے شعلے مار دیں خاک کو کیا	اے فاطمہ رو کہ دل زار دکھ گیا
لرزان تمہارے رونے سے آغوش ہوا	ایسا نہو کہ عرشِ بلے خوف ہے بڑا
تم دخترِ رسول ہو زاری نہ اب کرو	راضی ہو رضا پہ نہا ہے چپ رہو

پس آپ اونکا یہ کلام سنکر غمگین و مضطرب زاری کنان یہ فرمایا گئے ۔

گو تباؤ میں نے جہان میں تباہ ہے
شہر لگائی تیغ ہی دنیا میں بے خطا
کب میں نے کس درخت کو چڑھنے پر
بیوجہ باغیوں نے یہ مجھ پر تم کیا
ہے ہے وہ میرا ناز و نکا پالا ہوا حسین
میں کیا کہوں کہ ظلم لعینوں نے کیا کیا
بے جرم میرے لال کو میہات مارا ہے
اے حور وں سامنے یوں ہی حالتی کے جاؤ گی
پاؤنگی گر نہ داد تو اے حور وں دیکھنا

تیر جفا کا کسکو نشانہ بنا یا ہے
جسکا عوض ہے پوئسے سے کیا کیا گیا
اور کس شجر کی شاخ کو چوکت چھوٹا
جلتے ہوئے چراغ کو میرے بجھا دیا
ہے ہے ذبیح خنجر جو رو جفا حسین
چھاتی یہ چڑھتے تیغ سے سر کو جدا کیا
جنت کو تشنہ لب پیا را سدا مارا ہے
جو سر گذشت گذری وہ سبناؤنگی
دونکی میں اپنے مالو سے عرش برین ہلا

یہ حال پر ملاں جبریل امین دیکھ کر رسول الثقلین امام القبلتین شافع الدین
رحمت العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہونگے اور عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ آج روز قیامت ہے ۔

مثنوی

قہر پر ہے اب جناب ایزدی
خون میں تر ہے شہید کر بلا
گرچہ زہرہ منہ سے کچھ فرمایا گی

فاطمہؑ ہے آج کچھ بگڑی ہوئی
داغ ہوتا ہے بُرا اولاد کا
سب جہنم میں یہ اُمت جائیگی

<p>سر برہنا ہو رسول کر دگار یا الہی فاطمہؑ کو صبر دے دور بیٹی کے جگر کا درد ہو</p>	<p>یچھ دعا حق سے کرنیگے بار بار میری اُمت بد دعا او سکی نلے فاطمہؑ کے آگ دل کی سرد ہو</p>
<p>اسکے بعد خود سرور کائنات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بحال پریشان گہرائے ہوئے برہنا پا کھلے سر۔ بتوں پاک کے پاس شریف لائینگے۔</p>	
<p>سمجھائینگے بہت سا وہ پہلے چشم تر یچھ روز داد کا نہیں روز حساب لازم یہ ہے کہ حق سے کرو آپ دعا</p>	<p>اور یہ کہینگے دھیان، اے فاطمہؑ اُمت پنہنی ہے جرم میں مجھ کو حجاب ہے اُمت پدر کی بخشش ہے امیر کے کربا</p>
<p>پس حضرت فاطمہؑ زہرہؑ۔ یہہ سُکر فوراً درگاہِ خدا میں عرض کرنیگے۔ کہ اے ارحم الراحمین میں اپنے دعوے سے باز آئی۔ تو میرے باپ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عاصی کو بخشدے۔ جو میرا اقرار ہے پورا کر دے۔ کہ تو نے میرا مہر شفاعت اُمت گنہگارِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمایا تھا۔</p>	
<p>اے خدائے خالق ارض و سما رونیے ہوگی جوز ہرہ ہوشمین</p>	<p>رحم تجھ کو باپ مان سے ہے سوا آئیگا دریائے رحمت جوشمین</p>

یون ندایا آفت سے ہوگی بار بار
شافعِ محشر کی دُختِ رونہیں
رونہیں خاتونِ محشر رونہیں
رونہیں احمد کی جستانی رونہیں
ہے حکومتِ آج تیرے بار بار
آج سب بند و کی توختی ہے
ہے مجھے منظورِ خاطر باپ کی
شاد ہونگے سرورِ پیغمبران

یون ندایا آفت سے ہوگی بار بار
شافعِ محشر کی دُختِ رونہیں
رونہیں جنتِ مکانی رونہیں
تو جو چاہیگی سو ہوگا وہ ابھی
احمد مختار کی دلدار ہے
پھر دعا مانگے کی یون بنتِ نبی
بخنے جدم جائنگے سب عاصیان

قصیدہ

آپ رو جائنگے ہم کو نہاتے جائنگے
آپ دامن کی ہوا دیکر جلاتے جائنگے
ہم سے پیاسو نیکلے دریا جاتے جائنگے
خود وہ روتے آئینے تمسکراتے جائنگے
خود وہ گر کر حید میں نہکواتے جائنگے
لوحِ دل سے نقشِ غم کو اٹھاتے جائنگے
خرابِ بختِ بیاپہ بچھڑاتے جائنگے
آکھڑے لگی دلی جھاتے جائنگے
جرم کھلتے جائنگے اور وہ چھپاتے جائنگے

پیشِ حقِ شہر و شہنشاہ کا سناتے جائنگے
کشکانِ گرمیِ محشر کو وہ جانِ سیر
دمِ گلِ جانیکلی جا ہے آہ کن کہو نہ وہ
گلِ کہلیکا آج چھہ اونکے نسیمِ فیض سے
ہے اونہیں کے آنے کی اب پیرا آفتاب
آئینہ میں کہو لو عاشقِ دیکو وہ گریا آتے
لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیرِ نیکے طرف
سوختہ جانوں پر ہر چوشتِ حمت
وسعتیں دسی میں خزانے دس محبوب کو

خاک ہو جاوین بانی جلکے لیکن آخضا
ہم تو ذکر مولا احمد سناتے جائیگے

مشنوی

سب کو بخشا کر محمد پیار سے
نخت پر فردوس میں وہ ذی قار
شما و جب بیٹینگے وہ فخر عرب
استی یک آپکا دوزخ میں ہے
اوس پہ جب ہوتا ہے گرز و کاغذا
میں گناہوں میں بیوں لاکھوں قبل
نام سنکر آپکا اے خوش خصال
حکم بھیہ خالق کا ہے ہم پر ہوا
سنکے اک حضرت پہ حالت بیگلی
اوسکے خاطر شافع روز جزا
حکم حق اوس دم ملک پر ہوئیگا
جلد باہر قعر دوزخ سے کرو
گر رکھینگے پاؤں دوزخ میں نبی
کام ہو جاوینگے دوزخ کے خراب

جائینگے جنت میں اپنے سات
بیٹینگے سر سے علمے کو اوتار
یک فرشتہ یوں کریگا عرض تب
یا محمد بولتا ہے پئے بہ پئے
ہم سے یوں کہتا ہے وہ سینہ کباب
استی ہوں سید کونین کا
ہم نے خالق سے کیا عرض و سکا حال
جا محمد سے کہو بھیہ ماجرا
دور ہو جائیگی فرخت اور خوشی
دوڑینگے دوزخ طرف بیساختہ
وہ جو عاصی ہے جہنم میں پڑا پڑا
اور اوس کو احمد والا کو دوڑا
سرد ہو جاوے گی سب آتش ہی
ہوویگا موقوف ہر اک کا عذاب

جب شے حکم حق یوں پائینگے
 عذر خواہی کر کے اوس دم شاہ دین
 کر تشفی بولینگے یوں مصطفیٰ
 جانتا میں تجھ پہ ہے ایسا الم
 ایسے مشفق ہیں شفیع المذنبین
 یا شفیع خسر سب شیونکے شاہ
 ہے ہمارا حال اور ونسے جُدا
 کیا کرین میزان پہ جا کر غم زد
 اس سیاہی کو مٹا دو یا نبیؐ
 اوس کو بھی بخشائے روزِ اخیر
 یا الہی از برائے مصطفیٰ
 یا الہی از برائے فاطمہؑ

رُوبرو حضرت کے اوسکولائینگے
 اوسکولے جاوینگے فردوس برین
 اُمتی مجھے نہو ہر گز خفا
 میں نہ کہتا اپنا جنت میں قدم
 عرض کر نیکی کچھ اب حاجت نصین
 ہم پہ ہوا کھمرا بانی کی نگاہ
 ہم گناہوں میں ہیں ایسے مُبْتَلَا
 سب دفاتر میں سیہ اعمال کے
 ہم کو دوزخ سے بچا دو یا نبیؐ
 ہے بڑا عاصی غلام دستگیر
 پنجتن کی دوستی میں رکھ سدا
 ماتم شبیر میں کر خاتمہ

ہجرت فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو۔
 جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی خبر ملک عرب میں
 چو طرف مشہور ہوئی تب بہت سے لوگ اہل عرب سے آپ پر
 ایمان لائے۔ اور بعضے مشرک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔
 اقسام کے تکالیفات دینا شروع کئے۔ جناب باری سے

فدائے اہل بیت ہو کہ۔ اسے میرے حبیب اب تم کہ سے مدینہ منورہ کو
 آج۔ مناکرو۔ پس خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بفرمان رب جلیل
 پہنچے صحابہ اور ابن ام مکتوم۔ اور ابن مسعود۔ اور بلال۔ اور
 سعید وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جملہ چھتیس صحابہ کو
 شہرت امیہ حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ مدینہ
 منورہ کو روانہ کر دے۔ اور آپ منتظر حکم ثانی کے رہے۔
 ابو جہل لعین نے حضرت کے مار ڈالنے کی مشورت کافروں پر
 کر رہا تھا کہ ایس علیہ اللعنه۔ ایک پیرم دکی صورت بنکے اون کافروں
 پاس آیا۔ اور مشورہ میں اونکے ساتھ ہو کر کہا کہ۔ آج محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کا سر کاٹنا چاہئے۔ چنانچہ ابو جہل نے۔ اس کام کے لئے
 بیس آدمیوں کو اہل قریش سے متعین کیا تھا۔ کہ جب میل آنے
 کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے اس مشورہ کی خبر دے
 اور شک انکا سنائے کہ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ آجکی
 شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا کے۔ حضرت
 ابو بکر صدیقؓ کو ہمراہ لیکر کہ سے مدینہ کے طرف ہجرت کیجی۔ اب
 تمام کام اسلام کے وہیں انجام پائینگے۔

روایت ہے کہ غور ربیع الاول شبِ دو شنبہ نبوت کے تیسریں سال

اور شبِ معراج سے آٹھ مہینے کے بعد تین سال کی عمر میں
آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمایا۔
اوسی شبِ ابو جہل کے مقرر کئے ہوئے بیس آدمیوں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دو گنا خانہ کا محاصرہ کیا۔ مگر اللہ جل شانہ نے
اون پر ایک ایسا خواب مسلط کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اوسی شب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر
سلائے آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ
اوس محاصرہ سے نکل گئے بعد ایک ساعت کے ایس نے اعلان
آدمیوں کو نیند سے ہوشیار کر کے کہا کہ اے یارو۔ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم بھاگ گئے۔ وہ بیسوں آدمیوں نے نیگے شیشیہ
لیکر حضرت کے بستر پر آئے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
بستر پر آرام کر رہے ہیں۔ بیدار کر کے پوچھا کہ محمد کہاں ہیں
آپ نے کھا مجھ کو معلوم نہیں۔ آخر ابو جہل کو خبر گئے۔ شیطان نے
کہا کہ اے ابو جہل میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ابو بکر کو ہمراہ لیکر مدینہ کے غریب بھاگے ہیں۔ جلد ہی سے پیچھا
کرنا چاہئے کہ وہ غارِ اطلح جبلِ ثور میں چھپ رہے ہیں۔ پس تمام
قریش نے پھلے ابو بکر صدیق کی خانہ تلاشی کی۔ بعد مدینہ منورہ

کی راہ لی۔ اس عرصہ میں حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول
 مقبول کو خبر دے کہ تمام قریش آپ کی ایذا رسانی کے قصد سے
 آپ کے پیچھے آرہے ہیں آپ غارِ اطلح میں چھپ گئے۔ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا۔ خدا کے حکم سے ایک کڑی
 اوس غار کے دروازے پر جالان دیا اور کبوتروں نے۔ اوس
 بیٹھے دئے۔ اور جبریل ؑ نے اگر اوس پر خوں و خاشاک ڈال دیا
 تا کہ غار گہنہ معلوم ہو اور کفار نہ پہچان سکیں۔ جب کفار۔
 اوس مقام پر پہنچے از حد تلاش کئے پتا نہین پایا شیطان
 لعین نے چاہتا تھا کہ انسان کی شکل بنکر۔ متلاشیوں کو حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا دکھلا دے۔ جبریل علیہ السلام نے
 حکیم رب جلیل اوس لعین کو ایک بے اپنا ایسا مارا کہ۔ وہ دریائے محیط
 میں جا گرا۔ آخر کفار و مان سے مایوس واپس ہوئے۔
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اوس غار میں
 سوجد رہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے۔ جو دیکھا کہ اوس
 غار کے اندر چاروں طرف سانپ اور بچوں کے بہت سے سوراخ
 ہیں۔ اپنے جسم کے کپڑے اور دستار پھاڑ کر اون سوراخوں کو
 بند کیا تب بھی اوس غار میں ایک سوراخ اور باقی رہا۔

ابو بکر رضی کے پاس سوائے زیر جامہ کے کوئی کپڑا باقی نہ رہا تھا کہ جس سے اوسکو بند کرتے۔ آخر ابو بکر صدیق نے اوسسورخ کو اپنے پاؤں سے بند کر کے بیٹھے رہے۔ اور اوس غار میں سا لگھا سال سے ایک اژدہا بہ تمنا کے قدمبوس آنحضرتؐ رہتا تھا جبکہ اوسکو باہر نکلنے کوئی راستہ نہ ملا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاؤں کو ڈسا۔ زہر نے ایسا اثر کیا کہ۔ ابو بکرؓ کے جسم میں لرزہ پڑ گیا۔ تاہم آپؐ نے اپنے پاؤں کو سوراخ سے ہرگز نہ ہٹایا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بعد نماز کے ابو بکرؓ کا بھہ حال دیکھ کر استفسار کیا کہ یا ابو بکرؓ تمہارا کیا حال ہے۔ ابو بکرؓ نے تمام حال ظاہر کیا تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ پاؤں اپنا ہٹا لو جب حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا پاؤں کنچ لیا۔ پس اوس سناٹا پڑا۔ سوراخ سے باہر نکلا۔ حضرت کے قدمبوس ہو کر آپ پر ایمان لایا۔ پھر اوسسی سوراخ میں داخل ہوا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کے اوس زخم پا کو اپنی زبان سے تین مرتبہ چوس چوس کر تھوکا۔ حق تعالیٰ نے شفا کے کامل بخشی۔ چونکہ آپ اوس غار سے نکل کر مدینہ کے طرف روانہ ہوئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کراچ النعمین پہنچے وہاں کا سردار۔ بریدہ اسکی خدمت آچکے تشریف لائیکے کیفیت سنکر سات سو آدمی کے ہمراہ آپکا استقبال کیا۔ اور سب کے سب مشرف یہ ایمان ہوئے۔ وہاں سے ربيع الاول کی سولہویں تاریخ دوشنبہ کے دن۔ قبا میں پہنچے۔ قبا مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی کا نام ہے۔ وہاں کے بہت سے لوگ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ جب مدینہ منورہ میں آچکے تشریف آوری کی خبر مشہور ہوئی تمام سردار وہاں کے معہ صحابہ جو پہلے سے مدینہ پہنچے گئے تھے حضرت عمر و حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ رسول خدا کا استقبال کر کے آپکو لگے۔ آپ بیسویں ربيع الاول جمعہ کے روز داخل مدینہ منورہ ہو کر ابو ایوب کے گھر میں قیام پذیر ہوئے۔

بیان فضیلت زیارت روضہ منورہ اور مختصر احوال سفر بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کا۔

سبحان اللہ مومنوں کیا خوب شہر مدینہ ہے کہ گلستان ارم کے روپر و نخل و شرمندہ ہے۔ بقول مولانا۔

قصیدہ

آنکھوں میں مرے پھرتے ہیں زلزلہ
 فردوس برین کا ہے یہ نقشہ فرادیکھو
 حورانِ بہشتی ابھی آجائیں نکل کر
 واژوئی قسمت کو چلو لیکے وہاں پر
 روضے کے قرین سچے قابل تو نہیں ہیں
 خورشید فلک کی مجھے گرمی کا نہیں
 تھوڑی سی زمین مجھ کو عطا کیجے مولا
 اوصاف سنا کرتے ہو جا کر ذرا دیکھو
 بخشش میں غماتیمیں سخاوت میں کہوں کیا
 جان تن سے نکل جاتی ہے سُننے کو ترپکر
 جس دلیں عداوت مدینہ کی سراسر
 سُننے کو چلے آتے ہیں رحمت فرشتے
 ادنیٰ سے ہوا و صاف مدینہ کا بیان کیا

جلوہ مجھے دکھلاتے ہیں سکر مدینہ
 چلکر ابھی تم کوچہ و بازارِ مدینہ
 ہو جائے میسر کبھی دیدارِ مدینہ
 لکڑی کو بنا دیتے ہیں چٹارِ مدینہ
 بستری لگا لوں پس دیوارِ مدینہ
 سائے کے لئے کافی ہیں اشجارِ مدینہ
 مدفن کیلئے مین بھی ہوں حقدارِ مدینہ
 کشتان سے معمور ہے دربارِ مدینہ
 دنیا سے نرالی ہے یہ سکرِ مدینہ
 ہوتے ہیں جہاں صدق اذکارِ مدینہ
 ہر وقت چبا کرتا ہے ہر خارِ مدینہ
 جس وقت لکھا کرتا ہوں اشعارِ مدینہ
 اللہ ہی کو روشن ہیں سب سرارِ مدینہ

بلبل بوغ میں شید گلِ خسارِ نبی کا
 مسکن مرا تحقیق ہے گلزارِ مدینہ

کیون کر نہ وہاں حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رونق افرا
 ہیں۔ اور بعد وصال کے وہاں آپ کا روضہ منورہ بنا سچ تو یہ ہے کہ

پروردگار عالم نے اوس سرزمین کو عجیب و غریب بخشا ہے کہ رات دن وہاں
 ہر رحمت برستا ہے۔ فرشتے اوسکی زیارت کو آتے ہیں۔
 اور جبرائیل و میکائیل پاس بانی کرتے ہیں خوشحال اون بندگان مومنین
 جو وہاں جاتے ہیں۔ اور سعادت دارین پاتے ہیں۔ اور پانچون
 وقت کی نمازین مسجد نبوی میں گزارتے ہیں۔ ایک ہم عاجز و لاچار
 بے بضاعت ہیں جو ہر سال ہجیر رسول مقبول بن بقیع راسو کو کچھ
 عرض کرتے ہیں۔ بقول مؤلف۔

نہ فرقت کے صدمے اوٹھانیکے قابل
 یہ حسرت دلی مٹانے کے قابل
 یہ آنکھیں نہیں ہیں اڑانیکے قابل
 یہ بستی ہے ویران بسانیکے قابل
 یہی دام ہیں دل پر ہسانیکے قابل
 ہیں خنجر گلے پر پلانے کے قابل
 یہ آتش ہے دلو جلانے کے قابل
 یہ آنکھیں ہیں دریا بھانیکے قابل
 مدینے میں اسے روانے کے قابل
 یہ پہلو ہیں کب تھا بھانیکے قابل

نہ ہم ہیں مدینے کو جانے کے قابل
 کیلوسے دیکھیں قہرِ سب
 وہ نورِ خدا ہے مین کس طرح دیکھنا
 مزا دلِ سحر کے رہنے کی جا ہے
 وہ کیسے نہیں ہیں دامِ محبت
 کہ سب بے و تمہارے ہیں عشق کے حق
 مین سوزِ تپ عشقِ احمدِ خوش ہونا
 فراقِ پیغمبرِ مین روتا ہوں ہر دم
 یہ ارشاد حضرت کا اُس مری ہوگا
 نہوتی جو دلیں نبی کی محبت

جگہ چھو دہلیز پر اپنے دیکھ
 نہ تھا کوئی تمنا ہی اور مرسل
 تو اب دودھ میرے بے حد
 کہنے لگنہ کار و امن پکڑ کر
 ہے مداح جب آپ کا حق تمنا ہے
 وہ ہوں رو یا ویش حق روز
 زمانہ شریعت خالی ہے بالکل

نہیں ہوں میں در در کا نیکے قابل
 یہ بار شفاعت اوٹھانیکے قابل
 مجھ دولت سے دم کا نیکے قابل
 نہیں کوئی ہو چڑھانیکے قابل
 زبان میری کہے ہلانیکے قابل
 یہ صورت نہیں ہے دکھانیکے قابل
 نہ کیونکر قیامت ہو انیکے قابل

یہ دوزخ دنیا ہے مکار تحقیق

نہیں اس سے دل ہے لگانیکے قابل

ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ
 میں کب پورا مسلمان ہوں گا۔ ارشاد ہوا کہ۔ جس وقت تو دوست
 رکھے اللہ کو۔ اس شخص نے التماس کیا۔ کس چیز سے پہچانی جائے
 دوستی اللہ کی۔ فرمایا جب تو دوست رکھے اس کے رسول کو۔
 یعنی دوستی اللہ کی محبت رسول ہے۔ بیشک جو لوگ محبت
 رسول میں قوی ہیں۔ ان کا ایمان بھی قوی ہے۔ اور جو
 لوگ آپ کی محبت میں ضعیف ہیں۔ ان کا ایمان بھی ضعیف ہے
 اے ایمان والو جبکہ مدار ایمان کا محبت کامل ساتھ اللہ اور رسول کے

رکھا گیا ہے۔ تو تم کو لازم ہے کہ اطاعت رسول کی کرین تاکہ
 خدا اور رسول تم سے راضی رہیں۔ حضرات مثل مشہور ہے کہ
 حُبُّ الْوَطَنِ اَزْ مَلِكِ سَلِیْمَانِ خُوشْتَر۔ باوصف اسکے کہ جن حضرات
 کے دل و نون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق کامل ہے
 وہ اپنے وطن اور ملک کے اطلاق کو چھوڑ چھڑا کر مدینہ طیبہ اپنا
 حُبُّ الْوَطَنِ قرار دیکے شبانہ روز اپنے حبیب کے روضہ کا جلوہ
 دیکھتے۔ اور پنج وقتہ حضور نبوی میں سلام عرض کر کے سعادت
 دارین حاصل کرتے ہیں سبحان اللہ مسلمانوں جب طرح سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشرف المخلوقات ہیں اسی طرح
 وہ مقام کہ جہان آپ اب رونق افروز ہیں کونین پر شرف کہتا ہے
 وہ کون مقام ہے۔ وہ مدینہ عرش کا نگینہ ہے جسکی فضیلت میں
 بہت سے احادیث وارد ہیں سبحان اللہ کیا مرتبہ ہے
 زائران مزار اطہر کا۔ ملاحظہ ہو حدیث شریف کہ۔ مَنْ لَبِسَ
 قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ فَكَأَنَّمَا نَزَّ اِلَيَّ فِيْ حَيَاتِيْ۔ یعنی
 جس شخص نے میری وفات کے بعد میرے قبر کی زیارت کی گویا
 مجھ کو زندگی کی حالت میں دیکھا۔ دوسری حدیث میں وارد ہے
 کہ۔ مَنْ نَزَّ اِلَيَّ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ۔ یعنی

جس شخص نے میرے قبر کی زیارت کی قیامت کے دن اپنی
 شفاعت مجھ پر واجب ہے۔ خورشید نصیب از سب کجی
 زیارت مقدس سے روضہ حضور کے شرف ہو کر
 اس نعمت عظمیٰ کے ہوتے ہوں عشا ق کے لئے نور مانی
 گدائی بھانگی شاہی سے افضل تر ہے۔ خدا جمیع دیندار
 بھائیوں کو نصیب کرے کہ مدینہ منورہ کو اپنا حب الوطن
 بنالین۔ بقول مؤلف۔

قصیدہ

در میر دل سے سب بچ و محب ہو جائیگا
 بن نہ سمجھا تھا عدو و حرج کہ بن جائیگا
 خود خود دریا رحمت خوش تر ہو جائیگا
 بے یقین ہے آبرو و مشک خن ہو جائیگا
 بے اور جز نام لے کر دے دہن ہو جائیگا
 رونمائی پر تصدق جان و تن ہو جائیگا
 آپکا دامن اگر میرا گفن ہو جائیگا
 لائے شریف اس پر حرم ہو جائیگا
 خود خوشی سے دیکھنا کثرے گفن ہو جائیگا

جب بنے فضل حق میر وطن ہو جائیگا
 آرزو ہر چیز تھی کیا کیا بنے گی مجھے
 جب گئے نیلے آسمان سے آسمان پر نشانی
 ہوئے زلف مصطفیٰ لائے نقن من لکھا
 حق تھا خود کیا ہے نام قدس کا
 لطف خیر از در جلوہ دکھا دیا نہی
 خاک کہا نیکی نہ اور آتش جلائی مجھے
 دل گستان بن گیا ہے و اعما عشق سے
 جب گزرتے کمال دین آپکا ہو یا نبی

جو کرو گے حشر میں تم فیصلہ ہر ایک کا لطف دے دیا ہو گا کوثر کا اوس دم بانی جو قصیدہ تختیہ میں لکھا ہے یارو	بس وہی منظور رب و المنان ہو جائیگا آپ کا شامل اگر آب دہن ہو جائیگا صادا و سیر ہو تو وہ صدق سخن ہو جائیگا
---	--

آفتاب حشر کا تحقیق اندیشہ نکر
سر پہ نعلین نبیؐ سما یکن ہو جائیگا

حضرات جسے اپنی زندگی میں - بیت اللہ اور اللہ کے حبیب کا
روضہ منورہ نہ دیکھا ہو - اوسکی زندگی بے نکمیں ہے - اگرچہ وہ
کیسی ہی کیسی عبادت کیا ہو - جنکو کہ اللہ اور اوسکے حبیب سے
قلبی محبت ہے وہ لوگ اگرچہ رتق برابر ہی استطاعت جانیکی
نرکتے ہوں بے خود ہو کر بارگاہِ رسول میں عرض کرتے ہوں -

بقول مؤلف

میں تڑپتا ہوں مدینہ میں اب نیکے لئے دیر سے منتظر دیدہ ہیں میری آنکھیں اے اہل محبہ کو مدینہ کی طرف جانا بے تمنامیری مدفن ہونے میں مرا یا نبیؐ میں ہوں گنہگار تو کیا غم اسکا ہجر میں سبزہ عارض کے میں تیار ہے	قصہ فرماؤ نبیؐ کو بکارتیکے لئے مجھ کو ترساتے ہو کیونہیں کل دکھانیکے لئے کیوں چلے آتی ہے بے وقت ستانیکے لئے دو جگہ تھوڑی سی مرقد کے بنانیکے لئے آپ میں نارِ جہنم سے پچانیکے لئے ہم ہیں آمادہ بس اب زہری کھانیکے لئے
--	---

ہم وہ عاشق ہیں اگر روٹھیں گی جانگے گی
آنکے احمد مختار منانیکے لئے :

مربی جاؤ گے اگر حیرین تم آئے تحقیق
ہے مسیحا مراد وجود جلانیکے لئے

پس ایسے لوگ کی یاد دوسرے کا ردو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود غیب سے
فرماتے ہیں۔ اور اونکو پیار و محبت سے اپنے حضور میں یاد
کرتے ہیں۔ اور یہ غریب آبادہ بفر ہو کر اپنے احتیاج اور دوستوں
رشتہ الفت توڑ کے کہتے ہیں۔ بقول مولف۔

دوستو شرب پر نور کو جاتے ہیں ہم
توڑ کر رشتہ الفت کو تمہارے ہم
تم ہی شرب کو چلے آؤ گے انساں
ہے یہی اپنی دعا جلد مدینہ پہنچیں
خاک ملجائی ہے جسوقت در اقدس کی
ہم ہی ہیں شیفۃ شمع رخ نورانی
ہم ہیں بیمار تپ رہے ہمیں سے بہت
شرم سے ابرین چپ جاتا ہے خوشید
قتل کو اپنے نہیں تیغ کی حاجت حضرت
فصاحت سے بھی پر نور خدا ہے اپنی

گر خدا چاہا تو آپس میں آتے ہیں ہم
دولت دید کو حضرت ہی پائے ہیں ہم
شاہ کو یا تمہاری ہی دلاتے ہیں ہم
رو کے ماتھے اپنے طرف سے آٹھایں ہم
اپنے آنکھوں کا اسے نہ بناتے ہیں ہم
مثل پروانہ پروبال علاتے ہیں ہم
دشت شرب کی ہو ہو شغایاں ہم
رخ پر نور ہمیں کو جو دکھلاتے ہیں ہم
دیکھ کر ابر و خدا کو مر جاتے ہیں ہم
دلکے داغوں میں عجب روشنی پاتے ہیں ہم

فر دِ اعمال سے عصیان کو مٹاتے ہیں ہم
 دامنِ احمقِ فخر میں چسپاں تے ہیں ہم
 ابرِ رحمت کو سدا قبر پر پاتے ہیں ہم
 ترے امداد کو اسے تختِ جگر تے ہیں ہم
 چشم سے خونِ جگر اپنا بھاتے ہیں ہم
 بند آنکھیں کرینِ حشر میں تے ہیں ہم
 صورتِ بانی بے آبِ چاک تے ہیں ہم
 ہین خفا پیا ربی جل کے مناتے ہیں ہم
 یا خدا تجھ کو گواہ اپنا بناتے ہیں ہم
 حشر میں دولت دید کو پاتے ہیں ہم

تجربین آپکے اشکو نکو بھا کر سرِ روز
 خورشیدِ قیامت کا تابشِ مطلق
 نجومِ شبیر میں جب اُٹھتا ہے آہو نکا دھوا
 سنکے فریاد کو شبیر کے حیدر نے کہا
 یاد آتی ہے شہادتِ جوشہ بکیں کی
 دا دخواہی کے لئے روکے کہا زہرانے
 پیاسی جب حضرت شبیر کی یاد آتی ہے
 حیفِ پابندِ شریعت نہ رہے دنیا میں
 تنگ دستی نے پہونچے ندیا تیرے
 چشمِ حق میں سے تجھے دیکھتے ہیں یا

بختِ خوابید اگر جاگے تو ہم آ تحقیق
 بسترِ اینا درِ قدس لگاتے ہیں ہم

بر خلاف اسکے جسکے دل میں کہ شوقِ زیارت بیت اللہ شریف
 اور روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ
 اچھے سے اچھے ذی قدرت ہی ماتہ پاؤں پہلا کر قافلہ کا منہ تکتے
 رہ جاتے ہیں۔ اور اپنے بدنِ صبی پر کفِ افسوس مل ملے رو تے ہیں
 اور وہ غریب ضرور بارگاہِ رسول میں پہونچ کر زیارت سے مشرف ہو جاتے ہیں

جبکہ حجاج سفر بحری و بری کے سیکڑوں تکالیف سہکرا اخل کر کے مکہ مکرمہ
ہو جاتے ہیں۔ تمام مصائب و سختیوں سے بچ جاتے ہیں اور زیارت
بیت اللہ سے مشرف ہو کر شہادت و بستانشیں یہ عرض کرتے ہیں

قصیدہ

<p>دلِ نظیرین آگیا مولا نظیرین آگیا اوشکیا پردہ تو بس عتقا نظیرین آگیا آگ کو موسیٰ کے جلوہ نظیرین آگیا اونکو جو دھونڈا تو رخ اپنا نظیرین آگیا مظہرِ حق برزخ کبرِ نظیرین آگیا ہاں مدینہ کا فقط رستہ نظیرین آگیا آنکھ کے امراض کا نسخہ نظیرین آگیا</p>	<p>جب خدا کے فضل سے کعبہ نظیرین آگیا یہ خودی نے کر دیا پیدا عدم ہی کا وجود لشترانی رہ گئی جب مہربانی تو نے حشم و حدت کیا میں تو کا قصہ فصیلا آپ کو دیکھا جو میں نے اوس صنم کو دیکھا پہونچے مکہ بھی تو کب مقصودِ دل حاصل جس کو بنیانی نہو خاکِ مدینہ سُر مہ</p>
--	--

جب زیارت کعبہ اور جملہ مراتب حج سے فرصت ملتی ہے۔
اشتیاق دیدارِ مدینہ منورہ میں ساعت بساعت عشاقوں کے
دلوں پر سانپیں لہراتے جاتے ہیں تو بے تابانہ یوں عرض کر کے زار
زار روتے ہیں۔ بقول مؤلف -

قصیدہ

<p>عجب کچھ تیرہ بختی ہے زیارت کو تیرہ ہیں</p>	<p>جو جا کے بختِ نختہ ہم تیرہ جا رہے ہیں</p>
---	--

<p>جور و تہمین درِ زندان احمد تصور ڈسا کرتی ہے ہر دم یادِ ابرو صورتِ عطر اجل سر پر کپڑی ہے ہم بھی بننے لیاؤ بوقتِ نزع دیدار نہی ہوتا ہے جب</p>	<p>ہمارے دیدہ تر صورتِ نسیان بختہ ہیں تصور گیسوں کے مار بکر مگر ڈستے ہیں جو ہو دیدار حضرت ہم کمر کو اپنے کتے ہیں نکلتی ہے اسی دم روحِ حق اور نہتے ہیں</p>
---	--

یقیناً عاقبتِ باخیر ہوگی تیری تحقیق
 کہیں ایمان والے مکر میں شیطان نہ ہے

بعد حج کے تخمیناً آخر ذی الحجہ تک قافلہ شہر مکہ میں قیام پذیر رہتا ہے۔ اور
 وہاں کے تمامی متبرک مقامات کی زیارت کی جاتی ہے۔ اور شایقین
 مدینے کو بعد انفرار حج کے دشل بسین روز تک مکہ میں رہنا بھی از حد
 شاق گذرتا ہے۔ اور انا لیاں مکہ بڑے ہمدردی کے ساتھ عاشقان
 محمدی کے خبر گیران رہتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی عاشقِ رسول سے
 اس قدر بیقراری اور بے صبری کا سبب دریافت کرتا ہے۔
 تو وہ زبانِ حال سے یہ عرض کر کے روتا ہے۔ بقول مولف

دشتِ شرب کے سوا جی بھی بھلتا کہ ہے
 دیکھیں بوسہ درِ نور کا ملتا کہ ہے
 آپ کے ہجر میں آرام اوسے ملتا کہ ہے
 راستہ شربِ نور کا بھلتا کہ ہے

ہے جنونِ جوشِ دِل مہرِ اس نہ بھلتا کہ ہے
 بس رہا ہے مگر آنکھوں میں تانکا نقشہ
 دلِ مرا صورتِ سیمائے تپا ہے بہت
 دیکھنا کہیں پہنچتا ہوں درِ اقدس

<p>سرہی کہ جاتو فرمان بجا لاونگا جو شریعت کو نہیں جانتا ہے خدائی آپ اگر چاہیں تو میں رو پہ آسکتا ہوں میں بہت مفلس و نادار ہوں آستانہ حجاز</p>	<p>یہ غلام آپ کے احکام ملتا کہ ہے راستہ او سکھو طریقہ کا ہی ملتا کہ ہے میں ہوں لاچار بہت بس سراجی ملتا کہ ہے نہیں معلوم تصدق مجھے ملتا کہ ہے</p>
<p>دور افتادہ، تحقیق تڑپتا ہے بہت آچہاں نہ جسے قرآن سے ملتا کہ ہے</p>	
<p>جب عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دل عشق و محبت سے از حد سب قرار ہو جاتا ہے تو اونکے تسکین کے لئے غیب سے یہ آواز آتے ہیں۔</p>	
<p>قصیدہ</p>	
<p>چلے اے عاشقوا بھرمے مدینہ دیکھو نور ہے مسجد والا کا تجلی دیکھو اشتیاقِ شہِ والا نہیں سارو عمر بھر کرتے تھے جس لئے پرانگی دعا کرتی ہے سہنا مس قلب کو خاکِ طیبہ</p>	<p>خوب اللہ کے محبوب کا ضمہ دیکھو اسکے مین رکھو جو وہ گنبدِ خضرا دیکھو اب چلو طالبِ مطلوب کا جلوہ دیکھو آج اوس تجا پر اللہ نے لایا دیکھو اک مین ڈالو جو اس کا نسخہ دیکھو</p>
<p>ہند میں رکھے عبت کرتے تھے فریادوں دوستو چلے ذرا تیرے بطحا دیکھو</p>	

اور بعض حضرات جو مدینہ منورہ میں ہجرت سے رہنے کا قصد کرتے جاتے ہیں انکو سب سے زیادہ یہ فکریہ وقت لاحق رہتی ہے کہ۔
 آیا ہمارے آقا ہمو اپنے شہر میں رہنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ اکثر تجربہ کئے ہوئے لوگ کا مقولہ ہے کہ۔ سفرِ دو عالم حب کو چاہتے ہیں اور شہرِ مدینہ میں رہنے کا حکم دیتے ہیں اور حبسکار رہنا پسند نہیں فرماتے اور سکو واپس کر دیتے ہیں۔ اس لئے مکہ ہی سے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ استجاری معروضات حضور نبوی میں عرض کرتے جاتے ہیں۔
 بقول مولف۔

قصیدہ

آپسے رہتے جدا یوں ہی مر جانے دے
 ہجرِ احمد کا اسے اور بھی غم کھانے دو
 دل میں جو بات منہ پر تو ذرا آنے دو
 آتشِ عشق کو دلی مرے بھر کانے دو
 دشتِ شربِ بھلا کچھ تو ہو کھانے دو
 بنکے وحشی مجھے جنگل ہی ہٹا جانے دو
 لاکھ رو کو نہیں کہتے ہیں یہ دیوانے دو

سکے شربِ مر آقا مجھے اب نہ دے
 یہ حدِ چرخ کہن کتنا ہے قسمتِ مری
 در اقدس پہ بلا نیکا ارادہ کہے
 آپکے دامنِ حیرت کی ہوائے لیکر
 دل ہے بیمار تب سے از حد میرا
 آپ کی زلف کا جب میں ہوں ہے ہوا
 ولو جان ہو گئے ہیں عشق میں تیرے مجنون

جو تمنا ہے مردل کی نکل جانے دو
 مے محبوب کا جلوہ تو نظر آنے دو
 سر بھیہ حاضر ہے اوسی تیغ سے لٹ جانے دو
 شوق دیدار میں جلین کجا جانے دو
 مے وحدت کے کہلے رتھیں میں بچانے دو
 بادہ حُب نبی کے ہیں یہہ پیمانے دو
 زلفِ احمد میں پریشان ہیں سبب جانے دو
 دل بھیکتا ہے زگرہ کو لکے پیمانے دو
 شمعِ خسار نبی کے ہیں یہہ پروانے دو
 گوشِ احمد کے خوشنیں میں درداؤ

آپکے چہرہ انور سے ہٹا دو پردہ
 روح کہتی ہے ابھی تن سے نکل جاؤنگی
 تیغِ ابرو کا تمہا کرین ہوا ہون عاشق
 پتلیاں آنکھہ کی کہتی ہیں تر پکر مجھ سے
 بادہ خوار و نہیں تمہا کے جو ہوا ہون شامل
 رند گویا ہیں مری چشم کی غمخواری پر
 شانہ بکھر کر شرکان کی تمنا ہے یہی
 سبزہ عارضِ رنگین کا جو آتا ہے خیال
 دلو جانکو مے کیہ تھوٹ نہ بیج جلنے کا
 کیونہ روشن ہو جہان نور سے آنکے اید

حمد حق نعتِ نبی جو میں لکھا کرتا ہوں
 درود کے پھر میں تحقیق شفا خاؤ

جسوقت قافلہ میں مایہ منورہ کے طرف کوچ کا روز اور تاریخ
 سنائی جاتی ہے۔ عشاقِ محمدی اوس روز کو گویا روزِ عید
 سے بھی فزون تک جانتے ہیں۔ اور محبانِ رسول مقبول و جانِ ثارِ
 حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس دن کے آمد آمد کی انتظاری
 اس درجہ رہتی ہے۔ جیسے حجاج کو نہم ذیحجہ کا اشتیاق رہتا ہے۔

بارے بافضل ایزدی جب وہ روز آجاتا ہے۔ صبح صادق
حجاج کا قافلہ سوار کی شتر شرب کے طرف روانہ ہوتا ہے۔
اور حجاج بفریق کعبہ بھٹے عرض کر کے روتے ہیں۔

قصیدہ

لیچلو داغ فراق کعبہ دلیر لچلو ان کر امن کا تبین اب ہو جاہن عاصیو ہتھے رہیں اشکِ ندائست چشم جو دعا مانگو مدینہ میں ہوتی ہے قبول	اس غم دوری کو بھی پیشینہ میر لچلو تا مدینہ جرم کا ہمراہ دفتر لے چلو نذر وان دینی ہے دانا بھر کے گوہر لچلو حسین جتنی ہیں دلیں بسکو یکسر لے چلو
---	--

معصیت آلودہ غلبر ہے غلام و ستگم
اوسکو بھی شاہنشاہ عالم کے در پر لچلو

جب قافلہ مکہ سے روانہ ہوتا ہے۔ عاشقان رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم مارے خوشی کے اپنے جامہ میں پہولے نہیں سہا تے ہیں
کوئی تبار بار سلام عرض کرتا جاتا ہے۔ اور کوئی ورد درود میں
مشغول رہتا ہے۔ نہ کسی کو کھانے پینے کی خواہش رہتی ہے
اور نہ کسی کو لہو پ کی تابش کا خیال رہتا ہے نہ مصائب
سفر کا رنج و ملال بھر حال ہر ایک کا دل اپنے محبوب کے روضہ
قدس کا جلوہ دیکھنے کی تمنا میں چور اور نشہ بادہ حب نبی سے

مخمر ہو کر کچھ عرض کرتا جاتا ہے ۔ بقول مؤلف ۔

قصیدہ

<p>وہ بھی دن آئے مدینہ میں پہنچ جائیگا قصد کرتا تھیں فردوس میں وہ جائیگا میں بھی بیمار ہوں حقیر تھے شفا خانیکا حوصلہ کیا ہے مرسا منے پروانیکا مئے وحدت سے عجب ہے ستانیکا خوف کیونکر ہو پھر طور کے جل جائیگا کیا ارادہ ہے ترا ہجر میں ترسانیکا ہے ارادہ مرا سرخا ہے پر لانیکا مچکوتا ہے مرا شیر و شکر کھانے کا و مبدم سجدہ ادا ہو گیا شکر انیکا</p>	<p>دل سنبھل جائے کسی طور سے دیوانے کا جسکو بہاتی ہے مدینہ کی فضا اکبلبل یا نبی شربت دیدار سے صحت بخشو رات دن جلتا ہوں میں شمع رخ روشن قل ہو اللہ احد نشہ میں ڈرتے ہوں بلام آپ کے چہرہ تابندہ سے اٹھا ہے نقا اے فلک جانے نہیں دیتا ہے کیونکر فکر خاے کی ہے لکھنے کو شنائے احمد لب شیرین پیمر کی ثنا کا ہے خیال در پر نور یہ جسوقت پہنچے جاوے گا</p>
--	--

جب مہوسی حضرت ہو میسر تحقیق

پھر نکر قصد مدینے سے پلٹ آئیگا

قافلہ جب روز بروز سیکڑوں تکالیف اور مصائب سفر
سہک کر کوچ بکوچ منزل بہ منزل طے کرتا ہوا کوہ مفرح تک پہنچتا ہے
عشاق ہشاش و بشاش اپنے سوار یوں سے اوتر کر اوسپر

پڑھتے ہیں تو مدینہ منورہ و مانسے مد نظر ہوتا ہے۔ پس عشاق
 ویکٹر بے تابانہ اپنے تمنائے دل کو ظاہر کرتے ہیں۔
 بقول مولف۔

<p>در احمد جب میل گذر ہو خدا جس روئے انور کا ہے شوق نبیؐ دوسرا پرین فدا ہوں چراغِ داغِ عشقِ مصطفیٰ سے الہی نزع کا جب وقت آئے صبا پونچا تو میری التجا کو بدلتے کیوں نہیں پائیں جھک مدینے میں مروجا کر میں یار خدایا نخلِ ولین میرے پیدا جنہیں سچ خواہشِ فرزند یار الہی بانی محفل پہ ہر دم لطیف محفل میلادِ حضرت</p>	<p>تو سنگ آستان ہوا ویر پیر ہو فدا و سپر نہ کیوں شمس و قمر ہو تصدقِ سیرِ مادر اور پدر ہو سرِ دل کا ہی تپ نور گھر ہو جمالِ مصطفیٰ پیشِ نظر ہو مدینے میں اگر تیرا گذر ہو خفا کس واسطے آپ سقد ر ہو دعائیں سیر تو اتنا اثر ہو ترے عشق و محبت کا شمر ہو سچی مصطفیٰ انکو پسیر ہو ترے فضل و کرم کی نظر ہو قرون تر قمرِ حنت سیر ہو</p>
---	---

شاخوان محمد ہون میں تحقیق

مجھے کیا روزِ محشر کا خطر ہو

حضرات - مدینہ منورہ کوہ منفرج سے چار کوس کے فاصلہ پر رہتا ہے۔ چنانچہ منفرج
 وہاں سے کچھ آگے بڑھتا ہے تو ہمارے سرکارِ دو عالم کی گنبدِ مقدس کے
 چاروں قبے مثل برجیوں کے عشاقوں کے مد نظر ہوتے ہیں فوراً انکو
 اشتیاق بھرے سینے چور چور ہو جاتے ہیں۔ اور بیساختہ کچھ اشعارِ ربانہ
 حال سے نکل آتے ہیں - قصیدہ

<p>فرحت کے کرامت کا خزینہ نظر آیا ایک جلوہ تابوتِ سکینہ نظر آیا جو رحمتِ عالم کا سفینہ نظر آیا کیا قربِ خداوند کا زینہ نظر آیا یہ اوسکی شقاوت کا قرینہ نظر آیا مکے کے بھی چہرے پہ پسینا نظر آیا پر نور پیرِ اینارخ و سینہ نظر آیا ایمان کے خاتم کا نگینہ نظر آیا</p>	<p>جب کوہ منفرج سے مدینہ نظر آیا ہر سنگ سے ہر برگ سے ہر ذری ہو دانگے امواجِ مصیبت کے طلاطم کا گیا ڈر ملتا ہے اسی باب سے بس قربِ بالہی تعظِ مدینے کا جو منکر ہے شقی ہے کیا فضلِ مدینہ ہے کہ از فرطِ خجالت صد شکرِ خدا سنگ و پاک جو چوما مسکین کے لئے درتِ اسی فخرِ سلیمان</p>
---	---

بحان اللہ وہ روضہ منورہ کے گنبد کا نظر آنا وہ باغِ نکاحِ سبزہ وہ شہرِ محبوب کے
 درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ہر پھولوں کی کلیوں کا چٹخ چٹخ کر
 کھلنا اور وہ خوشبو کا مہکنا۔ اور شبنم کی فوار اور وہ چاروں سمت
 نور ہی نور کی بہار عجب ہی عجب لطف دکھاتی ہو چکی کہیں اوسوقت کا نظارہ

اگر چکین ہوں بس اونیس کا ہی دل کچھ جانتا ہے اور تمام عشاق اپنے اپنے
سوار یوں سے پیادہ پا ہو جاتے ہیں کسی نے جوش و خروش کے ساتھ علی کا
نفرہ مارتا ہے کوئی بار بار سلام عرض کرتا جاتا ہے اور کسی کا دل اختیار سے

یاد ہو رہا ہے۔ قصیدہ

نہت حق کے خزانے پر غریب آہو پئے راہ چننے تھی سامان بھی نہ تھا لیکن ہم تھے وہ بد بخت جو جگر کے وطن کو ہلاک ہر دعا ہو گی مجاب اب تو ہماری بیشک شکر حق کیا ہوا دامن سے بللا امی مسکین	پہنچے ہم آج مدینے کے قریب آہو پئے حبیبہ لطف سے با حال عجیب آہو پئے روضہ پاک تک نیک نصیب آہو پئے جبکہ ہم دور سے نزدیک عجیب آہو پئے آؤ روضہ پر نور حبیب آہو پئے
--	---

حضرات قافلہ حبیب اسی شوق و ذوق میں ستانہ وار چھوڑتا۔ اور اوس راہ
کی سرزمین چومتا اپنے معشوق کے روضہ منورہ پر مثل پروانہ نثار ہوئی
تمنا میں۔ بیر علی پر ہو رہا ہے۔ بیر علی باب مدینہ کے متصل ایک باغ اور
ایک چاہ ہے۔ بس اوسی کنوین کا نام بیر علی ہے قافلہ کا وہیں قیام ہوتا ہے
وہ صبح صادق کا وقت اوٹوٹو بولنا اور وہ لال ٹنیوں کا جھلا جھلا کر جلنا
عشاق کا اشعار عاشقانہ یہ سننا عجیب لطف دکھاتا ہے۔ قطعہ

معطر ہے منور ہے مصفا ہے اجالا ہے بہار خلداتی ہے نظر روضہ کی جلالی سے	نبی کا سبز گنبد نور کے سانچہ میں ڈالا ہے مدینہ قطہ خجست ہے سب شہر و قریاں
---	--

اہل مدینہ جوق جوق ہم دل مجروح اور کشتگانِ محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمِ جاہر پر مرحمِ مژدہ وصال لگانے پیشوا تشاہد لائے ہیں اور ہر ایک سے خاطر و مدارات کے ساتھ فراتے ہیں۔ **فصل پہلا**

<p>حاجیو او شہنشاہ کا روضہ دیکھو اب زفرِ زم تو پیا خوب بچا پیرِ سائیں دھوم دیکھی ہے دیکھو یہ بتیابوں کی خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ واں مطیعوں کا جگر خوفِ سیانی پایا مہرِ مادر کا فرادیتا ہے آغوشِ خطیم زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ دھوپ کا ظلمتِ دل بوسہ سنگِ سود بے نیازی سے وہاں کانپتی ہوگی طاعت جمعہ مکہ کا تھا عیدِ اہل عبادت کیلئے غورِ سن تو رضا کعبے سے آتی ہو صدا</p>	<p>کعبہ تو دیکھ چکے تھے کعبہ دیکھو آؤ جو دشنہ کو شر کا بھی دریا دیکھو اونکے کشتوں کا بھی شستہ تر بنا دیکھو قصرِ محبوب کے پر دے کا بھی جلوہ دیکھو یاں سیہ کاروں کا دامن پھیلنا دیکھو جن پہ مانباپ فدا یاں کرم اؤکا دیکھو جلوہ فرات ہے یاں کونین کا دولہا دیکھو خاک بوسی مائیں کا بھی رتبہ دیکھو جوشِ رحمت پہ یہاں نا زگنہ کا دیکھو مجرموں دُریاں عیدِ دوشنبہ دیکھو میرے آنکھوں سے میرے پیر یا رگزار دیکھو</p>
---	--

حجاج چاہے علی میں غسل کر کے لباسِ فاقرہ سے درست اور عطر سے مدطر ہو کر درود پڑھتے ہوئے ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر حاضر ہو کے باادب سلام عرض کرتے ہیں۔ جنت کی

کیا رہی پریشانی ہے۔ حضرات خدا ہنگوا اور تھکو بھی وہاں کی ضرورت سے
مشرّف فرماوے تو بعد صلوات و سلام کے عرض کریں گے قطعہ

شکر ہے آج مدینہ میں غلام آچھو پوچھو	کشور ہند سے مشتاق سلام آہو پوچھو
یا نبی کیجئے مقبول ہمارا تمہی تسلیم	شوق دیدار رہا ہنگو مدام آہو پوچھو

الغرض دس دن تک قافلہ مدینہ منورہ میں رہتا ہے حجاج و نون وقت
روزہ مطہرہ پر حاضر ہو کر درود و سلام عرض کرتے ہیں حضرات مدینہ
والوں کا کیسا مرتبہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کر گیا اس قدر جلد تباہ ہو جائیگا
جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے بھائیو مثل مشہور ہو کہ لیلا کا گنا بھی سارا
ہوتا ہے۔ مجنوں کو اوسی کے دیکھنے کا سہارا ہوتا ہے میاں جو عاشقان
رسول ہیں اونکو وہاں رکھرا اپنے آقا کے غلاموں کے قدم چومنا ہی
تسکین خاطر کے لئے کافی ہے۔ جب گیا رہو یں روز قافلہ مدینہ سے
خصمت ہوتا ہے تو شور و محشر قافلہ میں برپا ہوتا ہے عشا ق کا جدائی کی
بے تابی سے رونا اور بلبلانا۔ حجاج کا الفاظ خصمت زباں پر لا کے سلام
خصمتی پڑھنا۔ قیامت کا نمونہ بلکہ اوس سے بھی دونا ہوتا ہے جب قافلہ
مدینہ سے کچھ دور ہوتا ہے تو ہر حاجی حسرت کے نگاہوں سے پیچھے
مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا ہے اور با چشم گریاں اور سینہ بریاں اس طرح کہتا ہر۔

قصیدہ

یک بیک آہ کیا ہوا مایہ مدینہ رسول	وصل تھا پاکہ خواب تھا مایہ مدینہ رسول
ہجر مدینہ اور ہم جلتے ہیں ہر کہا کے ہم	جینے سہاگتی ہے حیا مایہ مدینہ رسول
زندگی ہو تو ہو وہاں موت بھی تو ہو وہاں	وانکی فنا بھی ہے بقا مایہ مدینہ رسول
مل سے جو یوچتا ہوں سب رنج و ملال سب	کتا ہر مجھ سے دل مرا مایہ مدینہ رسول
مسکینوں سے جو چل پھر کے بھی دیکھتے رہے	دکھتے ہی دکھتے چھپ گیا مایہ مدینہ رسول

حضرات مدینہ منورہ وہ مقام ہے کہ اسلام جہاں سے شائع ہوا۔ اور آخر زمانہ میں تمامی جہاں سے اسلام پھر وہیں چلا جائیگا۔ جس طرح سانپ پہ پہلے اپنے گھر میں چلا جاتا ہے۔ دجال مردود کا وہاں گذر نہیں اور برے لوگ وہاں نہ نہیں سکتے۔ مخبر صادق نے فرمایا ہے کہ مدینہ لوہار کی بھٹی ہے جس طرح لوہار کی بھٹی سے لوہا پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے اسی طرح جو منہ مدینہ کو جاتا ہے رنگ عسلیاں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب دجال کا خروج ہو گا وہ مردود تمام جہان میں گشت کریگا جب مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس و ادہم اللہ شرفاً و تعظیماً کے طرف جائیگا فرشتوں کو سرگرم محافظت پا کروہاں سے بھاگے گا۔ اسی بھائیو دجال کے نکلنے کی جو جو علامات حضرت رسول خدا نے بیان فرمائی ہیں وہ سب اس وقت فی زمانہ پائے جاتے ہیں خدائے کریم اپنی فضل و

کرم سے ہمارے ایمان کو محفوظ رکھے۔ اور وہ ان کی حضور ہی سے شرف
فرمائے جیسا کہ کسی عاشق کا قول ہے۔ **قصیدہ**

مدینہ مرا اب وطن ہوا —	میری روح واں اوتن ہوا الہی
مدینے میں لاشہ پڑا ہو ہمارا	میرے گور و کفن ہوا الہی
وہ نورانی قبہ وہ رحمت کا جلوہ	نظر میں وہ پیاری بہن ہوا الہی
ضیچ مقدس کے پردہ کا میرا	کفن ہوا الہی کفن ہوا الہی
بہاریں ہوں جو بن یہ باغ حرم کی	یہ بلبل وہاں نعرہ زن ہوا الہی
اوتھے جھوٹا ابراو نکے کرم کا	شفاعت کی پڑھتی بہن ہوا الہی
قیامت میں پرچم نبی کے علم کا	میرے سر پہ سایہ فگن ہوا الہی

بنا جائے مسکین بھی مداح اونکا
یہ مقبول میرا سخن ہوا الہی

خدا کے پاک نے آپ کو مجموعہ محامد و فضائل بنایا ہے۔ اب یہاں ایک
سوال غاید ہوتا ہے۔ کہ جب ہمارے حضور کا عالی مرتبہ ہے تو زمین پر
قیام پذیر کیوں ہوئے لازم تھا کہ شل عیسیٰ علیہ السلام کے ہمارے آقا ہی
اپنے مرتبہ کے لائق کسی آسمان یا عرش پر جلوہ گر ہوتے اس سے تو عیسیٰ
علیہ السلام کا مرتبہ بڑا معلوم ہوتا ہے۔ اسکا پھلا جواب یہ ہے کہ ہمارے
شیخ المذنبین کو امت کی محبت بغایت درجہ ہے۔ چنانچہ جناب باری

فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ

یعنی اللہ کی شان سے بعید ہے کہ آپ اپنی امت میں رہیں اور امت عذاب میں مبتلا ہو۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش کو اسلام کی دعوت کی اور انہوں نے طرح طرح کی تکلیف پہنچائے اور آپ سے کہتے تھے کہ اگر تم سچے نبی ہو تو آسمان سے پتھر برسے لگئیں حضور تو رحمت العالمین ہیں یہ سنکر آپ کو خوف ہوا کہ مثل اور امتوں کے اس امت پر بھی اون کے سرکشی کی پاداش میں کہیں عذاب نازل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسفی اس آیہ کے نزول سے فرما دیا کہ جب تک آپ ان لوگوں میں ہیں آپ کے وجود و وجود سے یہ لوگ عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ اس لیے حضور نے فرش خاک اختیار فرمایا۔ دوسرا جواب اظہر من الشمس ہے کہ جو پاکہ گران ہوتا ہے وہی جہک جاتا ہے۔ اللہ جل شانہ تمام دیندار بھائیوں کو اور دیندار بہنوں کو توفیق نیک دے کہ احکام خدا کے پابند اور عشق رسول معظم کے مبتلا بنجائیں۔ اور خاتمہ خیر ہو اور بدینہ منورہ کے زرق زمیں بنجائیں۔ وقت آخر جمال النور دیکھتے ہی دیکھتے خاتمہ ہو جائے بقول حضرت بلہار غفر اللہ ذنوبہ

قصیدہ

رسول اللہ آنا وقت آت۔ اجمال اپنا رکھنا وقت آخر

پلانا آ پلانا وقت حشر بہ زیر آستانہ وقت حشر ارے لوگو ٹرھانا وقت حشر لحد تک کہتے جانا وقت حشر محبو تم چھٹا نا وقت حشر خدا را حرم کرنا وقت حشر	گرم سے شربت دیدار ہکو ہمیں لیجا کے کوئی ڈالینا بیل یسین کے نام محمد عیوض کلمہ کے بس نام محمد یالا ارگچی کا پڑھکے صلوٰۃ محمد رحمت اللعالمین ہو
---	--

رہے جب قبر میں بلہا رہتھا
وہاں تشریف لانا وقت آخر

مرا بخت خفتہ جگائے تو ہوتے مجھے اپنا شیدا بناے تو ہوتے یہ بستی ہے ویراں بساے تو ہوتے کبھی درپر اپنے بلائے تو ہوتے مجھے اپنا بندہ بنائے تو ہوتے وہ نور خدا کچھ دکھائے تو ہوتے جناب آپ تشریف لائے تو ہوتے	محمد جو رویا میں آئے تو ہوتے کبھی اپنا جلوہ دکھائے تو ہوتے وزا دل میں تشریف لائے تو ہوتے بھٹکتا نہ میں اس طرح مثل مجنون رہی دل میں حسرت مرے یا محمدؐ اوٹھا کر نقاب اپنے چہرہ و صاب مرے جذب الفت کی کھلتی حقیقت
---	--

مرے خرمین جاں پہ تحقیق حضرت
تبسم سے بجلی گرائے تو ہوتے

بیان فضائل حضرت ابی بن کثیر رضی اللہ عنہ وسلم

سرگروالی قلم نگار نے رقم کی بغیر روایت و واقعات خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر
 بہت تازہ رقم ہیچ کسج اور شمس الودہ خاک۔ اور ہر سطر پر منہج اور غم من کیسہ چاک
 مقام عیرت ہو کہ جس کے واسطے حضرت آدم اور ملائکہ و پیغمبر ہزار عالم عالم ہورین
 آیا ہوا وہ دنیا میں نہ رہی۔ پس اور کوئی اس تیرہ خاکدان وحشت سر میں کیا ارادہ
 قیام کار کتا ہی خامہ زویدہ بیان زانوے نہامت کسر نہیں اوٹھا سکتا کہ
 ابھی حال ولادت خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زبان پر تھا اور کون
 مکان زمین و آسمان آوازہ ہفتیت کا بلند تھا اب واقعہ جگر گداز وفات کس
 زبان سے بیان کرے۔ لیکن جو حدیث نبوی (حیاتا خیر الکفر و مماتاً
 خیر الکفر) یعنی میری حیات بھی تمھارے واسطے بہتر ہو اور ممات بھی
 تمھارے واسطے بہتر ہے۔ ضرور ہوا کہ کچھ حال اس سانچہ قیامت خیز کا بھی
 بیان کیا جائے۔ روایت ہو کہ ہجرت کے دسویں سال آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کو۔
 خاتم النبیین نے اپنے یاروں کے ساتھ عرفات میں دو رکعت نماز ادا کی
 اسی شام کو جب ریل علیہ السلام پھر آخری آیت لائے۔ **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ**
دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا
 یعنی آج کے روز کمال کیا میں نے دین تمھارا۔ اور تمام کی تم پر نعمت اپنی اور
 راضی ہوا میں بھیج کر واسطے تمھارے دین اسلام کو۔

پس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا کہ سفر آخرت کا قریب ہے
بعد از اسے حج کے مکانات آباد اجداد کے ملاحظہ فرما کر احکام دین کی تلقین
فرما کے کلمات حُضرت کے زبان پر لائے۔

قصیدہ

<p>حُضرت ہر کعبہ سے پھر ہم کہاں کہاں یہ ہم جو وہ جان چڑا سہیں بھی و سکی شاہ رخت بید نرات ہو دیکھو یہ نغات رست جدا کعبہ ہر کب یہ بیت بے عین طاہر زیارت گر ملی سیری نہیں حاصل ہوئی خواہش تھی اسکے دید کی جلوہ نہ دکھلایا بھی</p>	<p>جی بھر کے ادسکو دیکھو پھر ہم کہاں کہاں کر لوطوف ایمان ہو پھر ہم کہاں کہاں سچو اسو ایک بات ہی پھر کہاں کہاں ہو لوطوف واجب اس سلب پھر کہاں کہاں کر اسو سلام خشتی پھر ہم کہاں کہاں گردہ نہیں گھر ہی سہی پھر ہم کہاں کہاں</p>
--	--

شاید آئندہ سال میں پھر اتفاق حج کا ہو۔ اس واسطے اس حج کو حجتہ الوداع کہتے
ہیں اور اسی سال میں سورہ اذ احکاء نازل ہوا۔ آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام
سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس جہان سے رحلت کی خبر دیتا ہے۔ تمام صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم یہ سن کر گریہ وزاری کئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اوسے مقام میں درو پچھلایا ہوا چنانچہ تیرہ نمازیں آپ نے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقداس پر پڑیں۔ آخر حجتہ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ
منورہ میں تشریف لائے۔ اہل یقیع اور شہدائے اُحد کے واسطے دعا کرتے

معذرت فرمایا۔ عرض اخذ چار شنبہ کے روز مہینہ خاتون گیسٹری
 حضرت علیؑ علیہ وسلم کی بی بی تھیں۔ دوسرے روز بخار شروع ہوا۔ شنبہ
 میں سینہ زرد و اج مظهرات تیمارداری کو دوائی مین۔ ایک روز حضرت
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں کھان رہوں گا۔ سپون مرضی مبارک سے آگاہ ہو کہ
 عرض کیا کہ جس حکمہ آپ کی مرضی مبارک ہے۔ آخر کار حضرت نے اہل بیت کی
 دست یاری سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف
 لائے۔ اس وقت آپ کو دوسرے روز بخار کی نہایت شدت تھی۔ بقیارحی بار بار
 بستر پر کوٹین بدلتے تھے۔ سر مبارک بی بی عائشہ صدیقہ کے زانوں پر تھا۔ عائشہ
 صدیقہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جسم اطہر از حد گرم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ۔ اے
 عائشہ تمہاری اور میری مفارقت کا وقت قریب آیا ہے۔ بی بی عائشہ نے
 یہ سن کر ایک آہ سرد دل پر دروسے بھریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہ
 صبر کرو۔ کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر ایک کو شریعت موت چکنا ضرور ہے
 اوسکے دوسرے روز جمعہ تھا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دے
 جس وقت صلوات جمعہ کئے آئے تھے ابائے کرام کو بلا کر اذان کے موٹھوں
 پر اتھوڑ رکھکے بہار و شوازی مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کہ مجھ میں
 ضعف کی وجہ سے طاقت نہیں ہے۔ چاہئے کہ۔ ابو بکر نماز پڑھو امین
 یہ سن کر تمام صحابہ بے اختیار رونے لگے کسی میں تاب ضبط کی باقی نہ تھی آخر

آپ نے ہزار دشواری نماز ادا کر کے وصیت فرمائی کہ بھائیو! میں نے
 موافق وحی کے تمکو سب نیک و بد سے آگاہ کیا۔ اب وقت میرا آٹھو
 تمکو چاہئے کہ بعد میرے تمام کاروبار ہو شیار ہی شہ کریں۔ یہ بیٹہ
 صعبا کو یورش غم اور بھی زیادہ ہوا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ۔ یا رسول
 اجکی شب میں نے یہ خواب دیکھا کہ چادر عایشہ کے سر سے اڑ گئی۔ آپ
 فرمایا کہ۔ یہہ نشانی اونکے بیوہ ہونے کی ہے۔ اوسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ۔ عدل
 میرا توٹ گیا حضرت نے فرمایا کہ وہ عدل میں ہوں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے خواب میں ایک ورق کلام
 کا ہوا پر اڑ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ورق قرآن کا میری روح ہے۔ جو تیرے
 سے ہوا ہوگی۔ علی ہذا القیاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا
 رسول اللہ میرے خواب میں میری ڈال توٹ گئی ہے آپ نے فرما
 کہ یا علی سپر تیری میں ہوں۔ توٹا اوسکا گویا میرا اس دار فانی سے جانا ہو
 پھر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا یا جابی چارے خواب میں
 ایک درخت بزرگ گر پڑا ہے آپ نے فرمایا۔ ابے نور العین وہ درخت
 میں ہوں کہ اس جہان سے جاؤنگا۔ جب مسجد سے حجرہ عایشہ میں تشریف
 لائے۔ عایشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے خواب میں میرے گھر کا

ستون گر پڑا ہے۔ فرمایا عایشہ جو عورت یہ خواب دیکھے اوس کا شوہر مرتا ہے۔

حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز شدت مرض میں اپنے خاص اصحاب کو میرے گھر میں بلایا جس وقت اونکو دیکھا۔ نہایت شفقت اور رعایت سے اونکی غربت اور بیکسی پر نظر کر کے فرمایا۔ اے لوگو ہمارے اور تمہارے ایام فراق کے قریب آ پہنچے اور جلدی رخصت ہو اچا ہوتا ہے بنی تمہارا اس جہان سے اصحاب کو یہ سُن کر صبر و استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ جس کو دیکھو ایک سکتے کا عالم تھا۔

الغرض صحابیوں نے پوچھا کہ۔ یا رسول اللہ آپ کب انتقال فرمائینگے فرمایا بہت قریب عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ آپ کو غسل کون دے۔ فرمایا مردان اہل بیت سے جو قریب تر ہوں۔ پوچھا یا رسول اللہ کفن کس کو چاہیے۔ فرمایا یہی لباس جو میرے جسم پر ہے کفایت کرتا ہو اور جو چاہو یعنی بردیمنی خواہ مصری یا اور کوئی کپڑا سفید چلیا یا سیسرو۔ پوچھا یا حبیب اللہ نماز جنازے کی کون پڑھاوے۔ اتنے میں کسی سے ضبط گریہ نہ ہو سکا سب کے سب بے اختیار رونے لگے۔ چنانچہ حالت بھی نہایت شفقت سے آب دیدہ ہوئے اور ارشاد فرمائے کہ

صبر کرو رحمت خدا نازل ہو تم پر اسے لوگو جو بوقت مجھے غسل دیکے کفناؤ گے
 قبر کے پاس رکھکے ایک لخطہ علیہ ہو جاؤ پہلے میرے پروردگار مجھ پر خود آپ
 رحمت خاص نازل فرما دیگا۔ پھر میرے جنازے کی نماز جبریل مع ملائکہ
 مقبرین کے پڑھے گا۔ پھر میکائیل۔ پھر اسرافیل۔ پھر ملک الموت مع اپنے
 اپنے افواج کے۔ بعد اسکے مردان اہل بیت پھر عورات اوسکے بعد تم
 سب لوگ جماعت جماعت آکے میرے جنازہ کی نماز پڑھتے جائیں۔
 اور جو شخص پیروی میرے دین کی کرے اوسکو قیامت تک میرا سلام
 پہنچاتے رہو۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیادت
 کے واسطے جبریل علیہ السلام آئے۔ حضرت نے فرمایا کہ: یا اخئی جبریل
 بعد میرے دنیا میں تم آؤ گے۔ جبریل نے کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم آپکے بعد دس مرتبہ دنیا میں میرا آنا ہوگا اور ہر مرتبہ ایک ایک حسینہ
 دنیا سے لیجا نا ہوگا حضرت نے فرمایا کیا چیزیں لیجاؤ گے۔ جبریل نے
 کہا یا رسول اللہ پہلے مرتبہ۔ گوہر صبر دنیا سے لیجاؤں گا۔ دوسرے بار
 گوہر شرم۔ تیسرے مرتبہ۔ گوہر محبت۔ چوتھے مرتبہ عدل۔ پانچویں مرتبہ
 برکت۔ چھٹے مرتبہ۔ سخاوت۔ ساتویں مرتبہ۔ صداقت۔ آٹھویں مرتبہ۔
 حلال۔ نوین مرتبہ۔ گوہر علم۔ دسویں مرتبہ۔ برکت قرآن مجید کی۔ جب
 دس چیزیں دنیا سے اٹھالے جاؤں گے۔ تب آثار قیامت کے ظاہر ہوں گے

پھر حضرت جبریلؑ میں سے پوچھا۔ یا انجی جبریلؑ حال میری امت کا بعد سے
کیونکر ہوگا جبریلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے
حبیب سے کہو کہ وہ اپنی امت کو میرے حوالے کر دیں۔ میں اون کا
محافظ رہوں گا۔ اور قیامت کے روز پھر صحیح و سلامت اوسکو تیرے
حوالے کروں گا۔

روایت ہے کہ ایک روز جبریلؑ علیہ السلام حضرت خواجہ عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کئے کہ خدا کے
تعالیٰ بعد سلام اور خیریت پرسی کے فرماتا ہے کہ اگر مرضی مبارک آپ کی
ابھی دنیا میں رہنے کی ہے تو کچھ مشکل نہیں شفا کے کامل عنایت کروں
ورنہ اپنی جوار رحمت میں جائے آسائش کی تجویز کروں۔ حضرت نے
فرمایا مزاج تو بہت ناساز ہے مگر۔

قصیدہ

بھر حال تیری رضا چاہتا ہوں
جہاں تو ملے وان ملا چاہتا ہوں
گدا تیرے در کا بنا چاہتا ہوں
کمان ابرو خانہ کیا چاہتا ہوں
تری زلف میں جا بچھنا چاہتا ہوں

نہ مہر و وفا نہ جفا چاہتا ہوں
نہیں مجھ کو حاجت ہی دیر و حرم کی
شرف جانکباد شاہی سے بہتر
نظر کا مجھے تیرا لگا ہے کاری
وہ منہ دیکھ کر بس رات دن بخش بخش ہوں

سیری جان ایمان تجھ سے قربان تو لے یا نہ لے میں دیا چاہتا ہوں

شدت مرض میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بی۔ بی فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور اپنے پاس بٹھا کر فرمایا کہ۔ اے نور چشم راحت تیاں فاطمہ۔

قصیدہ

سندہ اللہ کہلاتے ہیں ہم جو حقیقت ہر ہماری کیا کہیں
وہ ہونڈتے ہیں جبکہ حق کی فات کہیں گلشن ہو چو اپنا کیا عجب
صورت آدم نظر آتے ہیں ہم آہ بس کہنے کو شرارتے ہیں ہم
آپ خود اپنے تئیں پاتے ہیں ہم عشق میں بس گل بہ گل کہا تو ہیں ہم
ہر جہان جاناد ہیں جاتے ہیں ہم ہر سے مطلب نہ کہتے سے عرض

حضرت سید نے یہ سنکر رونا اڈوایا شروع کیا۔ اور کہا افسوس اب مدینہ ویران ہوا۔ انصار و اصحاب یہ حال سنکر نہایت حیران و سراسیمہ ہو گئے۔ اور جوق جوق اگر گرد مسجد نبوی کے جمع ہوئے۔ اور گریہ و زاری سے شور مچھڑپا کیا۔

قصیدہ

دل گئی ہم وقت میں شاہ کتب وین فیما وین وں آسن کیسی کا حال اپنا کسکو تا وین فیما وین وں
تم بن نہیں ہو کوئی وسیلہ و نہ جہان میں چاں خادم تمہاری کہلا کر اب ہم کیلے کہا وین فیما وین وں

<p>چال نہ افسوس افسوس کسکد کہاؤں غریبوں کو کوئی کہاں ہو متساوی سیکہ سکد بلاؤں میں روئے ہم گر لاکھوں طرح میں غلامی میں نفت نبی میں جلتی قلم ہم کہ نہ کارخانہ میں</p>	<p>بارگاہ سبب الہام اگھر ارشاد والا دل کا حال الکا ہی جان لگی ہو ہم کو ہر کون وہ جو دیو آدم بن ہم نکسوں کی دنیا و دوسم بھری نصرت پاؤں میں</p>
---	---

حضرت ختم المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماؤ وزارت میں اٹھا ہونکی منکر
بہزار دشواری مسجد میں تشریف لائے اور بلال کو حکم دے کہ کوچہ و بازار
میں منادی کر دو کہ وصیت واپسین سے کوئی شخص محروم نہ ہو۔ بلال روتی ہوئے
یہ نیچے ہر بازار کو چہ میں آواز دے کہ اسے لوگوں آج نبی اخلاص کی آخری وصیت
ہی جو کوئی یہ آخری وصیت سنا چاہتا ہو وہ مسجد نبوی میں جلد حاضر ہو جا۔
نہیں تو پھر یہ رسول کہاں اور یہ وصیت کہاں۔

پس تمام مسلمان یہ خبر سنتے ہی اپنے دوکانین چھوڑ چھوڑ کر زن و مرد
روتے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے۔ اس قدر خلقت جمع ہوئی کہ صحن
مسجد میں کہیں قدم رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ سید عالم مسا و ملک عدم
نے بعد حمد و سپاس حق تعالیٰ کے فرمایا کہ اے بھائیو! درو اور پور سے
اور اطاعت کرو اپنے رب کی نفس مارہ کی پیروی مت کرو کہ یہ بہت
بری بلا ہے دیکھو آخر سب کو ایک روز فرما ہے

<p>ہم کہتے تھے کہ بدین غسل نفسانی</p>	<p>جنسہ کیون دلا ایک نصیحت بھی نہ تو مانی</p>
---------------------------------------	---

موت پر پرسی اسے خود غلطی کرانی تو بعد مصیبت آلودہ و نافرمانی

شرم بادت ز خدا تائے ازین نادانی

جب دنیائے بھالیا پر زبیں الفت دست دیکے آئینہ میں دیکھی نہ کہی صورت دوست
مبتلا جرم کا ہر چہوڑ کے بس طاعت دست ہمہ شب خفتہ و غفل شدہ از حجت دست

روزِ نادر طلب عشرت و ہم عصیان

ہر حباب اپنی حیات اکا بھر سہم سبب کی شہرہ بند کیلئے اسے ہمہ
سایہ کی طرح جوانی کا ڈھلیگا عالم چند گوئی کہ بہ پیری لاسم و طوبہ کٹھ

چہ کنی گربہ جوانی بہ اجل درمانی

کیسے کیسے تھے تیرے بزم میں گارو و سوسند موت و گردیا و ن سبکو زمین کا پیونا
نواب غفلت میں یہ آرام کریگا تا چند ہمنشین تو بس زیر لہجہ خاک شا

چشم عبرت بکشا خواجہ اگر انسانی

گور کی فکر نے کی قلب کی خشک دہنی ساری دنیا نظر آنے لگی سونی سونی
چلایا گور غریبان پہ بعد محرونی بر سر قبر یکے رستم و گفتم جوئی

گفت احوال چہ پرسی چو توانی دانی

ہنسکے ہستی پہ کمال فنانے پوچھا عیش و آرام میں اللہ کو تو بھول گیا
عالم فانی پہ بے فکر ہے کر کے تکیہ اگر از دایقت الموت خبر نیست ترا

کہ تو بے ہوش و بین عالم نہ گردانی

دشمنی الفت دنیا کا زہ یوں پائید	پاس انھاس کے پہنچا دی سرِ سرش کمنہ
کسی عارف نے کیا ہے باواز بلند	جا میا واقف دم باش غزیران فتنہ

ترک دنیا مکن آخر کہ تو ہم مہمانی	
----------------------------------	--

اسکی بعد فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث اِنِّیْ تُرِکْتُ فِیْکُمُ التَّقْلِیْدَ کَلَامِ اللّٰهِ وَ
 بَعْدِیْ تَحْقِیْقُ مِیْنِ چھوڑا تم میں دو چیز ایک کلام اللہ دوسری اہلیت میرا سلی کہ عمل کرو تم کلام اللہ
 اور دوسرے کہ تم اہلیت میرے حضرت اہلیت مراد جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مراد ہے چنانچہ اس بارہ میں حدیث شریف ہے
 روایت کرتے ہیں۔ سَعْدُ ابْنِ ابِی قَاضٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
 رَقَالَ لِمَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآیَاتُ نَدَّعَ ابْنَاءَنَا وَابْنَاءُكُمْ دَعَا
 رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ عَلَیْہَا
 وَفَاطِمَتَہٗ وَحُسَیْنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
 عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَللّٰہُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ رَوَّاحُ مُسْلِمٌ۔

یعنی نازل ہوئی یہ جب آیت	ندّع ابناؤنا کی سب آیت
شاہ لولاک نے یہ فرمایا	فاطمہ اور علی کو بلوایا
اور حسین کو بھی ساتھ بلا	جمع چاروں کو ایک جگہ کیا
پھر یہ کہنے لگے وہ ماہ عرب	یہ میرے اہل بیت ہیں یا رب
فاطمہ حسن حسین علی	ہیں بلا شک یہ اہل بیت نبی

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت مگر پنج تن ہوئے
جو محبوب بنی ہے اوسکو آپ کے اہل بیت کی محبت لازم ہے۔ خداوند کریم
پنج تن کے عشق و محبت میں غم سب کر دے بقول مولف۔

<p>محببت جو رکھتا ہوں میں پنج تن سے لحد میں وہ تشریف لائے ہیں سنکر ذرا جلوہ اپنا دکھا دو محمد میں عاشق ہوں تیرا تو معشوق میرا غم ہجر احمد میں آنکھوں سے میرے اٹھو نگاہیں جسوقت مرقد سے اپنی لحد میں بھی لکھنے کو لغت ہمیں محمد کے کوچہ میں رکھ دینا لاشہ بسا ہے یہ تن عطر حب بنی میں گنہگار خادم میں تیرا ہوں آقا ستانا چلانا گڑا مارا ولانا مقدر کہاں ایسے میرے تھے خالق مرا افضل تھا جو تلامیے ہیں آقا یہی لوگ کہتے ہیں اشعار سنکر</p>	<p>ہوں آزاد محشر میں پنج تن سے میری جان نکل کر چلی میری تن سے ندامت پہ ہوتا ہوں میں جان تن سے نہیں مجھ کو الفت کسی گلبدن سے روان ہریہ دریا بڑے جوش زن سے صدائے محمد رسی کی دہن سے میرے ہاتھ نہ لکھنے میرے کفن سے نہیں مجھ کو حاجت ہو گور و کفن سے نہ عنبر کی خواہش نہ مشک ختن سے اٹھاوے نہ کوئی ترے انجن سے یہ قسمت نے سیکھا ہے چرخ کہن سے مدینہ جو لیجا تے مجھ کو دکن سے چلا سوئے شرب نکل کر وطن سے بہکتی ہے بوسے محبت سخن سے</p>
--	--

میں تحقیق مبل ہوں شریک مٹنا

ہنیں مجھ کو جاہت و کن کچن سے

پس بعد وصیت کے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ۔ اگر کسی کو تہہ سے اندازہ ہو چکی ہو آج ہی بے تکلف ظاہر کرے کہ ابھی انتقام اوس کا ممکن ہے تاکہ میں خاطر جمعی کے ساتھ ملک بقا کو روانہ ہو جاؤں۔ اور یہ خیال نہ کرے کہ انتقام لینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نامناسب ہے کس واسطے کہ شہادت عقبی سے رسوائی دنیا کی بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں منافق ہوں اور کسی نے عرض کیا کہ میں کثیر النعم ہوں آپ نے سب کے لئے دعا فرمائی خیر فرمائے۔ اتنے میں عکاشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضرت نے ایک منزل میں بے سبب میری پٹیہ پر تازیانہ مارا تھا مجھ کو انتقام اس کا ہرگز منظور نہ تھا لیکن ہر گاہ حضور نے اس قدر اصرار فرمایا ہے تو اظہار اور کا ضرور ہوا۔ آپ نے فرمایا رحمک اللہ یا عکاشہ انتقام چاہا ہے اوس نے عرض کیا بہتر یا رسول اللہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا کہ فاطمہ کے گہر جا اور وہ تازیانہ اکثر لڑاؤ میں ہمارے ساتھ رہتا ہے اٹھا لا۔ بلال افاقان و خیران صد گوئیہ بقرار اسباب جینے سے پیرا روتے ہوئے جناب سیدہ کے گھر سے۔ وہ تازیانہ حضور میں لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تازیانہ عکاشہ کے حوالہ کیا اور صحن مسجد میں پٹیکر فرمایا۔ اس عکاشہ رحمت خدا کی نازل ہو چھپرے پر ہو

و رعایت اپنا انتقام لے۔ تمامی اصحاب و انصار اور اہل بیت یہ حال
 دیکھتے ہی تھمرنے لگے مسجد میں ایک زلزلہ سا پڑ گیا حضرت ابو بکر صدیق
 اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہتے تھے کہ اس عکاشہ
 مزاج شفیع عالم۔ مسافر ملک عدم کا چند روز سے سخت علیل ہے عیوض ایک تازیانہ
 کے دو دو سو تار تار پہکوار اور آپ کو اس تکلیف سے معذور رکھے علی ہذا القیاس
 دو نو شانہ اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مضطر و گریان
 فرماتے تھے کہ اس عکاشہ ہمارے نانا بسبب بیماری کے بہت ضعیف
 و ناتوان ہیں۔ ایک تازیانے کے عوض ہزار ہزار تازیانے ہم کو مار اور ہمارے
 جد بزرگوار کو اس حالت رنجوری میں مت تکلیف پہنچاؤ سنے عرض کیا
 صاحب زادو امر انتقام غیر شخص پر منتقل نہیں ہو سکتا۔ پس حضرت سید عالم
 رسول مکرم نے فرمایا۔ اسے عکاشہ اپنا کام جلد تمام کر مبادا اجل فرصت نہی
 ایسا نہو کہ پھر کچھ مواخذہ عاقبت پر باقی رہے۔ عکاشہ نے عرض کیا۔ یا
 حبیب اللہ میں اوس دن برہنہ تن تھا۔ اور حضور اس وقت پیر ہن پہنچے
 ہیں حضرت مصلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فی الفور پیر ہن جسم مطہر سے علیحدہ فرما دیا
 تمام اہل محفل اس وقت ہنجر سے روتے روتے بیہوش ہو گئے۔ اور ملائکہ
 مقبرین میت سے تھراے۔ ان عرض عکاشہ اٹھا اوبسا ہر نبوت
 خاتم رسالت کا بوسہ لیکے عرض کیا۔

تمپہ ہر زیار رسول اللہ	مین ہوں ملہا زیار رسول اللہ
حال اظہار زیار رسول اللہ	کیا نہیں آپ کو میرے دل کا
مت ہو زیار زیار رسول اللہ	آپ کا ہوں میں مجھ سے بھر خدا
تم ہو محنت زیار رسول اللہ	پر خطا ہوں سزا دو جو چاہو
تم ہو سدا زیار رسول اللہ	جو کہ چاہو کرو تمھارا ہوں
عاشق زار زیار رسول اللہ	ہے دل و جان سے آپ کا حافظ

اور رکھا کہ یا حبیبی۔ آرزو میری یہی تھی کہ دم واپسین ایک مرتبہ اس
مہربنوت کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں پس انتقام کے حیلہ سے
میں نے یہ دولت حاصل کی۔ ورنہ جناب اقدس نے نہ کہی ہی مجھے
تازیانہ مارا اور نہ یہ غلام مجال انتقام کی رکھتا تھا۔ آپ نے عکاشہ کے
حق میں دعائے خیر فرما کے۔ دولت سر امین تشریف لائے۔ ایام مرض
میں بلال ہر روز نماز پنجگانہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیتے

تھے۔ آپ مسجد میں تشریف لاتے۔ اور نماز جماعت ادا فرماتے۔
میں عشا کے وقت بلال حجرہ کے دروازے پر جا کر بکارے۔ اَلصَّلَاۃُ
بَارِسُوْلَ اللّٰہِ۔ طالب وصال خدا عازم ملک بقاشت مرض کے
سبب سے باہر تشریف نہ لاسکے۔ فرمایا۔ ابوبکر سے کہو نماز پڑھاؤں۔
عائشہ صدیقہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرا باب کثیر الخرن اور بڑا

تیمش القلب ہے آپ کا مقام خالی دیکھ کر تاب نہ لاسیگا۔ پھر حکم ہوا کہ ابوبکر
نمائندہ پڑاؤ میں غرض بلال سر پر لالہ یہ حکم سنکر زار زار روتے ہوئے واپس
ہوئے اور کہا کہ اسے کاش میں پیدا نہ ہوتا۔ یا پہلے ہی مرجاتا تو اپنے
اقا کا یہ حال جبکہ روزانہ آنکھوں سے دیکھتا۔ اب بفریق رسول اللہ
میں کیونکر جیونگا۔ اور کس طرح سے دلوں کو صبر و دوں گا۔ آخر گو گو بلال نے
حکم نبوی سے صدیق اکبر کو مطلع کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز
کے واسطے کھڑے ہوئے۔ جبوقت مقام خیر الانام کا خالی دیکھا ضبط کر کے
نکریں سکے بے اختیار رو رو کر کہتے تھے۔

کجائی اسے سچ من کجائی
لگا ہی کن جندار ابر بگائی
رخسہ یا نبی اللہ رحمہ
ضعیف و ناتوان وزارت کے
زنجیرت سینہ ام افکار تاکے
زنجیر و ناچار اف نیشینی
طیب دل نواز من کجائی
بین سوز و گداز من کجائی
بفرق خاک رہ بوسان قدم نہ

بہر دم از تپ در و جدائی
چو داروے ہمہ در و جدائی
موجود مجھو ری برآمد جان عالم
حسنتہ دل بیمار تا کی
خلیبہ
تو آخر رحمت اللعالمینی
تو اے دانائے راز من کجائی
تو اے سامان و راز من کجائی
ز جھوٹے در معین جسم نہ

<p>خلیل تو گرفتار بلا ہست لبت ہر دروہر غم را شفاست بدہ دستی زیافت دگان را بس تا این غم دور و بلا ہا شم بمل ز تیغ ہجر شاہا تو ابر حسمتی آن بہ کہ گاہی</p>	<p>بزرختم دل ز غم بتلاہست چو دستت یا بنی دست خداست مکن دلدارے دل دادگان را جنہرداری حلال ماگداہا فنا ہا شم آما شم آما کنی بر حال لب خشکان نگاہی</p>
--	---

شعر

<p>در نمازم خم ابرو سے تو چون یاد آمد فریاد و زاری اصحاب کی جس وقت سماع مبارک میں پہنچی آنکھیں کہو دین اور بی بی فاطمہ سے دریافت کیا کہ اسے قرعہ العینی یہ کیا شور ہے۔ عرض کیا کہ بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان۔ جملہ صحابہ آپ کی فرقت میں تڑپ رہے تھے۔ ہو کر گریان یہ عرض کر رہے ہیں۔</p>	<p>حالتی رفت کہ محراب بفریاد آمد</p>
--	--------------------------------------

قصیدہ

<p>ہم احمد کا در چھوڑ کس در پہ جاوین ہمارا نہین دین و دنیا میں کوئی جمال مبارک دکھاؤ خدا را نہین چین دیتی جدائی تمہاری</p>	<p>پس ونگے کہا کر کس کے کہا دین کہو حال دل اپنا کس کو سنا دین سرشک اپنے آنکھوں سے بکتا پائین ہم اس غم سے جان اپنی کیونکر بچا دین</p>
--	--

سب بھالو ہمیں تاکہ گرنے نہ پادیں	رسول خدا آپ جلدی خبر لو
نہیں آسہ پاس پھر کس کے جاوین	تمہاری سوا ہم کو کونوں و مکانین

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا یہ حال سنکر افتخار و خیران پھر مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ تمام صحابہ کو دالسا دیکر فرمایا کہ۔ اے لوگو کوئی پیغمبر اپنی امت میں ہمیشہ نہیں رہا۔ اور میں بھی نہ ہوں گا۔ قریب ہے کہ تم سے جدا ہو جاؤں گا خدا تمہیں صبر دے۔ اور تم کو خدا کے سپرد کیا۔ روایت ہے کہ ایک دن خلاصہ موجودات خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کرم اللہ وجہہ کے زانوں پر سر مبارک رکھ کر انکھیں بند کر لیں۔ اور رنگ چھوہ نورانی کا متغیر ہو گیا۔ فاطمہ زہرہ نے کہا۔ وَاَلَا اَبْنَا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر کہا یا جان فاطمہ کی جان آپ سے زرا آنکھ کھولے۔ اور زبان سے کچھ بولے۔ جب جواب نہ پایا۔

اشعار

گجائی اے پدر آخر گجائی	ز حال من چنین غافل چائی
بمردم از قیام در جدائی	بکن رُحمی حذر از ابر بکائی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ فاطمہ الزہرہ کو بیقرار پر پاس بلایا اور اپنے سینے سے لگا کر فرمایا۔ خداوند تو فاطمہ کو صبر دے۔ امنی میں

دو نو صاحب زاوے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر ہوئے
 اور وہ برگ گل سار خارون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے
 مبارک پہ ملتے اور عرض کرتے تھے کہ جد بزرگوار آپ کی مفارقت سے ہمارا
 کیا حال ہو گا۔ بعد اچکے ہمارے مان اور باپ کی کون نچواری کرینگا
 ازواج مطہرات اور صحابیوں کے رونے سے زمین و آسمان کانپتا تھا
 آپ نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ لوگو صبر کرو۔ خداے تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ یعنی صابرون کے ساتھ اللہ ہے یہ فرمایا
 آپ نے بھی خوب سارویا۔ ام سلمہ نے پوچھا یا رسول اللہ آپ معصوم
 ہیں۔ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ امت کی ہجراںگی
 اور بیکسی پر روتا ہوں۔ بی بی فاطمہؓ نے پوچھا اس پر مہربان تھی
 کے دن میں آپ کو کہاں پاؤں گی۔ فرمایا۔ جنت میں لو اسے حمد کے
 نیچے آمرزش امت کے واسطے دعا کرتا رہوں گا۔ عرض کیا کہ اگر ملے
 پاؤں۔ فرمایا پل صراط کے پاس امت کی نجات کے واسطے رہا ہے
 خیر کرتا رہوں گا۔ کہا جو وہاں بھی زیارت نصیب نہ ہو۔ فرمایا میزان کے
 قریب ثقل اعمال امت عاصی اور دوزخ کے درمیان میں حائل رہوں گا
 اور کسی پر آنچ نہ آنے دوں گا۔ پوچھا اگر وہاں بھی ملازمت حاصل نہ ہو۔
 ارشاد ہوا کہ کنارے حوض کوثر کے تشنہ گامان امت کو پانی پلاتا

رہو لگا۔ یہ شکر بی بی فاطمہؓ نے کہا الحمد للہ میرا باب ہر جگہ ہر حال میں شفیع گنہگار ان امت ہے۔ ساتھ ہی محبت دیاس آنکھیں ڈٹا یا گئیں۔ آہ مجھو ایسا پیارا نبی ہمارا اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ پھر ہم گنہگار ان امت کو کیونکر تاب فرقت آئیگی۔

روایت ہے کہ دو روز تک جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے واسطے جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور مزاج کا حال پوچتے تھے۔ ایک روز حضرت نے جب رسول سے کہا اے جب رسول میری عمر نو سال کی تھی تو سٹھ سال کیسے ہوئے۔ جب رسول نے کہا یا رسول اللہ ستائیس سال آپ کی عمر کے معراج شریف میں گزر گئے تیس دن جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھڑکے اور عرض کئے کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ کو اب فرقہ پڑے ہرگز گوارا نہیں۔ آج ملک الموت کو سزا دیں میں بھیجے کہ راجازت ہو تو حضور میں حاضر ہو نہ فرمایا کہ آ۔ پس حضرت جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آبدیدہ ہو کر بخاطر ملول و محزون الوداع الوداع کہتے اٹھے۔ اور کہا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج سے پھر اتفاق دنیا میں آئینکا نہ ہوگا۔ میرا آنا جانا دنیا میں صرف آپ کے واسطے تھا جواب ختم ہو گیا۔ قدمبوس ہو کر گئے۔

الفراق اے حق کے پیارے الفراق	والی و حاجی ہمارے الفراق
------------------------------	--------------------------

پاس تیرے کیونکر آؤں و اس کے
جان جاتی ہے تیرے فرقت میں کا
دور مت رکھو خدا کے واسطے
ایکلی فرقت میں اب دل تنگ ہے

اے میرے آنکھوں کے تاروں الفراق
لے خرق کے ڈلا رہے الفراق
اے نبی برحق ہمارے الفراق
احمد کس کو پکارے الفراق

الغرض ملک الموت نے آستانہ نبوی پر آکر کہے اسلام علیک
اہل بیت النبوة و معدن الرسالت۔ اجازت دیجو حاضر ہوؤں۔ اس وقت
بی بی فاطمہ حضرت کے سر پر ہاتھ میٹھی تھیں۔ جب کہ رسول اللہ
شاید امراض میں مبتلا ہیں اس وقت ملازم ہوئی۔ مکررا ذون طلب کیا
وہی جواب پایا تیسرے مرتبہ کہ ایک بلند آواز سے اجازت چاہا جس سے
تمام مکانات گونج اٹھے سننے والوں کا دم ہیٹ سے کلش گیا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کھول کر دریافت فرمایا کہ کیا
فاطمہ نے عرض کیا کہ۔ بابا جان ایک اعرابی دردمند ہوتا ہے پرہر سہ
اجازت اندر آنے کی چاہتا ہے۔ ہر چند عذر کرتی ہوں نہیں مانتا
آپ نے فرمایا اے فاطمہ یہ یہ ملک الموت ہے۔ مٹانے والا لذتوں کا
لوٹنے والا راحتوں کا۔ یتیم کرنے والا فرزندان کا۔ بیوہ کرنے والا
عورتوں کا۔ بی بی فاطمہ یہ کس عسکر روئے لکین۔ جناب سید المرسلین
نے فرمایا۔ جان پدر مت رو۔ تیرے رونے سے حاملان عرش

روتے ہیں۔ پھر ملک الموت کو اندر آنے کی اجازت دیا۔ غرر امیل
 علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ حق تعالیٰ مجھے آپکا
 فرمان بردار کیا ہے۔ اور حکم ہے کہ بلا اجازت متبغض روح نکروں۔
 اگر حضور نجوشی تمام اجازت دین تو بہتر ہے۔ ورنہ اسطرح واپس عیلا
 جاؤں ارشاد ہوا۔ کہ جبرائیل کو کہاں چھوڑا۔ عرض کیا آسمان و نیابہر
 اوسکے پاس باوا کے تعزیت آتے ہیں حضور کی عزاداری میں مصروف
 ہے۔ اس اثنا میں جبرائیل امین حاضر ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ اے جبرائیل تم نے ایسے وقت میں مجھے تنہا چھوڑا۔ اب سفر
 آخرت درپیش ہے کوئی تردہ ایسا سناؤ کہ جس سے خاطر میری مطمئن
 ہو جا۔ عرض کیا یا رسول اللہ باغ جنت آراستہ اور آتش و فرخ
 افروز سب میرا آستہ جلوہ افروز ہے حضور کے منتظر ہیں۔ اول
 روز جس پہلی ساعت قیامت کے دن منظور بارگاہ احدیت ہوگی
 وہ آپ ہونگے۔ اور خدا تعالیٰ آپکی ملاقات کا از حد مشتاق ہے
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ اے جبرائیل یہ سب کچھ ہے
 مگر بچے ہر دم امت کا ملال ہے اور ہر وقت یہی خیال ہے کہ قیامت
 کے دن اُنکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ جبرائیل حضور احدیت میں عرض کیا
 یا اے تعالیٰ میں نے سب اشارتیں تیرے حبیب کو سنایا لیکن غلط

اقدس اہلبک مطمئن نہیں کچھ اور مژدہ چاہئے جس سے مزاج عالی مسرور
 اور مطمئن ہو۔ حکم ہوا کہ میرے حبیب سے بعد سلام کے کہو کہ آپ کی امت
 کا کوئی شخص اگر تمام عمر جرم و عصیان میں آلودہ رہے۔ اور موت سے
 ایک سال پہلے توبہ کرے سب گناہ اور سکے بخشو گا۔ حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔ موت کا حال کسی کو معلوم نہیں شاید کہ ایک برس
 پیشتر توبہ نصیب نہو۔ ارشاد ہوا ایک مہینہ پہلے توبہ کرے۔ فرمایا ایک
 مہینہ اور ایک ہفتہ یا ایک دن یا ایک ساعت بھی بہت ہے۔ شاید
 توبہ میسر نہو۔ آخر خطاب ہوا کہ اگر آپ کی امت سے کسی نے تمام عمر
 فسق و فجور میں گزاریا ہو مرتے دم آنکھوں سے اشک بجائے اور
 اعمال اپنے یاد کر کے پشیمان ہو اور سکے بخشو گا۔ اگر پشیمان بھی نہ ہو
 ایک شفاعت سے نجات دے گا۔ بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ۔ اے جبریل اب تین باتوں کی مجھے اور آرزو ہے۔ امیدوار ہوں
 کہ میرا رور و گار وہ بھی قبول فرمائیگا۔

اول یہ کہ میری امت پر شامت گناہ سے دنیا میں عذاب نہو۔ دوسری
 یہ کہ قیامت کے دن میری شفاعت عاصیانِ امت کے حق میں قبول
 فرمائیے۔ تیسری یہ کہ ہر حقے میں دو مرتبہ امت کے اعمال سے اطلاع
 پائا ہوں۔ کیونکہ مجھے اپنی امت کی مفارقت کا ہرگز تحمل نہیں پڑا اور مجھے

اعمال نیک سنو نگا تو اونکے نامہ اعمال میں ایسا لکھاؤنگا کہ کہی مٹ نہ سکے گا۔ اور اگر اعمال بد دریافت ہونگے تو دعا اور استغفار کر کے اونکے نامہ اعمال سے محو کراؤنگا۔ حضرت جبریل امین گئے اور جناب احدیت جلشانہ سے خبر خوش لائے کہ حق تعالیٰ آپکی یہ تین باتیں بھی قبول فرمایا۔ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا کہ اب میرا دل محفوظ ہوا خاطر مطمئن ہوئی۔ اسے غر ایل اب اپنا کام کر۔ غرض غر ایل بموجب حکم کے قبض روح پر فتوح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف ہوئے۔ شدت جان کنی اور سکتا موت کی اس قدر تھی کہ رنگ چھوہ مبارک کا کبھی زرد اور کبھی سبز ہوتا تھا۔ اور ایک پیالہ پانی کا سامنے رکھا تھا بار بار اپنے منہ پر پانی میں ہاتھ تر کر کے ملتے تھے۔ ملک الموت سے پوچھا کہ آیا جان کنی میں اس قدر تکلیف اور ون پر بھی ہوتی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ جس قدر تکلیف اور ون پر ہوتی ہے۔ اس کا عشر عشر بھی آپکے واسطے نہیں ہے۔ یہہ سنتے ہی آبدیدہ ہو کر فرمایا (یا اُمّتک) اسے غر ایل جتنی تکلیف اور شدت نزع روح کی میری امت پر ہوگی آج وہ تمام اونکے عوض مجھے تمام کر۔ تاکہ میری امت ناتوان اس رنج و اذیت سے محفوظ رہے۔ روحی فدایا رسول اللہ۔ ایسی سخت حالت میں بھی

آپ کو ہمارا خیال ہم قہرین حال رہا تو زبان ہمارے مانباپ اور تصدق ہمارے
اولاد۔ ہم کس منہ سے آپ کی اس محبت اور شفقت کا احسان مانیں بخیر
ذات والا دارین میں کوئی ہم گنہگاروں کا سہارا نہیں۔ بجز آپ کی
شفاعت کے ہم گنہگاروں کی نجات مشکل ہے مصروع گل ہین تو
تمہارے ہین گر خار تمہارے۔

قصیدہ

اب دکھا دو قدم یا شفیع الاعم
ہم رہیں چشم غم یا شفیع الاعم
کیا کریں جاہ و جسم یا شفیع الاعم
آملو ایک دم یا شفیع الاعم
اپنا ہم درد و غم یا شفیع الاعم
ہوں یہ ہر وہ قدم یا شفیع الاعم
اینگے پشت خم یا شفیع الاعم
رہتے گرم قدم یا شفیع الاعم
جائی تن سے یہ دم یا شفیع الاعم

کیجے فضل و کرم یا شفیع الاعم
محو نظارہ ہر دم سے عاشقان
کوئے والا کی ہم کو گدائی لے
تاب و فرقت کی و لگو نہیں تاب
کو لسان وہ آئینے گاتے کہیں
عاجزوں کی تمنا ہی بس آپ سے
جان لو بار عصیان سحر میں ہم
یوں نہ کھاتے تھے سحر الم آپ کا
آرزو ہی تمہیں دیکھتے دیکھتے

عزرائیل نے عرض کیا۔ یا شفیع المذنبین آپ اسکا کچھ غم نقرہ ماری جس
طرح ماور مشفقہ سوتے لڑکے کے منہ سے پستان نکال لیتی ہے۔ اسی

طرح آپکے است کی روح باسانی مستبض کرونگا۔

روایت ہے کہ ایام مرض میں۔ عایشہ صدیقہ کے پاس چھ سات
دنیا رسوخ باقی تھے کہ سب فقر اور مساکین کو دے ڈالے۔ اور نزع
روح کے وقت گھر میں چراغ کا تیل نہ تھا۔ ام المؤمنین عایشہ صدیقہ
نے ایک مہمسے سے فرمایا کہ اگر تیرے گھر میں تھوڑا سا تیل ہو تو
لاکہ سلطان دین مبین اور شمع شرح مبین اس وقت حالت نزع
میں ہیں۔ اور حالت نزع روح میں سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا بی بی عایشہ صدیقہ کے زانوں پر تھا۔ ماتھے آسمان کے طرف اٹھا
فرماتے تھے کہ **هُوَ الرِّقِيقُ الْاَحْمَرُ**۔ ایک بارگی روح پرستوج قالب پاک
سے پیروں کے سوے خلدیرین حضرت ہوئے۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا
اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ** پر اے مسلمانوں اب جو حالت اس وقت
بی بی عایشہ صدیقہ اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تھی عرض
کرنے کا پارہ نہیں حضرت سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
وامیلا و امصینا فریاد کرتی تھیں۔ اور رورور کر فرماتی تھیں کہ۔ باباجان
دعوت حق کی متبولی آپ نے۔ باباجان جنت الفردوس کو سد ہلا
آپ نے۔ باباجان آپ کے موت کی خبر جبریل کو کون پہنچاے گا
باباجان وحی الہی اب کسکے پاس آئیگی۔ امنوس اب حسنین کی پاس

اور مجھ فاطمہ کی غمخواری کو ن فرمایا گیا افسوس اب جبریل میرے
گھر کا ہیکو آئیگا۔ بار خدایا مجھے اپنے باپ کے دیدار سے کسی وقت
محروم نہ کر۔ بی بی فاطمہ اسی طرح تازہ زندگی فراق پدرین گریان اور
مالان رہ کر وصال پدر کے چھ مہینے بعد آپ بھی جام موت کا نوش
فرمایا۔ بی بی عایشہ صدیقہ زہرا فرماتی تھیں کہ۔ افسوس۔ وہ نبی آخر الزما
جس نے درویشی کو تو نگری پر چستیار کیا تھا۔ اور امتِ عاصی کے غم میں
ایک شب بھی باطمینان نہ سویا تھا۔ اور ایک دن بھی نانِ جوین آسودہ
ہو کر نکھایا تھا۔ گوہرِ دندان سنگِ جفا سے شہید ہونے پر بھی سوا
صبر و شکر کے کچہ زبان پر نہ لایا تھا۔ آج اس دنیا سے راہی ہو کر جنتِ انور
میں مقام کر گیا۔ تمام اصحاب جو مسجد میں معتکف تھے۔ اہلبیت کے
روشنے کی آواز سنکے سر اسیمہ ہوئے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی بعضی
کی حالت میں خاموش۔ اور بعضے اختلالِ حواس سے از خود فراموش
حضرت عثمانؓ زبان سے کچہ کہہ نہیں سکتے تھے۔ سکتے کی حالت میں
ہر ایک کا منہ تکتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر روتے ہوئے آئے
چہرہ مبارک سے ردا اوٹھا کر مشیانی کو بوسہ دیا اور کھیا۔

ہائے یہ چشمِ خدا میں یہ محبت کی نظر
اب کہاں پاؤں کہ نظارہ کروں شامِ شام

ہائے یہ گیسوئے اظہر یہ رخِ رشکِ فخر
ہائے یہ عارضِ وشن یہ حسینِ انور

حیف چشم زدن صحبت یار آخرت
رو بگل سیر ندیدیم بچار آخرت

نماک غربت کی اڑانیکو ہمیں چھوڑ گئے
ریح و غم بھوک مین کہا نیکو ہمیں چھوڑ گئے
دشت پر خار بھانیکو ہمیں چھوڑ گئے
رات دن اشک بھانیکو ہمیں چھوڑ گئے

حیف چشم زدن صحبت یار آخرت
رو بگل سیر ندیدیم بچار آخرت

اسکے بعد کہا اے خدا اپنے حبیب کو میرا سلام پہنچا اور اسے حبیب صلیق
اپنی خدا کے پاس جلد بلا۔ حضرت علی بار بار قدم چومتے اور کہتے تھے۔

اشعار

اے نگارِ عرب کہاں ہے تو
شاہ امی لقب کہاں ہے تو
سرورِ انبیا کہاں ہے تو
کسکو ہم دیکھ کر جین گئے اب
اے بہارِ طب کہاں ہے تو
ماہِ عالی نسب کہاں ہے تو
بجز جو و عطا کہاں ہے تو
عمر بھر خونِ دل پسین گئے اب

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم روئے مبارک
چھوڑا نور چھپا ہوا دیکھ کر ہسیا ختہ کہتے تھے۔

قصیدہ

پروہ اٹھا دو اوکلی دے
صورت دکھا دو اوکلی دے

قدرت کا غنچہ ہوگا شگفتہ
 حب اگون سے گر تم ملتے ہندی ہو
 آوارہ ہیں ہم گھر کے نہ در کے
 دل بیکسوں کا در دی ہوا ہی
 خاتم ہو تم دونو جہان میں
 حق خدا کا دل میں ہمارے
 ظاہر کہان ہو باطن کہان ہو
 خواجہ ہوئے ہو بندہ کئے ہو

تم سراد و اوکسلی والے
 ہم کو سلا و اوکسلی والے
 کو غنچہ میں جا و اوکسلی والے
 اوس کیاد و اوکسلی والے
 ہم کو چھا و اوکسلی والے
 شمع نگا و اوکسلی والے
 اپنا پت و اوکسلی والے
 صورت دکھا و اوکسلی والے

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشتیاق دیدار میں در اقدس
 پر کھڑے ہو کر پچھ کو رہے تھے۔

وقتِ شہادت

حاجت روا نہوگی اگر یا محمدؐ
 میں وہ بشر نہیں ہوں کیسے کہا سکوں
 ہو گمان نہ ہو نہ تھا کوئی قسم سے
 جس نے یہ تم سے ذات الہی نہ چھپ سکی
 ورنہ میں وہ نہیں ہو چوں پیو درو
 مطلب کو اپنی دیکھے تمہاری سنی بغیر

میں بھی کیڑا پکارو لگا امی و محمدؐ
 کہ کا کہاؤں جاؤں میں کس جا محمدؐ
 ہو گمان نہ ہو نہ تھا کوئی تم سے
 یاں عجیبے کیوں ہوا تمہیں پر و محمدؐ
 اگر تم نہ ہو دو واسے تو در و محمدؐ
 کہتا ہوں میں کوئی نہیں ستا محمدؐ

خواجہ ہو تم بھلے رہو بندہ حق میں پس اگر میں برا ہوا تو ہوا کیا محمدؐ

تمام اصحاب کے گریہ و بکا سے حشر کا نمونہ تھا۔ اور ناقہ سواری کا ایسا نمکین تھا کہ نہ کچھ کھانا تھا نہ پیتا تھا بعد تین روز کے وہ بھی مر گیا۔ اور دراز گوش آپ کے غم سے کنوین میں گر کے ہلاک ہو گیا۔

روایت ہے کہ انتقال کے وقت سے دفن تک مدینہ ایسا تنگ اور تاریک رہا کہ۔ اپنی آنکھ سے اپنا ماتہ نہ نظر نہ آتا تھا۔ شعر مولف۔

دینا سے ہوئے احمد مرسل کی جورت دیکھو رکاوٹ کو بھی اندھیرا نظر آیا

کیون نہ وجب ایسا آفتاب مکرمت دینا سے اٹھ جائے کسی کو زمین و آسمان کیونکر نظر آئے۔ الغرض اہل بیت اطہار اور اصحاب کبار

موافق وصیت کے غسل اور تجہیز و تکفین عمل میں لائے۔ جب نوبت

نماز جنازہ کی پہونچی موافق وصیت کے لوگ جنازہ کے پاس سے تھوڑی

دیر کے لئے ہٹ گئے۔ زمین و آسمان درود پوار شجر ہجر جن و ملک کے

رونے کی صدا ہر چھار سمت سے آتی تھی بقول بیدار

نوح

محرم کبریا الوداع الوداع

یا نبی مصطفیٰ الوداع الوداع

دیکھئے تشکین ذرا الوداع الوداع

اے حبیب خدا الوداع الوداع

تم نہوتے خدائی نہوتی عیان

اہل بیت آپ کے سب پریشان ہیں

کبکے یا مصطفیٰ الوداع الوداع	سب صحابہ بھی غمناک و بے ہوش ہیں
کب کریگا خدا الوداع الوداع	عاصیوں کی شفاعت بجز آپ کے
یا شہد دوسرا الوداع الوداع	عاصیوں کے غافل ہو محشر میں تم
کون ہے تم سوا الوداع الوداع	تم ہی سارے خدائی کے مختار ہو
اے شفیع الوداع الوداع	رورو کہتے ہیں سب امتی آپ کے
ہم سے ہو کے جدا الوداع الوداع	آپ جنت کو تشریف اب لیچلے
سنئے بھر خدا الوداع الوداع	البتہ آپ سے ہے مرے یا نبی
آپ آنا ذرا الوداع الوداع	جبکہ میدانِ مرتد میں تمہا ہجو

بعد تھوڑی دیر کے حبیبِ آواز گریہ و بکا کی موقوف ہوئی۔ اہل بیت اور تمامی صحابہ اور تمام باشندگانِ مدینہ و قرب و جوار مدینہ جو حق جو حق نماز جنازے کی ادا کئے۔

قشعم بن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب وقتِ جسمِ اطہر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا الحد میں سیرِ خاک پر ٹہایا گیا۔ اور چہرہ نورانی سے پردہ کفن کا ہٹایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ لبائے مبارک کو جنبش تھی اور آہستہ آہستہ فرماتے تھے۔ میں اپنے کانوں سے بخوبی سنا کہ۔ یا رَبِّ اُمِّی۔ یا رَبِّ اُمِّی۔ بیت

از مہد تا الحد شدہ غمخوارِ آستان	جامِ فدائے تو کہ قویٰ بہت بیگمان
----------------------------------	----------------------------------

حضرات اکثر تجزیہ کیا گیا ہے کہ جب تک میت گھر میں رہتی ہے عزیز واقار کو حتی الوسع صبر و تحمل برقرار رہتا ہے۔ جب گھر سے جنازہ سوئے محدود ہوتا ہے۔ کیسا ہی کیسا صبر و تحمل والا کیون نہ ہو کیا رگی دریائے محبت ایسا جوش زن ہوتا ہے۔ کہ اٹھ اٹھ آنسو روتا ہے۔ اور سینہ اُبل جاتا ایسا سردار دو عالم دفعتاً دنیا سے اُٹھ جائے آپکے ازواج مطہرات کو کیونکر صبر آئے چنانچہ بقول شہید مغفور۔

مثنیٰ

چہب گیا زیر زمین نہر درخشان میرا	عائشہ کہتی تھیں گھر ہو گیا ویران میرا
میرے گھر دفن ہوا یون مہ تابان میرا	مائے سچ ہو گیا کیون خواب پریشان میرا
میرے آنکھوں نے چھپا وہ گل خندان میرا	کیون نہو گل کے طرح چاک گریبان میرا

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بھار آخر شد

غم غلط ہو نہیں سکتا کہ وہ غم خواہ نہیں	گھر ہے سونا مار و نق نہیں در بار نہیں
ناز بردار نہیں میرا خریدار نہیں	ٹھوکرین کھاتی ہوں سپر سپر در آہ نہیں
اب سوا اسکے زبان پر کوئی گفتار نہیں	دیدہ کس کام کا گرد و لت بیدار نہیں

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بھار آخر شد

<p>جیتے جی مرد و بدتر ہوئی حالت میری سات کہا نیکی جو ہر روز تھی یاد میری استراحت نہ رہی باقی نہ راحت میری</p>	<p>سلطنت ہو گئی امرونی یونغارت میری انہیں کے سات گئی ساری جلاؤ میری اب بھلا جانے کی ہر کونسی صورت میری</p>
<p>حیف در چشم زدن صحبت یا را خورشید روئے گل سپر ندیدم بہار آخر شد</p>	
<p>بھولتی دل سے نہیں شکل ہر یار تیری ہنہیں جھوکی تیرے غم سے نہ خار تیری لوگ کہتے تھے کہ گوز نیست ہر شوز تیری</p>	<p>نیچے آنکھوں کے پھار کرتی ہر رفتار تیری کس کی خدمت کر رہی تھی ہر سار تیری پرہیز نہ نہ پچھوڑ لی یہ گفتار تیری</p>
<p>حیف در چشم زدن صحبت یا را خورشید روئے گل سپر ندیدم بہار آخر شد</p>	
<p>یا میرے تھا مجھ پر وصل تر ابے دسواس یا تو طے سے تیرے ہو گئی بس محکوم میرے تھا زانو نہ سے بیٹھی تھی کل شہ یار</p>	<p>لگتے زلف سے تھی روح گورہ کی آہ خستہ کرتی میری مجھ پر قبر کے پہلو کی بار آج تربت کے قریب کہتی ہوں یون ہوا دہر</p>
<p>حیف در چشم زدن صحبت یا را خورشید روئے گل سپر ندیدم بہار آخر شد</p>	
<p>صدقے جاؤں جو تجھے کچھ نہیں ہو اخیال فاطمہ زبہ ہوئی جاتی ہر پہلے مثال</p>	<p>اپنی اچھا زبہ سہجہ کے مٹیوں کو سنبھال غم سے حسنین کا ہر پہلے بہت تنگ حال</p>

سارا سحاب پہ پہن کر نکلی ہوئی بادل	جس گھڑی وقت اذان رو یہ کہتا ہوں
	حیف و چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدیم بھار آخر شد
تجھ دینکے سہ سہ پہلو پہلا کیا پروا سخت مشکل تو ہمیں ہے کہ جہان میں تنہا عمر بھر آگ کے انگاروں پہ لوٹو نگلی سدا	یاں بھی چھٹا تھا ہر اک حال میں دن بچھا نہ تو مرنے ہی میں لذت میں نہ جینے کا بعد مرن بھی میری خاک سے نکلی
	حیف و چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدیم بھار آخر شد
اُسے جب اہل عرفا فتح خوان ہو سلا صفو خاک پہ گویا تھا قیامت کا قیام جس گھڑی عایشہ نے قبر کی چادر کو تہہ	سب کے سب تے تھے لے لیکے ہو گانا کیا کہوں پڑ گیا کیا بارگی کیسا کھرا انہی ہجو لیون کے رو کے یہ فرمایا کلام
	حیف و چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدیم بھار آخر شد
غیب آئی ندا عایشہ یہ تیرا گھر اب بھی مسجودِ خلافت ہی رہا تا عشر تیر ہی پاس ہو کر گیا ظاہر میں سفر	تب بھی تھا جائے سجد و ملک و جنت اب بھی ہو گھر میں تیرے جلوہ پذیر بس خدا کے لئے اسطورے فریاد نکر
	حیف و چشم زدن صحبت یار آخر شد

مرد و ننگل سیرندیدیم و ہمارا آخر شد

جسوقت تمام صحابا اور جناب علی کرم اللہ وجہہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آکر برسادے اور کلمات تغیرت کے ادا کئے۔ سیدہ کے خنجر جگر گویا ننگ تازہ چھڑکا گیدا۔ سمندر صبر و استقلال کی باگ دہتہ سے جاتی رہی عالم بے خودی میں زبان حال سے عرض کرتی تھیں بقول شہید غفور

آپ تو کر گئے دنیا سے صفا بابا جان	مٹ گئی میری مٹی یہ نظر بابا جان
کاشٹاب مجھے بن آپ کے گھر بابا جان	اچکود ہونڈ بنے جاؤں میں کدھر بابا جان
کیا ہوئی لطف و عنایت کی نظر بابا جان	کیوں نہیں لیتے ہو مٹی کی خبر بابا جان

جان دیتی ہوں غم مجھ سے آؤ دیکھو
گر نہیں آتے وہیں مجھ کو بلاؤ دیکھو

مجھ سے کچھ ہو گئے شاید کہ خفا بابا جان	جو خبر لیتے ہیں میری ذرا بابا جان
آخر یک روز مجھے لینگے بلا بابا جان	ایسے کیا بھول ہی جاؤنگے بھلا بابا جان
بچتے لمجائیں اگر باد صبا بابا جان	کہیو ہمار کی لازم ہو دوا بابا جان

ترنغ کا حال ہے سینے سے لگا لو مجھ کو
عش چلا آتا ہے جلد ہی سسنا لو مجھ کو

ہونے کے بعد گئے سیدہ کچھ صحاب	ہو گئے آتش حیران سے جگر سیکے کباب
کوئی مسند کو لگا چومنے ہو کر بیتاب	کوئی نعلین سے بس ملنے لگا چشم پر آب

زہار کو نہ کسی اور کو تاتا تھا جواب	جس گھڑی پوچھی تھیں فاطمہ یوں کہ خطا
-------------------------------------	-------------------------------------

کس نے اوس شاہ کو تربت میں سلا یا لوگو	
کس نے اوس مادہ کو شش میں ملا یا لوگو	

نہ گلی تلخ تھی بن باپ کے ہر صبح و سہا	نہ تبسم نہ تکلم نہ دوا تھی نہ غدا
چتے جینے تلک القصد یہی ہال بنا	کوئی چارہ تھا اوس درد کام نیکے سلا
بجھکسی شمع شبستان نیمی او ملا	دوش پر لیکے جنازے کو علی نے یہ کہا

بوئے گل تو تو حلی اپنے سبک ساری سے	
ہم گران بار اٹھنے کے بڑی شوری سے	

ہر چند کہ اوس شب ہر ایک کو خواب حرام تھا۔ جناب سیدہ فاطمہ زہرہ کو اوس شب کے کسی حصہ میں کچھ نیم خوابی کا جو عالم تھا دفعتاً جیج مار کر جو اٹھیں۔ اپنے پدر بزرگ دار کے مزار اطہر کی زیارت کو گئیں مزار پر انوار کو دیکھتے ہی۔ تسکین تو کجا آتش مفارقت پدر جو یکایک سینہ میں بھڑک اٹھی بے تابانہ عرض کرتی تھیں۔

تسلیم میری اسے پدر نام دار لو	یہ بال مکھڑے اتونے اپنے سنوار لو
راضی ہوں میں نہ گو دین بھی زینہ دار لو	مشتاق ہوں میں فاطمہ کہ ہر بیکار لو

پوچھو مجھ تم مزاج تو تیرا بخیر ہے	
نوندی کہے کہ حال جدائی سے فیر ہے	

کیا سوس رہے ہو قبر میں تہا جواب دو
آقا جواب دو میرے مولا جواب دو

دل مانتا نہیں میں کروں کیا جواب دو
چلا رہی ہے آگنی زہرہ جواب دو

بولو میں صدقہ جاؤں بہتے لعل ہوں
بابا بتول ہوں میں تمہاری متوجہ ہوں

بابا اذان بلال کے منہ سے مچھو سناؤ
بابا علی کو اپنے بلا کر گلے لگاؤ -

بابا نمازی سے میں سجد میں تم بھی جاؤ
بابا نواسے دھونڈتے پھرتے ہیں نہ کیا

اک اک گٹھی بچاڑی مجھے دل لعل کو
بابا کہو بلاؤ گے کس دن بتول کو

سیدہ کی یہ حالت دیکھ کر تمام بی بیوں نے ہمائش کرتی تھیں اور سیدہ
رورو کے اون بی بیوں سے کہتی تھیں کہ اے بی بیو ہر چند سہیل ت
سدا ہر تری صبر کرتی ہوں کیا کروں دل پر جو جبر نہیں ہو سکتا میرا کچھ بس حل
نہیں سکتا مجھے میرے پرد کا رنج و غم اور اون کی جدائی کا الم سہا نہیں جا سکتا

اور باب بھی وہ باب کہ سرتاج انبیا
روز ازل سے تابہ ابد کل کا پیشوا

نور خدا جل جلالہ خدا رحمت خدا
بیٹی یہ صدقے بیٹی کے بچوں پر بھی خدا

کیونکر نہ اپنی موت مجھے اب قبول ہو
دنیا میں ایسا باب نہو اور بتول ہو

آسان پسر کا داغ ہے مشکل چاند کا داغ

وہ کچھ دنوں کا داغ ہے یہ میرے عمر کا داغ

یوسف بزرگوار ہے وہ یک جگر کاواغ
پیدا ہوا نپسرتو مست اوس سپر کاواغ

اولاد کا بدل ہے پدر کا بدل نہیں
یہ درد وہ ہے جسکی رواجزل نہیں

رور کے کہتی تھیں کہ بہرین سپر
امید میری قطع ہو بابا سے عمر
یوسف کے دیکھنے کی توقع تھی سقد
یوسف نے جو سونگھا تھا پیران سپر

پوچھون کہاں تلاش کروں کن یارین
یوسف تو میرا سوتا ہی لوگو مزار یرین

گل ہے علی سے کہتی تھی رو کر فودنگ
تنتے بنی کو دے سلا یا زیر خاک
کیونکر چھیا یا قبر کے اندر وہ رو پاک
ہے ہے پدر تو جان پیڑی می نہ ہو پاک

آئنا تو کہتی پیتی کسکو سلاؤ گی
یو چھیا تو ہوتا فاطمہ کو کب بلاؤ گی

قربان جاؤن قبرہ جب فاتحہ پڑا
تنتے بنی سے میری سفارش نکلی ذرا
مجھ کو بھی ساتھ لےکے وہ جاسو گزرا
اس صدمہ فراق میں ہوتی نہ مبتلا

اب کچھ میری دوا کرو گل کے طیب ہو
مانگو دعا کہ باپ کا ہلو نصیب ہو

اتنا ہے منہ کو غم سے جگر میرا بار بار
سب طین کا ہوا ب کوئی حامی نہ عکس
نانا کے کھاندہ یہ یہ ہو کرتے تھے سوار
اور گیسو بنی کا بناتے تھے خود ہمار

ہاں پوچھتی تھی بیوی۔ نے بابا کہہ گئے
بیٹی یہ مان سے کہتی تھی نا کہہ گئے

حضرت کے بیوی نے یہ کہتی تھی بابا
اے سفر سے پھر کے جہاں گناہ کیا
تم میں سے کسے گھر میں ہیں جو ان مصطفیٰ
اب کے میں بے پردہ ہوئی یارب یہ کیا ہے

کہتی تھیں بی بیان یہ سفر آخر کیا ہے
اے فاطمہ زہرا کہ دل ٹٹڑے ہوا ہے

حضرات تو ایسے سے ثابت ہے کہ ابتدائے دنیا سے آج تک کسی نے
استقد زویا جیسا کہ تین حضرات نے روئے پہلے حضرت یعقوب
علیہ السلام کا رونا مشہور ہے کہ جس قدر اپنے فرزند یوسف علیہ السلام
کے واسطے روئے تھے۔ دوسرے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کا رونا جو بعد رحلت اپنے پدر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تازندگی
یعنے چھے ہینے تک ہجروں کے غم میں جو روتے رہے۔

روایت ہے کہ مدینہ منورہ کے لوگ بی بی فاطمہ کے رونے سے
جب بہت تنگ اور لاچار ہوئے۔ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے جا کر
انہاس کیا کہ جناب سیدہ اپنے پدر بزرگوار کے غم میں استقدر روتی ہیں
کہ ہم لوگ کو تمام تمام رات نیند نہیں آتی۔ محنت اور مشقت بالکل ہلک
اومی کی چھوٹ گئی ہے کوئی کام کیا نہیں جاتا۔ آپکی خدمت میں عرض

کرتی ہیں اور سفارش چاہتے ہیں کہ ہمارے جانب سے بی بی فاطمہ کو بھیجا
 کہ رسول خدا کی جدائی میں اگر شبکو رو یا کریں تو۔ ونگو خاموش رہیں اور اگر
 ونگو آہ وزاری کریں تو شبکو آرام اور صبر فرمائیں تاکہ ہم لوگ وقت نصرت
 میں مشقت کیا کریں۔ پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ کلام سنکر دولت سرا
 میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ جناب سیدہ گریہ وزاری میں مشغول ہیں آنسو کا
 دریا آنکھوں سے جاری ہو رہا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا جانتی ہے فائدہ نہیں ہوتا۔ حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ سے اہل مدینہ کا پیغام کہا۔ آپ نے
 سنکر جواب دیا کہ۔ ابو الحسن اب زندگی میری بہت کم ہے۔ اور قریب
 کیا اپنے باپ کے دیدار سے آنکھیں روشن کروں۔ تم اہل مدینہ سے کہہ دو کہ
 میرے رونے سے کوئی آزرہ خاطر نہوں میں چند روز کی بہان ہوں پھر
 تم آرام تمام عمر بسر کرنا۔ اس وقت فاطمہ کہان اور روناکہان حضرت علی
 نے یہ جواب پا کر کہا کہ۔ فاطمہ اس کام میں تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو عمل
 میں لاؤ۔ آخر جناب علی نے قبرستان بقیع میں مدینہ منورہ سے علیحدہ ایک
 حجرہ اوس معصومہ کیواسطے بنوایا۔ اور نام اوس کا بیت الحزن رکھا اوس روز
 سے بی بی کا یہ معمول رہا کہ صبح کو سنن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ
 روتی ہوئیں اوس مکان میں تشریف لجاتیں۔ تمام دن وہاں رونے میں
 گذر جاتا یہ شام جناب علی کرم اللہ وجہہ جا کر آپکو مکان میں لے آتے حال کلام

بی بی سید نے اسی حالت کے چھ مہینے اپنے عمر کے گزاری کر سفر آخرت کی طرف
 اور اپنے پدر بزرگوار سے مل کر آرام پا سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
 تیسرے جناب امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا مشہور ہے
 جو اپنے پدر بزرگوار شہید دشت کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے مفارقت میں چالیس سال تک روتے رہے۔ ہر وقت وہ دامن
 کربلا کے معلما کا جو اپنے پدر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزرا تھا اور وہ
 تین شبانہ روز تک نہنہ نہنہ پیارے جگر بندوں کا بھوک اور پیاس سے
 تلملانا۔ اور وہ اپنے تمام خویش اقارب اور برادر حضرت علی اکبر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ ہمشکل رسول اور حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عموزاد بھائی کا
 شہید ہونا اور وہ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم بردار کا
 تن تیرونگے زخموں سے چور چور ہو کر شہید ہونا اور علی الصغر معصوم چھ
 مہینے کے شیر خوار کا لعینوں کے تیر جفا سے جان کھونا اور وہ انہی چھ
 سالہ ہم شیر بی بی سکینہ کا شدت پیاس سے بلبلا نا۔ اور اپنے پدر بزرگوار
 جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے جگر بندوں کے لاشوں کو
 اپنے ہاتھ سے زیر زمین کرتے کرتے اور نہین ظالموں کے زرخین یکہ
 تنہا جام شہادت کا نوش فرمانا۔ اور لعینوں کا جو رستم اور اپنے پدر کی
 تشدد و مافیہ آتی تھی تو اپنی مدت العمر یعنی اس واقعہ کربلا سے چالیس

سال تک اپنے زندہ رہے کسی روز آپکے آنکھ کا آنسو خشک نہیں ہوا اور
 کسی وقت اسودہ ہو کر روٹی نہ کھائی اور کسی وقت آب سرد نہ پیئے اور
 صدمات کرب بلا کو یاد کر کے آخر خود بھی وصل اپنے پدربزرگوار کے
 ہو گئے۔ محبوبیہ انہیں حضرات کا جبہ تھا کہ باوصف اس قدر تکلیفیں پہننے
 کے زبان سے اُف تکہے راضی برصائے الہی رہے بلکہ وقت اخیر تک
 بھی اپنے نانا کے گناہ گاران امت کے مغفرت خواہ رہے اور انہیں
 کے نجات کی فکر رہی سبحان امڈ کیوں نہوا آخر کس کے نواسے ہیں۔

قصیدہ ۴۵

جلوہ چشم مرتضیٰ میری طرف کو دیکھنا
 گھیرے ہن اشقیامیرے طرف کو دیکھنا
 مجھ کو بلا کے کربلا میرے طرف کو دیکھنا
 دل سے ہوں آپ پر قدمیرے طرف کو دیکھنا
 شیر خدا کے دربار میرے طرف کو دیکھنا
 رو کے کرؤنگا التجا میرے طرف کو دیکھنا
 بنت نبی کے دربار میرے طرف کو دیکھنا
 جلدی بلا کے اے شہامیرے طرف کو دیکھنا
 قبر میں اے شہ ہدایا میرے طرف کو دیکھنا

نور نگاہ مصطفیٰ میری طرف کو دیکھنا
 کھتے تھے یہ شہ ہدایا میرے نبی دوسرا
 مرا ہوں سچو میں کہ مجھ خدا شہا میرے
 شمع ہدایت آپ ہیں اور تنگہ اوسکان
 کرتا ہوں روبہ بازیاں مجھ سے زمین پر آسمان
 قبر پر شیر اور نگاہیں بھی جیب ایشہ ہدا
 پہنچ کا میں ستیا ہوں تیری لہجہ آریا ہوں
 نہیں ہوں دلوں میں کل ہجرتا میری جان گسل
 جبکہ فرشتے آئینگے اور مجھے اٹھائینگے

دہرین کو کھلے آبرو حشر میں کرتے تھے
 آپ کے غم میں روتا ہوں کہتا ہوں اور نہ سوچتا
 تحقیق کی یہ التجا رو نہ ہو یا شہ ہا

ہی میری التجا میرے طرف کو دیکھتا
 اسی شہید کر بلا میرے طرف کو دیکھتا
 حشر میں جب میں اونگامیرے طرف لوگوں کو دیکھتا

حضرت مثل مشہور ہے کہ جس تن بستے وہی تن جاسے واقعات کر بلا
 وہ ہیں کہ نہ زبان کو یارہ ہے جو کہہ سکے اور نہ قلم میں طاقت ہے کہ جو
 لکھ سکے نہ دلون میں تاب ہے کہ سن سکین جسیر کہ ایسے صد مات کا
 عشر عشر بھی صدمہ گذرا ہو و یا جن آنکھوں نے کہ کچھ دیکھا ہو وہی اسکا
 مزاج خوبی جانتا ہے دور کیوں جاتے ہو حیدر آباد میں طغیانی رود موسیٰ کے واقعات پر
 جو غرہ رمضان ۱۳۲۶ء میں گذرے ہیں کچھ نظر غور ڈالئے کہ ایک ایک گہر کے نہیں ہیں
 قیس تیس جگر بند و خویش و اقارب و ید بید بھتے ہوئے جو چلا جاتے تھے
 بس اس صدمے کا مزہ انہیں بجا یوں کا دل جانتا ہے۔ اور جن آنکھوں نے
 کہ ان واقعات کو دیکھا ہے وہی کچھ پہچانتے ہیں۔ خدا محفوظ رکھے
 حضرات خداوند کریم نے اپنی قدرت اور اپنے قہر کا ایک ادنیٰ سا ادنیٰ
 شعبہ تھا جو تھوڑی دیر کے لئے دکھلا کر اپنے نافرمان بندوں کو اپنی
 یاد دلایا تھا۔ پھر وہی رحم الراحمین نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا کہ۔ وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ فَإِنْ
 فِي هُمْ۔ یعنی اللہ کی شان سے بعید ہے کہ آپ اپنی امت میں رہیں

اور امت عذاب میں مبتلا ہو صرف اپنے اس قول کو یاد کر کے انا فانا اور ملک کو
آل دیاور نہ ہمارے بد اعمالی سے کیا دور تھا کہ اسی ضمن میں قیامت برپا ہو جاتی

بقول صولت

ہائے رسی شامت اعمال گئی حرمت بھی	گھر گیا جان گئی مال گیا غرت بھی
پھر گئی ہم سے زمانہ کی طرح قسمت بھی	اور کیا جا بیگا دولت بھی گمشدہ بھی

ہم بڑے فعل نکرے جو خدا سے ڈرتے	
ایسے کیوں مرتے وہی وقت پہ ایندھن مرتے	

چہا گئی تھی بہت آنکھوں میں ہماری ہستی	سر ملندی نے دکھایا ہمیں آخر پستی
خلق بستی تھی جہاں ب ہر وہ اچھی تھی	بانی بانی ہوئی افسوس ہماری ہستی

صفحہ ہستی سے بس نام ہوا کم اپنا	
نہ زیارت ہی ہوئی اپنی نہ چہرہ سلم اپنا	

نہیں دنیا میں بڑا کوئی بھی ہم سے بڑا مگر	لاج بندوں کی نہ اللہ کا ہر کچھ ڈر
باز ہم فعل شنیعہ سے نہ آئے آخر	منع کرتا تھا فلک روز ہمیں جہنم جھلک

جب پڑی ہم پہ مصیبت تو یہ معلوم ہوا	
سچ ہے ہوتا ہے بڑے کام کا انجام برا	

کبھی ناصح کی شکایت کبھی واعظ کا گلا	نہ نماز ہم نے پڑھی اور نہ رکھا روزا
نہ لحاظ ہم کو بڑوں کا نہ ادب قرآن کا	آگ لگتی تھی نصیحت جو کوئی کرتا تھا

توضیح سنت کرتا تو کچھ مزید نہ جانتے تھے
اور احکام نہ دے گا کہ کچھ نہیں جانتے تھے

مارٹن سے نہ پتہ نہ پتا باری سے
دو دو آنہ یہ عدالت میں قسم کھاتے تھے
بھوتے آتے تو میخانہ سے چلی بیچ
نہ مسلمان ہی پورے نہ عیسائی بچے

مجلس دعا تو یک سخت برسی لگتی تھی
بات ناصح کی کلیمہ میں جیری لگتی تھی

اپنے ریگانوں سے بالکل نہیں شرتا تھے
کبھی بھولے سو بھی مسجد میں نہیں جاتے تھے
فہر حق سو بھی کلبے نہیں تھرتے تھے
منف کی روٹیاں ملتی تھیں ہمیں کھا تھے

تہا اسی منہ پہ مسلمان کا دعویٰ ہم کو
ہائے غفلت کا پیرا ہو کہ ڈوبو یا ہم کو

اب بھی باز آئیں بڑے فعل سو تو اچھا
حشر نزدیک ہو اُبت بہت تھوڑا ہی
نہیں معلوم کہ آگے ابھی ہوتا کیا ہے
تو بہ کر لیں کہ ابھی بابا جابت وا ہے

گدرا جو واقعہ یونان پہ بجا جانتے ہیں
وہ جو فرعون تھو شدا دتھے بچا جانتے ہیں

نوح کے وقت میں بھی آیا تھا یوں ہی طمان
ہم پہ بے شبہ تھا یہ قہر خداوند جہاں
سکشی کرنے لگو تھے بہت اہل یونان
دنہ بھڑور بھلا موسم بارش میں کہاں
ایک اک لہر تھی بوندی کی کٹاری خنجر
ایک اک بوند تھی ہیر کی کنی سو ڈر ہر

انسوس اس بات کا ہے کہ تپیر بھی ہم ناہنجاروں کے آنکھ لیے بھی غفلت کے
پر دے نہیں اٹھتے۔ بھائیو خدا کے قہر سے ڈرو۔ وہ خدائے پاک
جیسا کہ بڑا تحمل والا ہے ویسا ہی اپنے ہر وعدہ کا پکا ہے۔ ایسا نہو کہ سی
غفلت ہی غفلت میں مرجائیں آخر یوم انجرا ہمیں کو اپنے کئے کی پشیمانی حاصل
کرنا ہوگا۔

حضرات بعد وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی جو جو واقعات
آئندے ہیں۔ اس حقیر کی زبان ایسی نہیں ہے جو عرض کر سکے۔ بس آئے
سب استادمہ ہو کر اپنے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں درود و
سلام عرض کریں۔

جواب

یا نبی سلام علیکم یا رسول سلام علیکم یا حبیب سلام علیکم صلوٰۃ اللہ علیکم

قصیدہ

تم حبیبِ کبریا ہو تم شفیعِ دوسرا ہو تم خدا کے ہو پیارے تم رسول ہو ہمارے آپ ہو شفیعِ عالم آپ ہو رسولِ اکرم کون ہو تمہارا ثانی تم ہو بخشش کی نشانی تم شفیعِ عاصیان ہو مالکِ کون و مکان ہو	تم ہمارے پیشوا ہو صلوٰۃ اللہ علیکم تم پیہ جانِ ہم تبارے صلوٰۃ اللہ علیکم آپ سب سے ہو معظّم صلوٰۃ اللہ علیکم ہم پر رکھئے مہربانی صلوٰۃ اللہ علیکم تم خدا کے مہمان ہو صلوٰۃ اللہ علیکم
---	--

تم ہو رب کے رب تمہارا تمہیں بقرآن اتارا حشر میں ہو چیکہ آتا تو ہمیں بہول جانا ہم میں آجے سنا خواں صدقہ تم پر ہو جو جانا	ایکجا جہاں ہر سارا صلوات اللہ علیکم ہمکو دوزخ سے ہے بچانا صلوات اللہ علیکم تم سے پاؤ تو میں ایکجا صلوات اللہ علیکم
---	--

حافظ غریب و کتر ہند میں بہت ہو مضطر
یا نبی بلا تو در پر صلوات اللہ علیکم

ہدایت - مولود خواں کو لازم ہے کہ ذیل کے اشعار کو پڑھتے وقت ہر شعر
اولا میں (ہو میرا پڑھنا قبول) کہا کریں -

اشعار و عائیہ

اے میرا چھ رسول اے میرا پیار رسول بندہ کو اپنے نہ بہول اے میرا پیار رسول عرض تری ہو قبول اے میرا پیار رسول گل کی روش بھول بھول اے میرا پیار رسول تو مجھے ہرگز نہ بہول اے میرا پیار رسول اگرچہ ہوں بیخاک ہوں اے میرا پیار رسول بھڑ علی و بتوال اے میرا پیار رسول حشر ہوا دیکھ شامل اے میرا پیار رسول مقصودین سب ہوں اے میرا پیار رسول	ہو میرا لکھنا قبول اے میرا پیار رسول حشر کا غم ہے بڑا شافع روز جزا پیار سے ہو لو کبھی اے میرا پیار رسول ایکجا دماغ بھلائے جہاں میں رہے دل میں تیری یاد ہو لب پہ تیرا نام ہو ہوں جو تیرا دماغ خواں عرش سے سر مرا سلو میرا بھینج ہر حسین و حسن ہیں جو تیرے عاشقین کھجھو انکے دھن بانی محفل ہیں آئے ہیں جو سننے کو
--	---

اشعار و عائیہ

<p>رہے باعایت جب تک جہان ہے جو حاضر کو دیکھو پیر و جوان ہے تیرے در تک رجوع بندگان ہے کہ میرا حال سب تجھ پر عیان ہے دل رنجور بے تاب تو ان ہے ترپتی روح ہے اور لب چان ہے بھی ہر دم میرا و روز بان ہے یکدن میرا جوشت استخوان ہے کہو آمین سب ختم بیان ہے</p>	<p>الہی بانی محفل سلامت تیرے محبوب کی مجلس میں اس دم مرادین سب کی حاصل ہوں خدایا تجھی سے مقصد دل مانگتا ہوں مدینے کی تمنا میں شب و روز مدینے کی طلب گاری میں حرم مدینے میں مجھے پہنچا دے یارب مدینے کی زمیں کا رزق ہو جائے مدینے میں ہی میرا خاتمہ ہو</p>
--	---

اشعار و عائیہ

<p>نہیں چاہتا ہوں کوئی تجھے دولت کروں میں دکن سے مدینے کو ہجرت گذرتی ہے ہر روز مجھ پر قیامت یکھ مجھ کو نکال اب ہے لڑی میری فحمت وہی میرے حق میں ہے گلزارِ حنت یکھ دل کی ہے خواہش بھی لکی حنت</p>	<p>مجھے دے تو یارب نبی کی محبت بنادے تو سامان ایسا خدا یا توئی جانتا ہے فراق نبی سے مدینے میں پہنچو نکال جسم الہی مجھے دشتِ شرب میں پہنچا ہے کافی میں دیکھوں جمالِ مبارک نبی کا</p>
--	---

یسین گری بنی نوین اگر گشت دم پر
 نہ کیو نہ پہنچ آوار حق ہوں ہویدا
 الہی جو ہیں میرے خویش و ہوا در
 جو گرام بندہ بن تیرے خدا ایا
 جو محفل میں حاضر ہیں تیرے خدا ایا
 جو چڑھتے ہیں غصت بنی صدق دل سے
 جو ملک و کن کی ہیں محبوب علی شاہ
 بحق نبی و علی یا اے
 تو رکھ حفظ میں اپنے بار الہا
 اراکین اونکے نمکخوار جو ہیں کا
 تمنا یہ ہے تا دم مرگ یا رب
 الہی بہ حق نبی مکرم
 میں خادم ہوں غوث الوہابی کو در کا
 تو رکھ اونکو داریں میں شاد و خرم
 ملاقاتی احباب جو کچھ ہیں میرے
 اٹھا کر نقاب اپنے رخ سے محمدؐ
 بلا لوجھے در پہ اپنے خدا را

کھونگا گوارہ نہیں مجھ کو وقت
 جبین مصفا ہے مرآت وحدت
 تو رکھ اونکو قائم براہ شریعت
 انہیں دین احمد کی دے تہدایت
 ہونا زل تیری اونپہ ہر وقت حرمت
 تو دی دلیل اونکے نبی کی محبت
 رہے اونپہ ہر آن تیری عنایت
 رہے اوج پرواز کا اقبال و دولت
 بجا کر سب اعلا سے اونکی ریاست
 تو رکھ اونکو ہر وقت زیر اطاعت
 رہوں فضل سے تیرے مداح حضرت
 عطا کر مجھے دین و ایمان کی دولت
 ملی ہو اسی در سے راہ طریقت
 الہی جو ہیں دل سے عشاق حضرت
 تو داریں میں رکھہ انہیں بامست
 دکھا دو در اپنی نورانی صورت
 نہیں اچلے الی کی مجھ میں سبقت

بہر وسہ مجھ پر شفاعت کا تیرے	وگرہ گنا ہونگی۔ سپہ یا تو کثرت
جو چاہو کرو ہوں تمہارا مین عاصی	نکر یہ نکھنا نہیں میری امت
بہلا ہوں برا ہوں ہوں خادم تمہارا	میری دین و دنیا میں رکھ لیجئے عزت

پہمیر کا تحقیق مین تناکو
نہ کیونکر ہو وارین مین میری عزت

قصیدہ

خوف عصیا پہل میرا جو نالان ہوگا	ہے یقین خشریں نوح کا طوفان ہوگا
معصیت کا میری کچھ ان پر چھو مجھ پر	سارا خشر میری گناہوں کی بڑا ہوا ہوگا
رحمت حق یہی کہیں گی کہ بخشو اس کو	میری الطاف سے بچا دینا یہ پشیمان ہوگا
میں تو قابل نہیں ہوں لطف و درگاہین	میری خالق کا میری حالہ احسان ہوگا
اپنے محبوب کا کبھی گناہ اندک کریم	بہر سجد و خلد میں اسکو تو سیر شاہان ہوگا
سوئے فردوس برین لیکر جو جانگو مجھ پر	میرے اتھا کا میری ہاتھ میں لایا ہوگا
بارگاہ کبیدہ فردوس برین	ہم قدم شوق سے چھی میری ضوالت ہوگا
حال عشاق نبی پوچھتی ہو کیا مجھ سے	دیکھا خشرین جہنم نمایاں ہوگا
ہی جو گیسوئی محمد کا ازل سے شیدا	طلعت گور سے ہرگز نہ پریشان ہوگا
آپ کر نامری ادا کہ ابلیس لعین	یا نبی نزع میں جب در پی ایمان ہوگا
دم آخر جو میری ہوا رہ تیرا	سنجھی موت سے خادم نہ حراسان ہوگا

رویم ہوں میں بہت کثرت عصبانیت یا نبی حشر کے دن بھیل نہ جانا مجھ کو آپ کے اطف و عتاب سے جو پلہ قسمت نفس پر بار کی خدمت جو ملے مجھ کو تری معصیت نہ ہو ترا دیکھا رو یا میں کہ آپ کے نام مقدس کا جو آسمان کے خیال را انداز سے پہنچاؤ مجھ پر سدا تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر تو تیرے نام سے ہی کہتا ہوں مجھ پر	درود عصبانیت کا میری ہر قسم سے کام نہ لے گا میرا آپ کا احسان ہو گا کیونکہ نہ رویش میں مرا گردش و دراز ہو گا دین و دنیا میں مجھ پر خیر سلیمان ہو گا دل ہی یہ مرا حافظ قرآن ہو گا نہ دل کا زبھی یقین ہو کہ مسلمان ہو گا بعد میں عرض کرنا کہ جو کہ ارمان ہو گا ہو احمد میں جو کہ جان تو طوفان ہو گا یہ میرا نہیں ہرگز مرا درمان ہو گا نہ کہی فکر میں دل تیرا پریشان ہو گا وہ سب تو ہی یقین ہو کہ تو حیوان ہو گا یاد رکھنا کہ سخن میرا تو انسان ہو گا نعت احمد میں خدا جو کہ سخندان ہو گا اک الموت کا سر پر میری احسان ہو گا
---	---

قصیدہ

یا محمد نہیں یاں کوئی ایگا ناول کا تیر مرگانہ غضب تو کمر آ ناول کا آپ ہی سننے دوز کچھ تو فنا و کلا کارگر ہوتا ہے ہر دلیہ نشانہ دل کا	
---	--

تن سپید جان میں تو آجاتی ہے چرخِ
 ساری محفل کو ٹپتا ہے بیخود کر کے
 وہو کہ مردوں کو قیامت کا دلا دیتا ہے
 شوق دیدار بنی میں جو محل جاتا ہے
 بس تھا ہو کے گیا وہ مرے پہلو سے کل
 آپکے رومی مسنور کا تھا شیدا خست
 شبِ فرقت میں وہی ایک تار میرا ہم
 گریہ ہشیاری سو غم خواری سو پالامین نے
 مدتِ عمر رہو نگاہِ احمد پہ مقیم
 جس کے اخلاق نہیں دہریں ہیں شوق
 نیک اخلاق رہو تم بھی جہان میں تحقیق

ساری محفل میں جو ہوتا ہے سارا دل
 ہو کہ کب یہ پیش کبھی ہوش میں آتا ہو گا
 ہرچیز میں تیری ہی وہ شور مچانا دل کا
 غیر ممکن ہے کسی ڈھب سے مٹانا دل کا
 حیف آیا نہ مجھے ناز اوٹھانا دل کا
 وراق میں پہ ہوا ہو گا ٹھکانا دل کا
 یاد آتا ہے مجھ کو رو کے رلاتا دل کا
 ہاں آخر نہواںجہسی بچا نا دل کا
 جب چلا جاؤنگا میں کہ کہہنا دل کا
 مثل بیگانہ کو ہوتا ہے بیگانا دل کا
 تاکہ ہر دور ہی سارا زمانہ دل کا

متفرق قصاید تحقیق

شنو شمع دل پر غم خدا را یا رسول اللہ
 ترے لطف و عنایت پر بہر و کر کے بیٹا ہوں
 ہمیرم از تپ و رفت بسوزم ز آتش عشقت
 بظاہر گرچہ زندہ ہوں مگر حالت ہر مرد
 نہا شد دل پہ پیلوے من بیدار عشق تو
 ہمارا وہ سوزان جدائی میں تہا دل
 شدم محبون ز عشق تو ندارم شرم رسوائی
 چہاں رہتا تھا تو لفظ نکاترے بکرمین رسوائی
 ز ذوق نفس مارہ شدم آلودہ عصیان
 غریق بحر عصیان ہوئے بچگی کشتی
 نگاہ برق سوزانت شعلہ رو کا تابانت
 بنوت پر رسالت پر تری بحر بیانی پر
 گدائے کوئے تو ہم بشایان فخر میدارم
 لٹا ہوں من خم کے خم شراب عشق کے تیر
 عطا کن جریدہ از شربت وصلت ز لطف خود

بکرم تحقیق بہر من گوارا یا رسول اللہ
 سوائے نہیں تجھ کو سہارا یا رسول اللہ
 ندارم زندگی جز تو گوارا یا رسول اللہ
 ترے درو خدائی نے ہمارا یا رسول اللہ
 کشد ہر خطہ آن جن دل آرا یا رسول اللہ
 دہوان بکرم یہ اڑتا ہر غبارہ یا رسول اللہ
 بنو شان ساعہ وصلت خدا را یا رسول اللہ
 ہوا چہاں اب آشکارا یا رسول اللہ
 بحر لطف ندارم بچ چارہ یا رسول اللہ
 مارحمت کا جب تیرے کنارہ یا رسول اللہ
 کدہ ہر شیشہ دل را دو پارہ یا رسول اللہ
 شہادت و پیکار ہر سنگ خارہ یا رسول اللہ
 ندارم ہمہری خمیدہ و دارا یا رسول اللہ
 تری بخشش پہ کسا ہر اجارہ یا رسول اللہ
 نمی خواہم شمر قند و بخارہ یا رسول اللہ

مرض عشق مڑتا ہے تہا را یا رسول اللہ
 شود ہرگز ز عشق تو د را یا رسول اللہ
 خدا نے خود کہا انتم سکا را یا رسول اللہ
 ترو بازہ ہر مثل گل ہزارہ یا رسول اللہ
 مقدس کارے چمکا ستارا یا رسول اللہ
 خدایت داوان حسن دل را یا رسول اللہ

بچا لوطفا سراپنے پلا کر شربت وصلت
 یکے مت ویکے مجنون کیو نازان کیو خدا
 تری محفل میں زند و لگا گز رہو تا نبین گز
 مرے دلکا چمن داغون یکے عشق کو ہر دم
 لے کر با سبانی اکی در کی تو جانوں میں
 دل تحقیق شید اکمال روئے تابانت

قصیدہ

نیا یا تجھ کو پھر امین ہر سو خودی کو دل سے مٹا کر
 عیان تھا پردہ میں میم کے تو وجود اپنا چپا چپا کر
 غش آئے کیونکر نہ عاشقوں کو بج منور کی روشنی سے
 وہ روئے انور دکھا رہی ہن نقاب اپنا اٹھا اٹھا کر
 دہائی کا پردہ اٹھا ہے ساتی وہ جام تو نے دیا ہے ساتی
 بنایا ستانہ اپنا جھکو شراب وحدت پلا پلا کر پڑ
 پیہم اپنے ہن رنگ عیسیٰ نہ کیس طرح سے ہون سرزد زہ
 جلاتے ہن اپنے عاشقوں کو وہ دم میں ٹھوکر لگا لگا کر
 یہی ہے ارمان قلب مضطر کہ دیکھوں حضرت کا روئے انور
 دکھا دو چہرہ تم اپنا آقا دینے ہی میں مجھے بلا کر پڑ

کبھی کہو نگاہ اُن زبان سے خوش آپ ہوں گے اس محتاج
 لگا کے دیکھو کمان ابرو پہ تیر مژگان چٹا چڑھا کر
 کبھی ہنسیا تو کر کے وعدہ کبھی رولا یا تو کر کے مضطر
 تماشہ دیکھا ہے تو نے میر اکبھی ہنسا کر کبھی رولا کر
 تیری جدالی میں جان مضطر نہ نکلو تن ہی کہیں تر پکر
 تو ہے زمانہ میں نرسک عیسیٰ میرِ بخت کی کچھ دوا کر
 یہہ روزِ محشر خدا سے کہنا ہو بخشش اسکی ہر میرِ اشیدا
 کھڑا ہو شرمندہ ہو کے تحقیق ادب کمرِ حشر میں چپکا کر

قصیدہ

لامکان کہی ہیں جسکو دکان میں ہی تو ہوں
 ذاتِ حدت میں فنا ہو کر عیان میں ہی ہوں
 دیکھو ہر گت ہر دین عیان میں ہی تو ہوں
 حمد رب میں سچ تو یہ ہے ہر زبان میں ہی تو ہوں
 عرش ہو جسکی زمین وہ آسمان میں ہی ہوں
 باعثِ پیدائش کوں مکان میں ہی تو ہوں
 لغت احمد میں دلائلِ دان میں ہی تو ہوں
 ہند میں تھے جدا جاں ن میں ہی تو ہوں

اپنی ہستی کو مٹا کر بے نشان میں ہی ہوں
 شش جہت میں لوگ محکوم ہونڈ کر بیزار ہیں
 میں تو کاٹا گیا جسوقت پر دہج سے
 احیاء کی شان کس منہ سے ادا ہوگی دلا
 ناز سے معراج میں گویا تھی حق سے نبی
 ابراہیمؑ کے اصحاب سے غیر البشر
 حمد رب میں تو خجائے میر اڑتا نہیں
 عینِ یاسین جو نشہ کہی ہیں جسکو سبھی

خدا شکر ہر جہوہ اتوان میں ہی تو ہوں
 داغ اوی عشق سہوہ گلستان میں ہی ہوں
 پھینک دو تعویذ و گندہ از جہاں میں ہی ہوں
 بیگان وہ خادم شاہ شہان میں ہی ہوں

طاق میں ہر کائنات سر بہا تانی حسین
 باغ جنت کتبہا چھوڑا نہ دیکھ سکے
 حفظا کیواسطے میر سخن کتا ہر اب
 نعت احمد میں ولا تحقیق کہتے ہیں جسے

قصیدہ

معصیت الوہر صحر میں ہی ہوں
 لائق بخشش تری باقی میں ہی ہوں
 آجکے دن تابع خیر الوہر میں ہی ہوں
 یا بنی ہر حال میں تیرے خدا میں ہی ہوں
 دیکھو وہ عاشق تیرے دوا میں ہی ہوں
 عشق میں ہو کہ فدا یا تیرا میں ہی ہوں
 اذکی صورت تیرے دلا یا خدا میں ہی ہوں
 چشم حق تیرے انہی خدا میں ہی ہوں
 آتش عشق نبی کا دل جلا میں ہی ہوں
 دیکھو وہ خادم صدق و صفائے میں ہی ہوں

یا بنی امت میں تیرے رویا میں ہی ہوں
 نیک کئے جا کر بسعی شرف خدا بخشے گئے
 مغفرت کہتی ہے تیرے کیون نہ بخش تیری
 لطف ہو یا جو ہو جو کہ ہو منظور ہو
 دام کیوں میں تیرا رہی ہنگام دل
 قصہ فراد و مخبروں ستیغہ نعتیہ کیسے
 کیا جیو و جیو و جیو نور جمال معصوم
 چار انگلیں تیرے ہی گزرتی ہیں کش کا کڑھی
 آہ سوان سہ میری رہو ڈھونڈ چکر چلو
 مدح خوان مصطفیٰ تحقیق کہتے ہیں جسے

قصیدہ

جلوہ گردل میں اگر ہو تو گرم جا تیرے میں

عشق کو تیری ہی اپنا صنم جانتے ہیں

تیرے کوچہ ہی کو ہم بارش ارم جاتی ہیں
سیر فر دوس سیڑ پر اوسو ہم جاتے ہیں
اپنی آنکھوں ہی کو ہم ہر کرم جاتے ہیں
اسکی جنبش میں جولت ہو وہ ہم جاتی ہیں
میرے محبوب کا تہہ کوئی کم جاتی ہیں
جاتا میں ہوں میری لوح و قلم جاتی ہیں
اپنی ہستی کو تو ہم نقش قدم جاتے ہیں
وہ ٹکلیاں کے تو ہم لطف و کرم جاتی ہیں
کب اوسو شکست جھٹک رہی کم جاتے ہیں
اپنا نکلا ہے یہ وہم زیر قدم جاتی ہیں
اپنی ہستی کو وہ ہر وقت عدم جاتی ہیں

سیر گشت کی تماشائیں دل میں باقی
مثل مینوں جو چہرہ کرتے ہیں و شیر
تیری وقت میں شب روز بہا کرتا سو
آگے بروی خوش خم کی صفت کیا کہنا
مع کرنے لگے موسیٰ تو کہا خالق نے
راز مخفی ہے حقیقت نہیں کہہ سکتا ہیں
خاکساروں میں تمہارا جو ہوئی ہیں شامل
یا نبی الہی الفت میں تمنا ہے یہی
تیرے دل کی جو سیر ہو گئی الہی ہسکو
تیرے کوچہ میں قدم رکھو جو جاتے ہیں ہم
شوق دیدار نبی جب کو ہی حاصل تحقیق

قصیدہ

بخت خوابیدہ یہ بیدار نظر آتا ہے
عشق احمد کا یہ بیجا نظر آتا ہے
قلب یہ بہت نہ دیدار نظر آتا ہے
مے وحدت کا طالب گار نظر آتا ہے
گرم کچھ شکر کا بازار نظر آتا ہے

خواب میں جب مراد لدا نظر آتا ہے
دل مراد مضطرب و زار نظر آتا ہے
دیکھ کر غور سے کہتے ہیں مسیحا ہر دم
ساغر وصل نبی سے جو ہوا ہی بخود
وائے قسمت نظر آتا نہیں اپنا سرو

امتی دیکھ کے محشر میں محمد کو کھے عاصیان کہتے تھے سب اپنی سی جا کر ساری مخلوق یہ کہتی تھی شفیع اعظم جیسا حلقہ میں تارو کی ہواہ الفو ر رحمت حق یہی کہتی تھی نبی سو ہر دم معفرت اذیہ گویا تھی یہہ اگر بڑا ہر ہو کے آمادہ بخشش یہہ کہا خالق نے حشر میں دیکھو فرمائینگے حضرت تحقیق حب احمد نہیں جنہاں میں یہی محقق	شکر ہے اپنا خریدار نظر آتا ہے پر غضب آج وہ غفا نظر آتا ہے ق انبیاء کا تو سردار نظر آتا ہے مرسلوین شہا برار نظر آتا ہے ق کل خدائی کا تو مختار نظر آتا ہے اپنی امت کا وہ غمخوار نظر آتا ہے حم دل احمد مختار نظر آتا ہے میرا عاشق یہہ دل افکار نظر آتا ہے قلب یسا مجھ بیکار نظر آتا ہے
--	---

قصیدہ

زمرہ میں رسولوں کو وہ عالی نسب ہے ہر شاخ میں سرگل میں عیان ہے ایر جلوہ کیا فوج یوسف کو تری حسن کو آگے سرخ پیہ بونکی ہر ذرا لعل بدیشان بولیکو جب آئی ہر صبا زلف نبی کی اس ناز کے انداز کو اعجاز کو صدق پڑتا ہوں صفت جب تری سینہ کی	اس واسطی مشہور تو کی مدنی ہے ہر رنگ میں ہر لون تری جلوہ گری ہے شرمندہ تجھو دیکھو کاج روپری ہی بزرگ خجالت سے تحقیق ہمینی ہے پاتا ہی شرف اس ہی یہہ شک غنی ہے ان سب سے زیادہ تری شیریں سخن ہی گہلنتی گویا منیہ میں مری مصری کی ٹلی ہی
---	--

تحفہ لے اتون بن چلی تھی ہرچہ رین
 آہٹ سے قدم کو تو اٹھا کرتے ہیں مرد
 کہہ دو کوئی جا کر مرے عیسیٰ نقبی سے
 اب شربت دیدار پلا دیجو خدا را
 یارب مجھ کو پہنچا دے توئی شکرینہ
 آتا ہے یوں پر تری عشاق کو جناب
 اللہ سلامت رکھو اس شاہ و کن کو
 تا حشر بہہ قائم ہو یارب معہ اولاد
 کس منہ سے بیان ہو مرے رازنا تحقیق

کیا لطف و عنایات رسولِ عربی ہو
 بگڑی ہوئی تقدیر تجھی سے فوہنی ہے
 الفت میں تمہاری ہی میری آنہی ہے
 بیحد ترے پیار کو ششہ نہی ہے
 مفلح بن میں و پیش غریب الرطبی ہے
 جلتے ہیں عدد و انکی ہی دشمنی ہے
 کرتا جو رعایا پہ وہ اب اسجدلی ہے
 اسلام میں پوچھو تو یہ مہیر گئی ہے
 جو انور خدا ہے وہ ہی انور بنی ہے

تقصیر

قلب میں ہر روشنی ایسی خود انور سے
 میں کیوں پہنچوں وہاں مولود کو جہاں
 ناتواں ہوں کس طرح محشر میں جاؤں نبی
 رنج تا کہ یابی فرقت کو صد مذکا سہوں
 آسمانوں کے جدائی میں لگا دیتی ہو آگ
 تیغ عشق مصطفیٰ سے دل مرا حرق ہو
 رات دن ہجر بنی میں تہو میں آنکھوں کو شک

کم نہیں ہر دل غول میرا جو اچھوٹے
 قلب کو ہوتی ہو تسکین آنکھوں سے
 بار عصیان اوٹھ نہیں سکتا کسی مزدور سے
 جبر اوٹھ سکتا نہیں اب عاشق مجبور سے
 آہ سوزان جب نکلتی ہو دل رنجور سے
 زخم اس کے ہون نہ اچھو مرحم کا فور سے
 کم نہیں ہیں دیدہ گریان میرے ناسور سے

<p>مین بھی ہوں مست ہوئی تہی و دوسرا دیدہ حق میں ہیں میرے جلوہ حق ہی نہاں حال کیا سوز و رون کا یا نبی ظاہر کردن مین نالہ حق کی حکایت ہوں حق ہی مصطفیٰ یہ حدیث منسوب ہو اہی روشن کے تحقیق صاف</p>	<p>صاف ظاہر ہی میری دیدہ مخمور سے مصطفیٰ کو دیکھتا ہوں میں خدا کو نور سے کم نہیں ہی سینہ روشن مرا تنویر سے کس طرح عالی ہو رہتہ مرا تصور ہے احمد مرسل ہوئی عید خدا کو نور سے</p>
---	---

قصیدہ

<p>چہرہ جو پر انوار ہی محبوب خدا کا آزادی سخن کو میرے ہوتی نہیں جال آلودہ دلون کی یہاں ہوتی ہی صفائی دشمن کو قلم ہو کر اگر کرتے ہیں یاں سر بیشک اوسو حاصل ہی سہ خلدیرین کی مانند کتان ٹکری ہی کر دیتا ہی دل کے بحر جگہ عجیب جو مراد امن امید مرد و فک و بلا دیتی ہیں آہٹ سو قدم کے</p>	<p>شیدا یہ دل زاہر ہی محبوب خدا کا وابستہ گفٹا ہی محبوب خدا کا کیا پاکیزہ دربار ہی محبوب خدا کا وہ ابروی خدا ہی محبوب خدا کا جو دل سے طلبگار ہی محبوب خدا کا وہ پر تو انوار ہی محبوب خدا کا دربار یہ دربار ہی محبوب خدا کا کس ناز کا رفتار ہی محبوب خدا کا</p>
---	---

قطع

<p>دل میرا کسی طرح سے اچھا نہیں ہوتا ساتی سونہ ساغر سونہ می ہی اسی کام</p>	<p>یہ طالب دیدار ہی محبوب خدا کا مدہوش یہ سرشار ہی محبوب خدا کا</p>
---	--

باہر کوئی حلقہ سے نہیں ہوتا ہوں کہ
تحقیق تجر حشر کا کیا خوف و خطر ہو

کس حسن کا پرکار ہو تجھ کو بس خدا کا
غفار ہو دلدار سے سب سے محبوب خدا کا

قصیدہ

خدائی میں محمدیسا پیغمبر ہو نہیں سکتا
کیسا عشق دل کا میری سب سے نہیں سکتا
میں نشہ ہوں ازل سے خجرا بروی احمر کا
ہزاران یوسف مصری تصدق تیری صورت کا
خدا کہتا ہو طالب سے تری دیدار کہ ہر دم
زمانہ سے نہ سکھو ہر فلک سے ہر شکایت کیا
خدا اچھوٹا کچھ چاہتا ہو ہر دکان کوں جامی ہو
یہہ بچا نوپہ اترا ناہر کیسا بت پرست و دکان
یہہ حسن و لطفی پر نجاؤ دال دنیا کو
یہ کیوں تحقیق دیتی ہو فلک کو گالیان حق

بجز اہل حق خدا کا گرنی و لبر ہو نہیں سکتا
دل تیرا میرا عشق کیسا نہیں سکتا
کیسا آسہ خجری کا تو تر ہو نہیں سکتا
مقابل میں تری وہ منور ہو نہیں سکتا
مرے محبوب کا جلوہ میرے ہو نہیں سکتا
جو گمراہی وہ اپنا پھر مقدر ہو نہیں سکتا
بجز تیری گنہگاروں کا محشر ہو نہیں سکتا
جو معبود حقیقی ہے وہ پتھر ہو نہیں سکتا
جو ہر کم ظرف ہر گز نیک جو ہو نہیں سکتا
خدا جنتک بچا ہو وہ ستمگر ہو نہیں سکتا

قصیدہ

احمد نام تو کبھی خواب میں آتی بھی نہیں
ساغر وصل مجھ پر اپنا پلاتے بھی نہیں
رخ انور سے تعاب پر ہٹاتی بھی نہیں

حسرت و گمیری آپ مٹاتی بھی نہیں
اتش ہر میری دکان بجاتے بھی نہیں
جلوہ نور خدا مجھ کو دکھاتے بھی نہیں

کوئی سنتی بھی نہیں مہو سنا تی بھی نہیں
مصحف رخ کو خباب اینی دکھا بھی نہیں
تم باؤنی کی صدا مجھ کو سنا تی بھی نہیں
اب یہاں ناز کوئی اوسکی اٹکا بھی نہیں

حال دل تیرے سوا آئینہ خائیں جا کر
خوابش دل چھو ہی پڑے کوہِ قرآن دیکھو
درد و فرقت سے گئی جان مار شکر مسیح
لیچا پویشیں تیرے دل تحقیق حسین

قصیدہ

جسطرح ہر سہا شہ خاور کے سامنے
دریا بہیگا آنکھ سے سرور کی سامنے
تھرا گئے جب آئے وہ حیدر کے سامنے
مدفن بھی ہو گا روضہ انور کے سامنے
ٹپ میگا لاشہ میر اپمیر کے سامنے
سینہ سپر ہوا ترے خنجر کے سامنے
ہو صید دل نگاہ منور کے سامنے
پیٹا کرونگا سر کو مقدر کے سامنے
زخمی ہوا ہو جو کوئی دلبر کے سامنے
بہائی کا سر جدا ہوا خواہر کے سامنے
پیا ہی گئی شہید جو حیدر کے سامنے
ریخت کروں تین کہی کوثر کے سامنے

دور سے ہیں انبیا بھی پیمبر کے سامنے
محشر میں جاؤں جب میں پیمبر کے سامنے
سہر کش جو رابطے تھی درخیمبر کے سامنے
میکل گادام مر اجو بدین میں اسے خدا
تشریف لائینگے وہ متحدین مر و ضرور
گھائل کیا جوا بر و سے خمدار نے ترے
کیجی شکار شوق سیا اب او میر و حضور
گر ہو دل حزین پہ نشانہ نہ کار گر
تخ الم کا حال اوسی دل سے پوچھیو
زینب کا حال نار مجتو ہو کیا بیان
اسکو نکلے بدلے خون بہا ہو گا آنکھ سے
جو وقت نزع شربت دیدار ہو نصیب

تحقیق تجھ کو روز جزا کا ہر خوف کیا کہ کردہ بخشش سے تیرے اندر کے شامو

قصیدہ

پہلے میں نے پیش حق عصیان کا دفتر کھل دیا	بعد وہ سنا کہ تیرے لیے سب سے بڑا عذر رکھ دیا
فضل سے اپنے کہا حق نے کہ جا پیش نبی	میں نے تیرا تیرا عذر موقوف اون پر رکھ دیا
بھوکے جگر جھوٹ افکار و ہر وادہ ناز	سر کو اپنے شوق سے قد مونگے اور سر رکھ دیا
آپ یوں کہنے لگی خوش محبت سے کہ جا	ہم نے پہلے ہی سے تیرا غلہ میں گھر رکھ دیا
میں نے فرط شوق پا بوسی قدیں میں	نگ زین کی جگہ سر اپنا آخر رکھ دیا
تاکہ ہر دل میں جمال و نور منعکس ہو	آئینہ دل کا بنا کر پیش سرور رکھ دیا
بادہ حب نبی سے اتوپان سرشار ہوں	اسلمی محشر میں نے آب کو تر رکھ دیا
آرزو تحقیق تھی کیا کیا بدیہ کی مجھ	چرخ نے ساری تمناؤں پہ تپھر رکھ دیا

قصیدہ

بنی آج خواب میں آگے مرا بخت خفتہ جگا گئے
میرے دل کو صاف لہجہ کی پیر وصل شدہ سنا گئے
تھی اسی کی فکر مجھے سدا کہ ملنے کب مرے مصطفیٰ
تری مہربانی سے اسے خدا مجھ کو جلوہ اپنا دکھا گئے
تپ ہجر سے ہوئی اب شغالی مجھ کو تہی جو میری دوا
رویا میں آ کے وہ مصطفیٰ مجھ کو جام وصل بلا گئے

قصیدہ ہریان کی شہرستی

اگر تو چاہے دکھانا مجھ کو جمال اپنا محال کیا ہے۔

اسی تمنائیں ہرگز تیرے دل کا وہ کریموں سے نہیں

میں جب سے عاشق ہوئی ہوں تیری نہ کہہاں روایتیں تیرا

یہی تمنائیں ہی سے دل میں کہہ وصل کیا وصال کیا ہے

میں خیال ہوں بلا لے دیے نہیں ہر وقت مجھ کو ارہ

نغمہ جدائی اسی تیرے شاہد ہے دیکھ کر دل کا حال کیا ہے

بہلی ہوں تیری بری ہوں تیری جو چاہی کہ تو ہوں شہنشاہ

میں ہر طرح سے تجھ کو ٹروں تجھ کو یہ دل میں تیری خیال کیا ہے

میں ہو کے سائل رگھو کی تجھ کو کہ پادشہ قصیدین پر دل کا

نہ پوچھتا بھی مجھ سے تو نے بتا دی تیرا سوال کیا ہے

میں ہو کر شہید الٰہی تجھ پر یہ جان اپنی یہ لاپنا

جو دولت دید ہو یہ سب ہلا پھر اس کو زوال کیا ہے

میں لونڈی تیری تو میرا آقا پنچا ہوں تجھ سے تو چاہوں کس

تو بھر دی مقصد سے میرا دامن و گرنہ کسلی مجال کیا ہے

جو پھیرے درستی تو اپنی مجھ کو میں جلدوں کس درپہ تیری ہو کر

بتا دی دگر غم زدگی سے یہ مجھ کو بچ و طلال کیا ہے

گد چکی عمر یوں ہی میری نہ چونکی غفلت ہو و ا قسمت
نہ جانی تحقیق میں نے آپک حرام کیا ہر حلال کیا کر

قصیدہ بزبان ریختی

جا کر میں مدینہ میں ہمیر سے ملون گی جیتی جو رہونگی
دلہیز پہ سر روضہ اقدس کی رکھونگی۔ آنکھیں بھی ملونگی
بلبل کی طرح گلشن شرب میں پھرونگی۔ غنچہ سا کہلوونگی
بو ہو کے چمن سے میں شب دروزا ٹونگی۔ کپڑوں میں بسونگی
جام محمد نبوی سے ہونین سرشار۔ دیکھو مری اطوار
جا کر ابھی ساغر مے وحدت کا پیونگی۔ مستانہ بنونگی۔
ہو جائے اگر روضہ اقدس پہ رسائی۔ ہو شکر الہی۔
دربان کی طرح در پہ شب دروز رہونگی۔ مگر ہی ہٹونگی
نوندی ہوں نکلون دیکھو میرے سرکار۔ ہوں حاضر دربار
برطح سے دامن مے مقصد کا بھرونگی جب پہ اڑونگی
آجائیں لحد پر وہ مے شکست سیجائے۔ ٹڈنگا یہ لاشہ
دل اور جگر اپنا میں قربان کرونگی۔ جی کر جو اوٹھون گی

افسوس یہاں جھکوتر سبز نے مارا کیا کیجئے چارہ -
 ملو میں مدین بھی یہی کہتی رہو گی - آقا سے ملو گی -
 ہر چند ہوں بی بین خطا از گنہگار - اے احمد مختار
 دوزہا میں مگر حشر کے دن میں نہ جلو گی - دامن میں چلو گی
 ہر التجا لوٹسی کی یہہ زبیر کی حضرت - یا شاہ رسالت
 محشر میں نفع لین ترے لیکے چلو گی - جنت میں رہو گی
 سو نہاں در قربان ہوں تحقیق میں لکھکر - اب نعت پیہر -
 آئین تر و عنہ اقدس پہ پڑو گی - جان نذر کرو گی -

قصیدہ

<p>بلبل ہوں جاوے کیوں نہ میں گلزار کی طرف دیکھوں میں ایسی آئینہ رخسار کی طرف جب دیکھتا ہوں ابروی خدار کی طرف رشک مسیح دیکھتی بیمار کی طرف دیکھتا ہوں پھر کے زنگس بیمار کی طرف جسوقت آنو آپکے دربار کی طرف دیکھتا ہوں بے ہوشی ناز کی طرف اعمال کی طرف کہیں غفار کی طرف</p>	<p>جاتا ہوں کیسے احمد ضحاک کی طرف مراستا و دست آئینہ ہونے کی طرف کعبہ سجہ کی مسجد میں گزرا ہوں بابا درمان عریض عشق کو کافی ہو بس ہی جیسے ہوا ہے آپکی آنکھوں کا جھکاؤ عشق دامن ہمارا گوہر مقصدی بھر گیا گلزار ہو گی آتش دوزخ یقین ہو خوف و رجا سی دیکھتا ہوں روز حشر میں</p>
--	--

سجنگ لوگ عاشق صادق ہو روزِ شش
داغِ جگر سے روشنی ہوگی ہزارین

جب تکائیں احمد مختار کی طرف
تحقیقِ نیا کی جب لحدِ تار کی طرف

قصیدہ

یا محمد پر خشتِ نورِ خدایِ با شد
از پیروصلِ توشبِ ہائے فراقِ ای جانان
ہست وابستہ تو این دل دیوانہ مانہ
کردم ہوش مرا ساغرِ وصلتِ ساقی
و خشتِ این دل دیوانہ ماہِ روم و اند
یک نظر بر من بسکین بنگین بھر خدا
بھر وصلش جو کہم عرضِ صنم میگوید
گر شود وصلِ دلارام ترا کی تحقیق

زان بے ہوش تو ہوشِ بے با می باشد
عاشقِ دارِ سجدا کو بلا می باشد
رحم کن یا بجا ہر دورِ و ا می باشد
حاجتِ یمن زندگیا می باشد
نگہبستِ زلفِ تو زنجیرِ بیا می باشد
چشمِ شہِ بے خطا سو کو گدا می باشد
منتظرِ باکثرِ زنجیلِ خطا می باشد
باز این حسرتِ وارانِ کجا می باشد

قصیدہ

جلوہِ فرا ہے ماہِ عربیہ نقاب کے
گیسو ہٹا کے رخسارِ رسالتِ مآب کے
لالیِ عبا جو نگہبستِ زلفِ رسول کو
صدقے نیکون ہوں ولسیٰ مزارِ شریف پہ
جلتا ہوں روزِ شنبہ ہجرتِ نبی سے

منہ پر ہو لیانِ یمنِ چمنِ ماہتاب کے
چہرے چھڑائیگی ابھی ہم آفتاب کے
بس جو صلیبِ گریہ کی ہو کر گلاب کے
سب نے رُو کو ملتے ہیں تحفہِ ثواب کے
کتک اٹھاؤں صد کے الہی عذاب کے

تاریک لحد سے مجھ خوف کچھ نہیں
 جہز نبی میں اشک ہلکا میں اس قدر
 خادم نبی کا ہون میں نکیہ میں سو کہو
 لہر ہی ہر ناگن زلف رسول کج
 خدام میں تو اپنے کیا جھکو منتخب
 یک گھونٹ ہی میں جلوہ نظر آگیا نچو
 رند و نکاتیر و مرتبہ پہ اور ہی ہوا۔
 فرقت کی آگ نے مری جان کو جلا دیا
 در و جدالی نے تیری بیتاب کر دیا
 دل سے نکل کے آہ کی بجلی جو جاگری
 الطاف سے تم اپنے بلالو سبج میں
 حوص و ہوا کو چھوڑ دو دنیا کی آجکل
 اوراق الٹ دی تو نصیحت کو صحت
 پیر میں تجھ کو یاد کر گیا یقین ہے
 وصف نبی کو فیض و تحقیق دیکھ
 تحقیق سر پر رکھو میں نعلین پا کے

میں دل میں داغ خشق رسا آتا ہے
 دفتر تمام دھنگے روز حساب کے
 جھکڑے کچھ ہوں مجھ سے سوا جوانی
 اس ل سے لو چھپی مڑے کچھ سچ قبا کی
 قربان جاؤں تیری میں اس انتخاب کے
 سانی میں صدق ہوں تیری دوسرے کے
 زاہد ورق الٹو رہی بس کتاب کے
 دل اور جگر میں سوختہ مثل کباب کے
 آنکھوں سے خون ٹپکتا ہو مثل شہاب کے
 نکر دہو میں تو اڑ گئی دیکھو سحاب کے
 صدمی اوٹھا۔ باہر یہہ دل اضطراب کے
 ورنہ سہو کے حشر میں صدمی عذاب کے
 سب نوجوانوں پر ابھی دن ہیں شب کے
 گو زندگی سبھی کی ہو مثل حباب کے
 قسمت فی ہمدی تیری دن انقلاب کے
 ہجرہ چلوں گا خلد میں عالیجناب کے

قصیدہ

جان و دل سے ہین فدا تجھ پہ تمام میل
 کیسے چ کر نقشہ چہ نازان ہوا تھا شانل
 شرف پایا جو تیرے حسن کا خوشی شانل
 کوئی ثانی نہیں مخلوق میں اجتہاد
 دیکھا جب طالب مطلوب میں کچھ نہیں
 جبذا اصلی علی جس میں ہوا تو پیدا
 جب برستی ہر ترے ذکر سے رحمت چٹکی
 رب ارنی تو کہو تاب نہ لائی ہرگز
 رخ احمد سے یقین ہر اب اٹھیکا پرودہ
 زہد و آپو شوق سے مجھہ رند کی پاس
 اے اجل ظلمت مرقد سے محرم خوف نہیں
 شعلہ عشق نبی سے جو نکلتا ہو دہوان
 کو چشمی کا مرے نسخہ اکشیر ہے یہہ
 زلف احمد کا ہوا جب سے سودا میں
 وحشت قلب ہی کہتی ہو ہر دم مجھ سے
 آپ خود آتے دیا مجھ کو بلا تے تھر نبی

ق

بکرا یان مفصل کا تو لی ہر مجھل
 جملہ اوصاف سے تصویر تھی تیری کل
 مشتری طالع یوسف کی ہوئی نہ مثل چل
 جسطح سے تری خالق کا نہیں ہر اول
 میم احمد ہوا ان دو نوین اگر حائل
 سب سے اعلیٰ ہر مہنون میں بریج الاول
 غنچہ دل میرا کھلے تابی ماندا کد ل
 لنترا نی کی مذا سے ہوئے موتی کی گل
 آج عشاق کے زمرہ میں بڑی ہو چل
 ہو دو وحدت کی رکھا ہوں میں بغیر تیرا
 عشق احمد کی ہر روشن ہر دلیں شعل
 طرف سینہ پہ مرجھتا ہو مثل کا جل
 جب لگتا ہوں میں آتا ہو ظلم غر جل
 مثل محنون کو چیرا ہوں جنگل جنگل
 خاک شرب کا لگا چلکے ذرا تو مندل
 جذبہ الفت کامل ہوا اگر کرنا عمل

لہذا کھرجا بند سے سو کر شرب
 جبکہ جہل ہو ایدار بنی کا خلعت
 خین برسا یگا اب آنکھوں میں کھینچ
 وقت آخر جو کئی روح کھو غرایل
 قصد فرماتے تھے تفریق کا جو وقت نہی
 بلخ خوال در زمان بنی ہوں تحقیق

عشق احمد جزئی میرے گلو کی ہر شکل
 منطقی نے مروں دوش سے پھینکا کھل
 سمت شرب سے چلا آنا ہی دیکھو بادل
 سو کر احمد تجھ کو لیتا ہوں چل جلد گل
 سبز ہر دشت کا ہوتا تھا مثال نخل
 ہر یقین جلدین باؤنگامین ہو تیکا گل

قصیدہ

شہ ابراہیم سینہ سے لگاتی ہیں مجھے۔
 لطف سے اپنی ہلا کر ہو وحدت کا جام۔
 لکے رویا میں نقاب پی ہٹا کر نہ ہو
 مہربانی سے عنایت سے ہلا کر در پر
 تم با فنی لب اعجاز سے فرما کر وہ شہ
 ہر مصیبت میں جو لیتا ہوں نام اقدس
 ہوں پڑا قبر میں تنہا میرے آقا و
 اپنی دروازہ پہ جلدی ہو بلا لوشا
 دیکھ کر گلاب وہ ہلاتے ہیں در اقدس پر
 آسمان سے تو نکالت نہ زمان سے کلام۔

اپنا گنجینہ اسرار بناتے ہیں مجھے۔
 کبھی مدہوش کبھی مست بناتی ہیں مجھ کو۔
 جلوہ حسن خدا داد دکھاتے ہیں مجھ کو
 شکر ہے بندہ بیدار بناتی ہیں مجھ کو
 کشتہ بھر ہوں یکدم میں جلاتی ہیں مجھ کو
 میں تصدق میرے آقا ہی بجاتی ہیں مجھ کو
 دیکھو احباب تو اب چھوڑ کر جاتی ہیں مجھ کو
 در بدر گردش ایام بھرتی ہیں مجھ کو
 آتش ہجر میں یا یوں ہی جلاتی ہیں مجھ کو
 میرے تقدیر شہور روز لاتی ہیں مجھ کو

جبکہ میں صبح سر ہون تیرا شاہ امم
پس مرون نہیں خوشبو کی ہو حاجت جھکلو
زلف کا جیسی ہوا ہی میری سر میں سودا
سر کے بل چلی پہنچ چاؤ لگائیں بھی تحقیق

سو کر فروس ملک ایک لڑکا تو ہیں مجھو
عطر کے بدلے پسند وہ لگا تو ہیں مجھو
پڑھ کر الیل ملک روز سنا تو ہیں مجھو
سو کر شرب تیرا شاہ بلا تو ہیں مجھو

قصیدہ

ڈوبتا ہوں یا نبی بکر گنہ کے آب میں
میں شہید تیغِ ابرو رسول اللہ ہوں
جب نہ لکھتا ہوں دندانِ رسول اٹھکی
نورِ شانی احمد سی او سی نسبت ہو کیا
کس طرح اہلِ دین کی نہ محفل ہو پسند
ارزو تحقیق کی ہو بخت جاگ اٹھیں سر
یا نبی صدمو جیسا کی اوٹھائیں کتبک
رخِ انور پہ یہ گیسو کے گھٹائیں کتبک
تسو کر شربِ ہلین لچل تو او وحشت
شوق دیدار میں بچھو چلنا مل کا
آفتاب رخِ احمدی تو ہٹجا با دل
غمِ فرقت سی اندھیری ہو مری آنکھوں میں

کشتی تن آئی تیرا چکل گرداب میں
غسل میت کب ہو لازم عالمِ انسا میں
غسل کرتا ہوں میں آب گوہرِ نایاب میں
یہ کہان ہو روضہ خورشید عالمائے دین
دل لگا کرتا ہو اکثر صحبتِ صفا میں
دیکھوں دیدارِ یارب میں نہ کھنچو میں
آتشِ ہجر سی ہم دلو جلا میں کتبک
شبِ فرقت کو مری سر پہ بلا میں کتبک
دجیانِ حیب و گریبان کی اڑ میں کتبک
طفلِ نادان کی طرح اسکو منائیں کتبک
جلیانِ آہ کے ہم تجھ پر گرائیں کتبک
ہند میں رہ کر کہو ہو کرین کھائیں کتبک

ایسی کجا زمان کچھ تو بھلا کیجی عروج
واجب الرحمہ ہیں اور معصیت نودہین
بند ہو جاتے ہیں ہم سوئی پینہ تحقیق

قلب بہ شہر تہمین جمال و کھنجر کینک
شہرستان کی یہ بہر شہنا چہا پین کینک
عشق آنکھ تہمین چہا پین کینک

سہیلاری طبع اور مولانا مولوی جناب عبدالحی صاحب انکھلن

اگ تر آھر ایک رحمت ہے
عاصیوں پر بھی رحم ہے تیرا۔
تو ہے رحمان لیکن اے قہار
سب پر ظاہر ہے تیری صناعتی
ہیں دلیر بھی اپنے عصیان پر
تو نے انسان کو عقل دی جان دی
تو نے انسان کو کیا اشرف
کہ ذات احد کرے دریافت

اور کیا دوزخ اور جنت ہے
عادلوں پر بھی تیری رحمت ہے
تھر تیرا بھی قیامت ہے
یہہ جہان تیری ایک صنعت ہے
یہہ تری بخشش و عنایت ہے
کیسی بندوں پر تری رحمت ہے
دی ہوئی یہہ تری فضیلت ہے
اے بشر تیری کیا حقیقت ہے

یا دوحیٰ میں بسر کرو سعدی

فرض انسان پر عبادت ہے

کون تھا مسیت اکو دیا تو ہی تو تھا ایضا پھر ہا جسٹا وہ کون تھا تو ہی تو تھا۔
قل ہو اللہ احد کی ابتدا تجھس ہوئی شان اللہ الصمد کا منتہا تو ہی تو تھا

ایمان کے ساتھ تیری ہر دم بولید کی شان
 اللہ کنزاً خفیاً گریے کہا تو نہ کہا
 تو نہ سمجھا اگر تم کیا سمجھ سکتے تھے
 علم الانسان ما لم یعلم آخر کیمیا
 میں ہی تھا جو احسن التوہم میں پیدا ہوا
 جانتی ہیں ان تالو البرحتی تکلف و
 کل شیء مالا لا باقی تری اک ذات ہر
 تو نہ چھپتا ہے نہ کوئی دیکھ سکتا ہے تجھے
 شان انسان میں تری جلوہ مالی کبھی
 جانتی ہیں ہر توسعدی رکشف کار ان کو

کفو تیرا نہ چلو کوئی تھا تو ہی تو تھا
 کھلے اجبت ان اعرف خود نام تو ہی تو
 نحی اقرب کہ جو خطا ہر ہو تو ہی تو تھا
 قال اللہ یدعی من یشاء تو ہی تو تھا
 تعاجلوا الحمد علی العرش اشکو تو ہی تو تھا
 من لدنا کہ رحمتنا جبر کہا تو ہی تو تھا
 خلق ربیعہ ودم تھی سہی نام تو ہی تو تھا
 جس نے وی تھی لی تو انی کی صلا تو ہی تو تھا
 آپ خود ہی اپنی صنعت پر فدا تو ہی تو تھا
 ما غرابو لکر چو پ گیا تو ہی تو تھا

قصیدہ طبع و جناب محبوب خاص المتخاص بہ اشہر

روئے انور تو دکھا عرش پہ جا بیٹھو الے
 ہر بنی کو قہقہہ تناکہ ہواست میں تو ہی
 حکم موسیٰ کو ہوا طور پہ نعلین اقام
 تو بہ آدم کی بھولی نام تو تیرے مقبول
 دیکھ کر وہ مبارکتے مصور حیران

سب میں مشتاق تری دید کو پا بیٹھو الے
 یہی کرتے تھے دعا اگلے زمانہ والے
 آپ میں عرش پھیلین سجائیو الے
 نسل آدم کے ہوئے آپ بڑا بیٹھو الے
 لاکھ کوشش کے تصویر بنا بیٹھو الے

ہو سوا نیزی نہ خورشید تو کیا عمر بزمین
جو بکر عمر حضرت عثمان حیدر
اپنی صورت کو گم دیکھنے مہمان بکر
خوف کیا حشر میں عصیان کا گنہگار تو
ازنوں آپ کا آہر ہر پریشان حالت

احمد پاک میں رہ میں چہا چہا سہ
آہی ہی دین محمد کے بڑھانہ واسے
آپ ہی آپ ہی دان آپ کو پانیو واسے
ہیں رسول عربی سب کو چڑھانہ واسے
نظر رحمت ہو رہی ناز اٹھانہ واسے

تحمیدہ طبع از مولانا حاجی غلام حسین صاحب امتیاز اخبار توحید

عیان ہو قدرت پروردگار کے میں
نہ ہو چکے طالب دنیا طالب جنت
ماں کا لہر وہ ہر داغ ہی نہیں جس میں
ہر ایک رنگ میں مانت میں رات دن میں
وہاں جس میں ایسے کہ ہر شمس کا
ہر قدر عروج و سکلی کی وافی نسبت سے
کردن ہو کیا کروں تعریف ان کو انبیاء کی
طاہرین جس سے نہایت شایق ہو پایا
کہوں میں کیا کچھ ہدم کہ کس طرح گزری
ایک دہن میں رہو چھوڑ دال دنیا کو

عجب ہے شان خدا انکار کی میں
قرار لگا دل بیقرار کے میں
جس خزان میں وہ ہر ہمار کے میں
عجب خراج کی پندیں ہمار کے میں
چلو کہ جس کی دیکھیں ہمار کے میں
ہر ایک کہ ہر شرف افتخار کے میں
جو چیز آئی شرف و شکار کے میں
ہر ایک شخص بنایا غار کے میں
بہت ہی شاد ہی جان ناز کے میں
خیال آتا ہی بہار بہار کے میں

طش نہ پھینکی : انکے کسی سین سے مجھے
کہیں نہ جائیگے : سچے کو پہنچ کر تو حید

ہزار گل میں نہیں ایک ٹلر کے سین
تھا جب اپنا ہی حاجت برائے کہ میں

قصیدہ طبعیہ حضرت امام شمسور علی صاحب مرحوم المتخلص غریب

عشق احمد جو کیا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
خواہش نفس سے تو شاہ دیوا کا حاصل
عین واجب تھا پچھانت تجھ کو شگن کی
رہا وہ کہ میں گئی عمر کہ ایک سونہ ہوا :
بعد مر نیکی ملاقات یقیناً ہوگی
مجلس شد کامل کی حضور سی کر کے
یہی ارمان رہی دل میں کہ ذیشان غریب

دل وہ جانا پند ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
گرواغت کا گدرا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
جستہ خروین کیا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
رہ من عرف چلا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
جیتو جی دوس سیلا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
ساغر وصل پایا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا
تجسس خدمت جو لیا ہوتا تو کچھ بھی ہوتا

قصیدہ طبعیہ حضرت ابوالمنظرفر دلاور شریف خدا المتخلص غریب

میں مع خوان ہوں اس شدہ عالیجا کا
تو کیا نہ ہوں جو چہرہ انور کو خواہد میں

اولی ہر تہ عرش سے جسکی رکاب کا
ہر غیر مال ہن افغانہ خراب کا

ہر دم خیال شیر بطنی کا دل میں ہی
جنت کی آرزو نہ ہو نہ فردوس کی پس
کیا تابہر زبان کی میری میں کہ بیان
جھکا ہوا لوجہ دیدہ میں یا رسول
مچھکے نہیں ہر آرد و خیر کی یا رسول
خاک نہ رسول جو دلی ہے اگر

عاشق ہوا ہوں جسے رسالت مآب کا
پیش نظر ہو و روضہ اقدس جناب کا
ہو و صف کس سے انگریز لا جواب کا
قصہ طراہی قلب کی اب التہاب کا
لو کہلار ہا ہی بخراب عالم عذاب کا
تکلیف کا حوصلہ دل پر اضطراب کا

طبع زاد مولانا محمد علی صاحب منہ بدار المتخلص بیدار

روح کہتی ہے بہار بوستان میں ہی تو
غ لبسمل کٹے ہر دم تباہ میں ہی تو
ملح احمد سولی ہے اس قدر رخت بھی
شن شیرب میں میرا ہی نہ کیوں ہوا آئینہ
انفس کا بحر عالم میں یہ ہر خطریاں
بلوہ نور رسول اللہ کہتا ہی یہی
ہی کہ کس نرسو اندر شیرب کی گلی
شن شیرب میں ہی شیرنشین ہو صبا

اس جہان میں چاروں کی مہمان میں ہی تو ہوں
تینج بھر مصطفیٰ سے نیچاں میں ہی تو ہوں
عرش ہو جسکی زمین وہ آسمان میں ہی تو ہوں
بدل باغ غبی انی باغبان میں ہی تو ہوں
کشتی عمر روان کا بادبان میں ہی تو ہوں
دیکھو شہر میں نہاں ہو کر عیان میں ہی تو ہوں
دل فریب روکش باغ جہان میں ہی تو ہوں
اس حین کا عندلیب نغمہ خوان میں ہی تو ہوں

تو بہتیر کی ماہر تہذیب و تمدن کا نقشہ بدایہ مستور ان میں ہی تو ہوں۔

<p>رات دن کی نوحہ خوانی یا نبی اچھی نہیں میری سر پر یہ گرائی یا نبی اچھی نہیں میری قسمت کی کھالی یا نبی اچھی نہیں مجھ کو ایسی ناتوانی یا نبی اچھی نہیں اوس جن کی باغبانی یا نبی اچھی نہیں ہم کی نامہ پڑائی یا نبی اچھی نہیں ہند میں اب زندگانی یا نبی اچھی نہیں</p>	<p>ایضاً ہوئی اب سرگرائی یا نبی اچھی نہیں ہوں خمیدہ بار عصبی شرمہ دکا وقت سکوچتہ ہوا وہ رو دیا ہی سیاختہ تقانی والے چلے ہائیکے میں رہ جاؤنگا گلشن شرب سے بہتر کب اگلزار خان منتظر ہوں نزع میں میری خبر اب لیجئے جلد شرب میں بلا لیا کہ بتیلاں سا کو</p>
---	---

الف

<p>اور غم سے گھٹتے ہوئے اسباب غمور سبے مثالی وہ حق نے کیا ہے رتبہ عالی۔ سب عاصیوں کو بین وہی والی ہو گنگ زبان میری نجالی کیا مجھے بیان رتبہ عالی عثمان و علی ہیں خوشخصالی تقدیر نے ہن میں ہے ڈالی ما حشر رہی تو اوس کا والی</p>	<p>کہتا ہوں میں محمد و نوالجسالی ہے ذات جناب سر مخفی لو لاک لہا ہے جن کی تعریف حضرت ہیں شفیق روز محشر تعریف رقم ہوا دن کی کیونکر وہ شان ہوا بیت حضرت صدیق و عمر ہیں چار انجواب شراب میں بلاؤ بھکوشا یا رب رہی یادگار تحسین</p>
---	--

اور غم سے گھٹتے ہوئے
اسباب غمور سبے مثالی
وہ حق نے کیا ہے رتبہ عالی۔
سب عاصیوں کو بین وہی والی
ہو گنگ زبان میری نجالی
کیا مجھے بیان رتبہ عالی
عثمان و علی ہیں خوشخصالی
تقدیر نے ہن میں ہے ڈالی
ما حشر رہی تو اوس کا والی

شیخ بن طبر و مولانا محمد عبدالعزیز صاحب المتناقص و

بر غزل تحقیق

بست و بخور و گرد آن خوشبوئی تو سر بر تسلیم آمده هر سوئی تو جلوه حق یا محض روئی تو از من تو فارغم بیگانه ام از شراب شوق تو متاعه ام	عنبرین موزلف آن گیسوئی تو بر زمین کعبه خلد آن کوئی تو کعبه جن و بشر ابروئی تو بر جمال شمع تو پروانه ام تو یاور دل نه صاحب خانه ام
--	---

طوق شد بجز دل دیوانه ام
حلقه گیسوئی عنبر لویی تو

خاکسارم خواهش تو قیر نیست تیر و ترکان در دلم پنجه نیست	دل گرفتارم و لیلی زنجیر نیست سوز عشقت کمتر از اکسیر نیست
---	---

بهر قلم حاجت شمشیر نیست
ذبح کن از جنش ابروی تو

بر گل عارض فدا ببل مدام میکند باد صبا سلسل مدام	جوش مستی میکند قفل مدام من شدم وابسته کامل مدام
--	--

	دل پر پشیمانیست پشیمانیست در خیال زلف شمع لایعے تو	
نہل امیدم کجا با ر آرد بس درین امیدم بگردد	آب رحمت زانکہ اور اپہ دور و چوب عمرم کس راحل میزند	
	نقچہ کدلیان بنی کے لب لکھو حجر پلو اسے زامن خوشبختی تو	
در غلامان تو کن واصل عقل ناقص را کن کامل	لطف ہستی کے شود حاصل مرا آرزو صفت خاص کن واصل مرا	
	کے بگرد و قرب تو حاصل مرا نسبتہم نے از سگان کر مکتو	
من شستم بر درت گریہ کنان لطف فرما تو بیا اسے جان جان	پائے بہت را شکستہ ناتوان حکم فرما تا بلویم داستان	
	مانی خواہیم گلزار جان ہست لایع جنت کو تو	
صبر و طاقت برو از دل کی قلم جز بدرگاہست کجا من میسر م	باب راحت را شکستہ درد و غم من روم کا نرو ز کہ سوئی عدم	
	بہر حق کن لطف بر صید دلم	

ہست این دابستہ کیسے تو	
چون گدا آیندشان شجیع یار و آغوش شد فصل بیع	اگرانت تیرنگا بست فرسج بویعیت نیت مایا بدیع
لطف فراروز محشر یا شفیع مینم از بھر شفاعت سوی تو	
پر تو حسن تو بر جان و جگر سوز گریان میسکنم خیر البشر	خاکپائے تو مرآئ البصر و عوئے الفت کند شوریدہ سر
روز شب شد مرا پیش نظر ہمچو طوبے آن قد و لجوی تو	
زان سبب آموخت مارا معرفت زین سبب من می شستم بر درت	معدن علم و ہنر بودہ سبرت کے تو اندانکہ وارد این صفت
عین ایام بود و صف رخت دل تصدق جان خدا رو تو	
تا کہ بیند روح اللہ الصمد تا و تو بخت من کے میرسد	روح من لا مکان کے می پرد خون دل از چشم گریان میچسکد
زندہ جاوید باشم تا ابد مدفن من گر شود در کوئے تو	

یا حسین یا حسین یا حسین	میکند عاصی و لیلین گفت بخت
فرشته خوانان آنان بدر و حسین	دو براسے فاطمہ را نور عین

جسام و صلت لطف کن جبین
تشنیب تحقیق سوئے تو

مسدس برقصیدہ در

گر نہ واری سوز الفت لب پیدار نیست	در گلستان محبت گل زیر بخت خاریست
نقد و استغنا بداري جز تو گل کار نیست	با سواد و جهان دامن و درم و کار نیست

غیر نواز بجز امت مونس و مخمور نیست
یا نبی روز جزا جز تو شفیع و یار نیست

در عدم چون بختی میسر شد آید گل	عالم نوری و ناری خنده زن و من نخل
از خجالت من بگفتم انت مولانا سهل	زان سبب با امانت میکشتم از سوز دل

بهر دیدار تو من تا کسے بگریم خون دل
طالب دیدار کسین جز تو دیدار نیست

دور کن تار یکے دل را که یا بدر الدجی	نیم جان شستم که یی شد مرا شوق تھا
رند و مشرب گشته ام تو کن مرا صوفی صفا	عالم هستی تا کھر که دم که او یسیر

از من بیدل چه پرسی شرح یا مصطفی
کے شود پوشیدہ بر تو لائق انظار نیست

فارغ از دوز جهان بیستم گمان که می شود چهره و شکستن و در نماند خوشبختی	جمله ترکان جهان پیشک شده هستند هست پوشیده جو صابر بدن حال
	لایحه ای از تب و مری تو خاکش زارگشته طاقت گفتار
	قفسه شده
از خود و خود و خیمه گزیده و از بیدلان این همه گار و زشتی که تو گریه کنان	صوفی و ساکنان رگشته که چهره افان من در آنجا زیارت می تمام بکمان
	لطف و ناز و محبت بر گروه عاصیان بجز تو و اشدش حق بار که غمخوار نیست
هست امید که دارم بخالی طمنی لایه و لا از بجز این که هر چه بینی	یک از دل تابرون گشته شود کبر منی شوقنا که پیشوی یابی بقاء ایمنی
	قبر تارکیم ندارد اختیار ریشی داغهای عشق احمد کتر از انوار
زنگ زرو و آه میران روغن لغت اگر حال خوش نهایی از بجز ترنم است	حال من چو خاک رگشته از بکار لغت نیز از بسیار دوری را که گویند قبر است
	من گنهگار توام لیکن نظر بر حرمت هر چه خواهی کن مرا بر گزین نکات

کرد روشن از کن فکین کان آن کین	میکند سجده بدل کل عالم روی زمین
عالم بالا همه گویند دیار زول همین	صاحب لولاک ذات حرکت اللعین

هر چه خواهد میکند تحقیق رب العالمین
بنده احکم مولایا اصرار نیست

غزل فارسی

خانه خود اے صنم اندر دل ما کرده عاشق جان باز را کرده هلاک تیغ ناز من گرفتار بلا تنه اینم جان جهان ابروت تیغ و سلاسل زلف ترکان را ساختی مومن کسی را کرده کافر کسی جلوه خود برگزیدی کرده روشن طور را خود تو ای احمد شدی خود احمد محمود شد که شدی یعقوب گاهی یوسف مصری شدی آمدی برگشته خودم با ذنی گفتم خود عیان کردی تو اسرار نهانی خویش را	بود ویرانه مگر عرش معلی کرده بر سر رایش مکن دیو تماشه کرده هر کس را عاشق زلف چلیپا کرده بمقتل عاشقان سامان مهیا کرده رخنه ها انداختی خود قنبر بر پا کرده زان کلیم با صفا مست و شید کرده وز بر اے دیدن خود را تماشه کرده هر دو عالم را عشق خود زینیا کرده ای شوم قربانت اعجاز میجا کرده پس چرا رسوا فقیر بنوا کرده
--	--

قصیده طبع غزاد عالیجناب مولانا مولوی محمد رفیع الدین صاحب

مستطعم و قمر صدر محاسبی سرکار عالی المتخلص

یا بچہ بود حسن دل آسے محمدؐ
کوین شد آراسته با حسن دل افروز
چو ذکر و خشنود گئی مہر در آمد
از دلف گره گیر گئی لب چو کشو و ند
تا خسر بود مست محو عشق ز اخلاص
اعجاز بہ بیند کہ دلہائے دو عالم
باشید اگر شائق دیدار آلہی
یا بند شفاجن و بشر نیست درین شک
در جلوہ گہ شیرب و بطحی ہمہ عشاق
در سنج و مصیبت پر تسکین دل و جان
از جن و ملک برتر و افضل بود آنکس
در ارض و فلک شمس و قمر جلہ کو اکب

جو شے است سرور و شیرین شایہ محمدؐ
اے صلح علی چشم تماشا کی محمدؐ
خورگفت کہ این قصہ سیما کی محمدؐ
بکشا و زبان زلف بہر پاسے محمدؐ
یک جرعه خمر و ہر کہ زہر ہیاں سے محمدؐ
آویختہ و زلف چھپا سے محمدؐ
آئید بہ بیند و سہر پاپا سے محمدؐ
از خاک و رکبہ خضر آسے محمدؐ
محو اند بانوار تماشا سے محمدؐ
اکسیر بود نام دل آسے محمدؐ
کانرا کہ بود جوش تو لاسے محمدؐ
رخشہ بود نور تجلا سے محمدؐ

جواب بود نام دل آسائے محمدؐ	جدا نہ شست خلق دو عالم
زانکس کہ بود حیف ز اعدائے محمدؐ	در ہر دو بہان آسید و سیاہ دل

پے خوف و ہراس است عزیز ایمان کون
نقل است بل صورت زیبائے محمدؐ

قصیدہ طبع از قدوۃ السالکین مولانا سید عابد حسین صاحب
صفوی المتخلص بقول الحق

عاشق اللہ کو یہ ہے عشق فزون	ہی دلا حق ولا ہم محزون
ناز معشوقی کا ہون مقتول میں	طرفہ او سے پرانہ تم تشہدون
جنت الماد اسے مجھ کو کوئی یار	عاشق صادق ہے فیہا خالدون
و ہونڈا پھر تاتھا آئی یہ سدا	میں ہوں تجھ میں کیوں ہر تو لا تبصرون
سخن و آفرین اور محبت کی تمیز	فی الحقیقت دیکھہ بیرون و درون
ہر احاط ذات نامہ طلق یقین	کون کہتا کیف و کم بچون کو چون
اہل ظاہر نیچے باطن سے ہیں	ظاہر باطن ہوا الیہ سرفزون
یہ عشق ہے دلیں اور آنکھوں میں نون	جلوہ گر ہے ذات بچون و چگون
اسے قول الحق تو ہر خلوت گزین	صاف ہے یہ قول مالا تعلیمون

قصیدہ طبع زاد مولانا غلام محبوب خان صاحب المتخلص بن شہر

<p> نہ پایا کچھ طریقت میں نہ دیکھا کچھ تیرت میں نہ دنیا میں ہر دل لگتا نہ خوش ہوں نہ غم نہیں چمک بجلی میں ہر تیری تجلی ماہ میں تیری نہ کچھ پر فاجہ جنت کی نہ حوران ہشتی کی پہلا عقدہ کشائی ہو اگر اپنی تو کیونکر ہو پچشم غور جب دیکھا تو ہر جا جلوہ گر پایا بنا دیا لگاڑ و آئینہ ہر خست یار اپنا تو ہی ظاہر تو ہی باطن تو ہی ایک سب کا خالق </p>	<p> حقیقت میں اگر دیکھا تو کچھ دیکھا حقیقت میں نشان بے نشان پا کر مڑ کیتا ہو خلوت میں حسیا تیری عیان ہو مہر نور کی تازہ زمین نقطہ میں محو ہوں ہر دم خدا تیری حنین ہزاروں راز سرستہ ہیں یا تیری قدیمین گلونین بر گین روین گل کی زمین بہت میں مقولہ ہر کسی عالم کا یہ میری صدا میں تو ہی خلق مجسم ہو کی بس قائم ہو خلقت میں </p>
---	---

نصیحت ہو میری بھیمان اب ہو تیار ہو آخر
 اگر لگا تا بکے یوں عمر ضائع اپنی غفلت میں

قصیدہ میرا جلیل صفا المتخلص بہ خواجہ شاگرد عالیجناب شہید صفا

<p>پیدا ہوا احمد سا نہیں کوئی اپنی ہے</p>	<p>وہ ہاشمی و مطلبی خوش لقی ہے</p>
---	------------------------------------

<p>حاضر یہاں اب روح رسول عربی ہر کیا بات ہر جسکی طرف اللہ ذی ہے مدلول یہیہ ذی ربیبہ علی حبیبی ہے بہتر حور بانو نمین زبان عربی ہے جہالت کروں اس میں تو بڑی ادبی ہے ہندی ہون گنہگار ہون اور طبع غبی ہے سرکار میں حضرت کی تری اطلبی ہے</p>	<p>سب ملکہ حاصل علی آل محمد ایک بات کی ہی باتیں تہہ آئین سلیم قرآن ہو مال اور کتب حیات نسب پر میں یہ بھی ہو یک تجرہ خضر کی زبان کا دع شہ لولاک رقم کب ہو مری سے فضی الحی عربیہ نہ ہو کس اوصاف محمد کہہ دیا کوئی روز جزا جاتا وادب سے</p>
---	--

گھر آتا ہی کیون روز قیامت تو لاؤ خواہ
حامی ترا دوس روز رسول عربی ہر

قصیدہ

<p>حاجت روائی شاہ و گداہین جناب غوث نور گاہ شیر خداہین جناب غوث کان کرم ہے ابر سخاہین جناب غوث بیشک کہ خضر راہ خداہین جناب غوث گنجینہ امور خداہین جناب غوث مقبول خاص حل علی ہین جناب غوث معشوق رب کے تم بخداہین جناب غوث</p>	<p>ہر مرض کی دوا بخداہین جناب غوث لخت جگر نی کے ہین زہرا کے نوین دریا معرفت کے ہین وہ دریا بہا ساک ہین ہر طریق کی ہر فن کے پیشوا پوشیدہ آپ پر نہیں اسرار کبیرا کیونکر ہو غلامی سزاؤ کی مجھ کو شرف یہہ التجا ہو غائب کی لیچ غلامی میں</p>
--	--

قطعات و تاریحات

قطعه طبعاً و تحقیق

بخش اوس کے گناہ روزِ محشر
مزدوس محسوس کی کوسنکر

تحقیق کی یہ دعا رب سے
پڑھتا ہے و رود جو کہ دائم

تاریخ طبعاً و تحقیق

کسا منہ ہے جو کہ یہ چہہ تعریف
واہ کیا خوب کیا یہ تصنیف

الجانم یہ مولود شریف
آئی ہاتھ سے ندا کے تحقیق

قطعی تاریخ از شاعر ہمہ دان ناظم رنگین بیان عالیجناب
مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مہاجر المخلص بہ عزیز

ہست این ذکر نبی ذکر جمیل
طبع شد نفست رسول بعیل

من چہ گویم مج و وصف این کتاب
ہاں بگو تاریخ طبعش اے عنبرند

تاریخ طبعاً و مولانا غلام محبوب صاحب جبار المخلص شہ

وہ ہمارا سکی ہر آتی ہی نہیں جکو خزان

سیر و نیکہ سکی دلا باغ یہ ہے باغ جنان

البها گدسته میلا: بنی نظم هم و نمشر
 شتر به باغ ارم که چمن ساز ابا
 بندش نظم به جبهه است و عاقل و نو
 به جو تحقیق را سطوی که زبان عاقل
 سعدن علم به شتر است و شیرین شکر
 نظمین شترین و دولون بین کمال
 گرچه این نیز نمایی من جو قصیده اسکا

مدیریت: شهاب الرحمن شوکت نوزید خان

قطعی تاریخ طبع از مولانا راق شریف احمد رضا المتخلص بقبا

کہتے ہیں اہل معانی یہ بیکہر
طبیع کا سن اسے بقا کہو ضرور

ایضاً در ششم طبع

ہر ورق میں ہر سطر میں تسبیح ہے
طبع کی تار بج گندہ واسے نقا

قطعا طبعا و مولانا محمد علی صاحب منصفہ

تیار کیا جو جشن میلاد فردوس محمدی ہی نام بیدار ہمایوت جہکی کتاب تحقیق پیدا کر رکھا ہے واہ کیا خوب	تحقیق سے واہ کیا بیدار پڑتے ہیں درود سب لایک محشر میں بیگاہ اور سب لایک فردوس محمدی کا نام بیدار
فردوس محمدی کے بدلے بیدار کی بیہ دعا ہے یا رب مدت سے تھا اشتیاق سب کو تحقیق ہوئی بیہ بات بیدار	دیگر تحقیق ہے خواہ دکھلا تو اس سے بہار فردوس صد شکر برائی دو خوشی آج فردوس محمدی چہین آج

تاریخ طبعا و جناب منشی محمد علی صاحب المختار بیدار منصفہ

علاقہ دیوانی نبہ بہار صبا معقود

کیا چہا پوشگوار تحفہ ملک اسین ہے ذکر احمد مرسل ہین جو تحقیق نیک عبد الحق اسکا ثانی نہیں کوئی ہو کا	ایک نئی ہے بہار تحفہ ملک کیون ہوشا نذر تحفہ ملک اون کا ہے یادگار تحفہ ملک گرچہ ہین یون ہزار تحفہ ملک
---	---

<p>میں درآباد کا یہ تحفہ ہے عہد آصفیہ کا یہ کتاب چہی</p>	<p>دیکھ غفلت شعار تحفہ ملک ہی یہ حاجت برار تحفہ ملک</p>
<p>کھدی تاریخ طبع اسے بنیل امرا گوہر شاہوار تحفہ ملک</p>	<p>۱۳ ۲۶</p>
<p>طبع از مولانا ابوالمنظر محمد دلاور شریف صاحب اولی المینہ حضرت سعدی مظاہر العاک</p>	
<p>خوب تحقیق نے لکھی یہ کتاب کھدواولی تم اسکی اب تاریخ</p>	<p>کہئے تحقیق اسے سحاب کرم تحفہ ملک آفتاب کرم ۱۳ ۲۶</p>
<p>قطعہ تاریخ طبع از مولانا حکیم قاسم شریف احمد صاحب المختار صبح کاشف</p>	
<p>مع خوان ہن حکیم عبدالحق طبع کا سال کھدواکے کاشف</p>	<p>ان کی کیا شاعری کو دیکھئے آپ باغ و صفت نبی کو دیکھئے آپ ۱۳ ۱۹</p>
<p>ایضاً مرحبا اسے حکیم عبدالحق کھدیا سال اسکا کاشف نے</p>	
<p>۱۳ ۲۶</p>	<p>تقینہ خوب ہے تمہاری نظم طبع ہائی ہے آج پیاری قلم ۱۳ ۲۶</p>

مرحبا خوب طبیعت الیٰ ۛ
 ہو سکی تو ہو تحقیق الیٰ ۛ
 اسمین دیکھی تھیں آوردی ۛ
 خوب الفاظ میں بندش اچھی ۛ
 آپکی اور بھی توقیر برہی ۛ
 اسکے مداح کو ہے عشق نبی ۛ
 پوری ہوں انکی یہ امید دلی ۛ
 دے مسلمانوں کو توفیق بھی ۛ
 اسمین جیسا نہوتا خیر کوئی ۛ
 تری مرضی پہ رہے انکو خوشی ۛ
 بان خیال آئے نہ بدعت کا بھی ۛ
 ہو تو نیکی ہو نہ کوئی بدی ۛ
 کیسا تحقیق کو ہے عشق نبی ۛ

اکثر اسمین ہیں اچھوتے مضمون
 خوب تحقیق ہے ماشاء اللہ
 ہے تو آمد ہے جہان تک دیکھا
 کیون نہ ہر ایک کے مرغوب نہو
 اسکو چھوڑا جو دیا خوب کیا
 ہے محاذ کے مضامین سے حیا
 چھ مدینہ میں رہیں اور بسین
 انت یا رب موفّق بالآخرین
 دین کے کام کو رغبت سے کریں
 رنج دنیا کو وہ سمجھ راحت
 ترے محبوب کہ محبوب کہیں
 کام جو کچھ وہ کریں نام ہی ہو
 اسکا ہر شعر بتاتا ہے ہمیں ۛ

طبع کا سیال کہا سعدی نے ۛ
 ہے یہ تحقیق کی تصنیف اچھی ۛ

ایضاً

کہئے تو مدحت نبی ۛ کہئے ۛ
 منظر لطیف احمدی کہئے ۛ

ایب ہے خواہش تو ہی سی دلکی
 سعدی اسکی جو کہنی ہوتا رنج

ایضاً

الحق چھ ہے با صواب تصنیف
 لیکن ہے یہ لا جواب تصنیف
 لا یریب ہے وہ خراب تصنیف

کیا خوب ہوئی کتا تصنیف
 دیکھئے تو ہیں بلہ حساب تصنیف
 جسین نہو محمد و نعت سعدی

لاکھوں میں اک انتخاب تصنیف
گو یا وہ ہے نقش آب تصنیف
کی خوب ہے یہ کتاب تصنیف
پھر کیوں نہو لا جواب تصنیف
تصنیفوں میں انتخاب تصنیف
ہو ایسی بہ آب و تاب تصنیف
وہ اس سے مواب آب تصنیف
ہو کی ترے ہم رکاب تصنیف
گر ہے تو یہ ہے شہاب تصنیف
کہا یا کرے سچ و تاب تصنیف
ایسی ہی چہ شتاب تصنیف
ہوں ہے وہ اک عذاب تصنیف
ہے یہ تعبیر خواب تصنیف

ہے قابل دید گر تو بھیجے ہے
جو دلیں نہ گہر کرے سیکے
کیا کہنا ہے عبد حق تمہارا
فردوس محمدی رکھنا نام
تحقیق کی خوب ہے مجھ تحقیق
گنجینہ گوہر اسکو کہنے
ناول ہو کہ داستان ہو کوئی
تحقیق یہ تیرے وقت بد میں
یہ بات نہ جہین ہو سہا ہی
جس سے نہویج و تاب دل کو
شاید تہین چہین کے یہ قابل
ہاں خلق کا جس سے خلق کرے
رویا میں رسول حق کو دیکھا

سعدی نے کہا بھیجے اور سکتی تاریخ
کیا خوب ہے لا جواب تصنیف

قصیدہ طبع از مولانا حکیم قاسم شریف احمد صاحب المتخلص بہ کاشف

حقیقت میں نظر آئی رسول اللہ کی صورت
چراغ نرم غصمت میں نبی اللہ کی صورت
نہ ایسی شکل سورج کی نہ ایسی ہی کی صورت
بنی سے دست قدرت جس سے اللہ کی صورت
جو یوسف دیکھ لے پیغمبر دلخواہ کی صورت
کلام اللہ کی صورت رسول اللہ کی صورت

عیانِ حدت کے انگوٹیں تہی اللہ کی صورت
ضیائے حسن پر پیغمبر کا دل ہے پروانہ
جمال مصطفائی میں تماشہ ہے خدا کی صورت
فرشتے موحیت میں گرفتار محبت میں
ملاحت پر ہوشیاری کرے دل سے بولخالی
رسول اللہ کا ابرو حصول بیت سجدہ

میں نے یہ شعر
 صبا لیل اور اگر دشت نشرب کی طرقت
 تریتا ہی دل مخزون ہو سن دیدی افروز
 مدینہ میں گذرا ہو تو روضہ کا نظارہ ہو
 جمال روئے احمد دیکھ لو گاہ خواہ میں کاشف
 نظر آجائے گی بیکدن گدا کو شاہ کی صورت
 قصیدہ طبع خرد مولانا زرق شریف احمد صابا المتخلص بہ بقا -
 مدینہ کی لکھتا ہوں مدحت زیادہ
 دو عالم ہے حسن ملاحت یہ مقنون
 محمد کے در پر کروں جبہ سائی
 الہی قیامت میں ہم عاصیوں پر
 حبیب خدا کے رخ پڑضیا پر پڑ
 مرے حال پر روز و شب دیکھتا ہوں
 کلی میں مدینہ کے بیٹھا ہوا ہوں
 سرک جا مرے پاس سے نفس سرکش
 بقا ذکر مستان ہوں زلف نبی کا
 مزا مجھ کو دیتی ہے وحشت زیادہ
 عبدالحق ذوالحقیق
 ہذا لتصنیف منہ
 کل الشعر والنعت
 و هو فی الشعر ماہر
 ما احسن قول الشاعر
 فی حمد اللہ القادر
 قال السعدی تاریخ
 شیخ التصنیف الشاذلی

<p>مہ چرخ نبوت ہے تجانی رسالتی صبا لیل اور اگر دشت نشرب کی طرقت تریتا ہی دل مخزون ہو سن دیدی افروز مدینہ میں گذرا ہو تو روضہ کا نظارہ ہو</p>	<p>بہار باغ خلعت ہے خلیل الشری صورت بنایا ناتوانی نے مجھ ہی گاہ کی صورت کبھی تو یا خدا دیکھوں شہر کجاہ کی صورت میری آنکھوں میں ہے اول سحر کی دلی لکھ</p>
<p>جمال روئے احمد دیکھ لو گاہ خواہ میں کاشف نظر آجائے گی بیکدن گدا کو شاہ کی صورت</p>	
<p>قصیدہ طبع خرد مولانا زرق شریف احمد صابا المتخلص بہ بقا -</p>	
<p>مدینہ کی لکھتا ہوں مدحت زیادہ دو عالم ہے حسن ملاحت یہ مقنون محمد کے در پر کروں جبہ سائی الہی قیامت میں ہم عاصیوں پر حبیب خدا کے رخ پڑضیا پر پڑ مرے حال پر روز و شب دیکھتا ہوں کلی میں مدینہ کے بیٹھا ہوا ہوں سرک جا مرے پاس سے نفس سرکش</p>	<p>ہے مجھ کو نبی سے محبت زیادہ ہو یوسف سے تم خوبصورت زیادہ تمنا زیادہ ہے حسرت زیادہ برس جائے باران رحمت زیادہ سے مائل ہماری طبیعت زیادہ محمد کی چشم غایت زیادہ پڑ تہ فردوس سے مجھ کو راحت زیادہ نہ مجھ کو دلا طبع دولت زیادہ</p>
<p>بقا ذکر مستان ہوں زلف نبی کا مزا مجھ کو دیتی ہے وحشت زیادہ</p>	
<p>عبدالحق ذوالحقیق ہذا لتصنیف منہ کل الشعر والنعت</p>	<p>و هو فی الشعر ماہر ما احسن قول الشاعر فی حمد اللہ القادر</p>
<p>قال السعدی تاریخ شیخ التصنیف الشاذلی</p>	

صحت نامہ فردوس محمدی

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۴	۳	۲	۱	۴	۳	۲	۱
دروازے	دروازے	۲	۵۱	وظیفہ	وظیفہ	۱	۱
بیٹھا	بیٹھا	۲	۲	کوئی	لوسی	۹	۱
پھر	سپر پھر	۹	۵۳	یتیم الخاوان	یتیم الخاوان	۱۱	۳
جو غم کہ ہے	جو غم کہ ہے	۱	۵۸	علیہم الرحمن	علیہم الرحمن	۱۵	۳
ظہور	ضور	۱۵	۶۴	آج آج بلبو	آج آج بلبو	۸	۱۱
اختتام	اختتام	۵	۶۹	بڑی	بڑی	۱۵	۱۴
آپکے	آکے	۸	۷۴	ورد درود	ورد درود	۱۲	۱۵
مومنون	مومنو	۵	۷۵	گیسوے	کسوے	۱۵	۱۶
بزرگوار	بزرگوار	۳	۸۰	چنانچہ	چنانچہ	۴	۲۸
نگون ہو گیا	نگو ہو گیا	۷	۷	نورانی	نورانی	۱۶	۳۲
بجنے	بجنے	۱۷	۹۷	بے نیاز	بے نیاز	۱۰	۴۱
سوار تہی	سوار ہی	۱۰	۹۰	ٹکڑے	ٹکڑے	۴	۴۴
بنے	بنے	۷	۱۰۳	اور	اور	۱۷	۴۵
اٹھکے	اٹھکے	۱۳	۱۰۴	خضر	خضر	۳	۴۷
یوسف گمشدہ	یوسف گمشدہ	۷	۱۱۲	جینے	جیے	۳	۴۸

نمبر	ج	غلط	صحیح	نمبر	ج	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۱۲	۱۴	جک	جک	۱۳۸	۱۴	عاشق ہے	عاشق ہے
۱۱۳	۱۷	سہین	سہین	۱۳۹	۱۰	آپکے	آپکے
۱۱۴	۴	بنو	بنو	۱۴۵	۹	قلم	قلم
۱۱۵	۱۴	تفسرینہ	تفسرینہ	۱۵۰	۱۲	دروازہ	دروازہ
۱۱۶	۳	بجاری	بجاری	۱۶۴	۲	دوانا	دانا
۱۲۰	۱۲	برزقت	برزقت	۱۷۰	۱۰	حضرت	حضرت
۱۲۱	۶	تشبیہ	تشبیہ	۱۷۲	۱۴	جیسے	جیسے
۱۲۲	۹	آئینہ	آئینہ	۱۷۴	۱۷	اب	آب
۱۲۵	۸	آپنے	آپنے	۱۸۸	۱۰	بیکسوئے	بیکسوئے
۱۲۸	۱۶	نری	نری	۱۸۹	۸	مومنو	مومنو
۱۳۱	۹	خداوند	خداوند	۲۰۱	۱	ہو کہ دو گنا	جو دو گنا
۱۳۲	۱۴	جاتا	جاتا	۲۰۳	۱۰	دردل	دردل
۱۳۶	۴	تسب	تسب	۲۰۷	۱۵	عمر کا تیری	عمر کا تیری
۱۳۷	۷	ہوا	ہوا	۲۱۱	۲	منسک کہ	منسک کہ
۱۳۸	۶	آن زمان	آن زمان	۲۱۶	۹	ملہ بھگو	کہ بھگو

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۲	۳	۲	۱	۲	۳	۲	۱
بکن	کن	۳	۲۹۹	پاسبانوں نے	پاسبان نے	۱۷	۲۱۶
بلائے	نلائے	۱۶	۳۰۰	ابھی رات غائب	ابھی رات غائب	۷	۲۲۸
بکن	کن	۳	۳۰۵	بچھاؤں	بچھاؤں	۸	۲۳۱
حامی	حاجی	۱۷	۳۰۸	کنان	کنا	۸	۲۳۲
جاتی	حاتی	۲	۳۰۹	عشقت	عقشت	۱۰	۲۳۳
حاصیان	آستان	۱۷	۳۱۹	پروردگار	پروردگار	۴	۲۳۵
مجھے	مجھے	۱۲	۳۲۵	پاس	اس	۱۷	۲۵۰
لحدیر	لحدیر	۱۵	۳۳۰	ہوئے گا	ہوئے گا	۱	۲۵۳
ہے جو	ہے کہ جو	۵	۳۳۱	بڑ بکر	بڑ کر	۱۰	۲۵۳
آتا ہے لیون	آتا ہے لیون	۶	۳۳۷	کے بستر پر	بستر پر	۱۲	۲۶۱
تنویرے	تنویرے	۳	۳۳۸	مشرف	بھی مشرف	۶	۲۶۲
منصورے	منصورے	۴	۳۴۰	بگڑی	گڑی	۴	۲۶۵
کوہ بلا	کوہ بلا	۵	۳۵۶	محبت	غیب	۱۷	۳۶۶
.	.	.	.	کبے	ایکے	۷	۳۷۴
.	.	.	.	مجھ کو	مجھ کو	۱۰	۳۸۰

صفحہ	سطح	غلط	صحیح	صفحہ	سطح	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۵۷	۱۳	سب جوازون	سب جوازون				
۲۵۸	۶	میم احمد ہوا	میم احمد کیا				
ایضاً	ایضاً	حائل	فیصل				
۳۶۰	۱۴	شوے	سورے				
۳۶۱	۲	معیت نوہ	معیت آوہ				
۳۷۰	۹	غغغوا	غغغوار				
۳۷۰	۱۳	نیجیان گشم کہ	نیجیان گشم کہ				
۳۷۲	۲۰	بندہ را حکم ہوا	بندہ را حکم ہوا				
۳۷۲	۷	کنڈیو	کنڈیو				
۳۷۳	۱۱	شید کردہ	شید کردہ				
۳۷۳	۳	دل آس	دل آسے				
۳۷۴	۱۱	معیت	معیت				
۳۷۵	۱۷	پیدا ہوا احمد	پیدا ہوا احمد				

اعلان

اس کتاب کے پڑھنے والے حضرات کی خدمت میں

یہ عرض ہے کہ پہلے کتاب کی صحت

صحت نامہ سرفراہیں کے

بعد پڑھیں

حسب ضابطہ اس کتاب کی رجسٹری ہو چکی
ہے۔ کوئی صاحب قصد طبع نفر مائن نہ

لوفٹ

جس کتابت مولف کی دستخط یا مہر نہ ہو وہ مسروقہ

اعلان

اس کتاب پڑھنے والے حضرات کی خدمت میں

پیش کرنا کہ پہلے کتاب کی صحت

صحت نامہ و فرمالین کے

بند پر عین

حسب ضابطہ اس کتاب کی رجسٹری ہو چکی

ہے۔ کوئی صاحب قصہ طبع تقریرائیں نہ

لکھتا

جس کتابت مولف کی دستخط یا مہر نہ ہو وہ مسروقہ